احقاق الحق البلیغ

فی ابطال ما احدثته جماعت التبلیغ

یعنی

موجودہ تبلیغی جماعت کی بعض خرافات کا
علمی جائزہ

ترتیب وتدوین

ابو اسید محمد امان اللہ عمرزئی کاملپوری دامانی (چھچھ اٹک)
تلمیذ رشید حضرت اقدس قطب الارشاد
مولانا سید حامد میاں صاحب قدس سرہ
وخلیفہ مجاز: حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ

ناشر: ادارۃ اسید اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ

کتاب کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اس کتاب میں کسی قسم کی ترمیم کرنے اور بغیر اجازت چھاپنے کی اجازت نہیں

نام کتاب..........احقاق الحق البلیغ فی ابطال ما احدثتہ جماعت التبلیغ
یعنی موجودہ تبلیغی جماعت کی خرافات کا علمی جائزہ
تصنیف..........ابو اسید محمد امان اللہ عمرزئی کاملپوری دامانی (چھچھ اٹک)
سرورق:..........اسد اللہ حمزہ
طباعت پنجم..........(نومبر: 2014ء)
تعداد..........2,500
ناشر:..........ادارہ اسید اللہ شہیدؒ
قیمت:..........350 روپے

ویرید الله ان یحق الحق
بکلمتہ ویقطع دابر الکفرین
لیحق الحق ویبطل الباطل
ولو کرہ المجرمون

سلام ہو

ان ارواحِ مقدسہِ شہداء کو
جو قنادیلِ عرشِ رحمانی کے زیر سایہ ہیں
جو خواہشمند ہیں کہ ہمیں بار بار کفار کے
ساتھ مقابلہ میں بھیجا جائے تا کہ
یہ سلسلہِ شہادت جاری
رہے

انتساب

حضرت استاد مکرم
مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہ
اور ان کے جامعہ مدنیہ کے رفقاء اساتذہ کرام کے نام
جن کے فیض صحبت سے ہم اس قابل ہوئے کہ
''احقاق حق اور ابطال باطل''
میں ''اپنے پرائے'' کا فرق نہ کریں
اور ہر ایک مسئلے کو کتاب وسنت
ومنہج سلف الصالحین
میں پرکھیں

بانی جماعت وحضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے اِرشادات تبلیغی جماعت کے لیے

فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمارا اصلی کام مقامی علماء کرام حقانی کی خدمت میں حاضری اور مسلمانوں کو "جمیع ماجاء بہ النبی ﷺ" سکھانا (یعنی اسلام کے پورے علمی وعملی نظام سے امت کو وابستہ کردینا) یہ تو ہے ہمارا اصلی مقصد، رہی قافلوں کی یہ چلت پھرت اور تبلیغی گشت، سو یہ اس مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے، اور کلمہ ونماز کی تلقین وتعلیم گویا ہمارے پورے نصاب کی الف، ب، ت ہے...... عوام کو زیادہ فائدہ اپنی جگہ کے اہل دین سے استفادہ کرنے میں ہوگا۔ فرمایا؛ ہمارے عام کارکن جہاں بھی جائیں، وہاں کے حقانی علماء وصلحاء کی خدمت میں حاضری کی کوشش کریں، لیکن یہ حاضری صرف استفادے (یعنی اُن سے فائدہ حاصل کرنا) کی نیت سے ہو اور ان حضرات علماء کرام کو براہ راست اس کام کی دعوت نہ دیں۔ وہ حضرات جن دینی مشاغل میں لگے ہوئے ہیں ان کو تو وہ خوب جانتے ہیں اور ان کے منافع کا وہ تجربہ رکھتے ہیں۔

(ص ۲۲۳ ملفوظات)

☆ علماء کرام پر اعتراض نہ آئے

بلکہ یہ سمجھ لیں کہ علماء ہم سے بھی زیادہ اہم کام میں مشغول ہیں، وہ راتوں کو بھی مشغول رہتے ہیں جبکہ دوسرے آرام کی نیند سوتے ہیں، اور ان کی عدم توجہ کو اپنی کوتاہی پر محمول کریں کہ ہم نے ان کے پاس آمد ورفت کم کی ہے اس لیے وہ ہم سے زیادہ ان لوگوں (طلباء کرام) پر متوجہ ہیں جو سالہا سال کیلئے ان کے پاس آپڑے ہیں۔

☆ جہاد وعلم وذکرِ اصطلاحی اور ان کے انوارات

ایک بار فرمایا۔ "مولانا ہماری تبلیغ میں علم وذکر کی بڑی اہمیت ہے۔ بدون علم کے نہ عمل ہوسکے نہ عمل کی معرفت، اور بدون ذکر کے علم ظلمت ہی ظلمت ہے، اس میں نور نہیں ہوسکتا، مگر ہمارے کام کرنیوالوں کی اس میں کمی ہے۔ میں (مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ) نے

عرض کیا کہ تبلیغ خود بہت اہم فریضہ ہے اس کی وجہ سے ذکر میں کمی ہونا ویسا ہی ہے جیسا حضرت سید صاحب بریلوی قدس سرہ نے جس وقت جہاد کی تیاری کیلئے اپنے خدام کو بجائے ذکر و شغل کے نشانہ بازی اور گھوڑے کی سواری میں مشغول کر دیا تو بعض نے یہ شکایت کی کہ اس وقت پہلے جیسے انوار نہیں ہیں، تو حضرت سید صاحب ؒ نے فرمایا کہ ہاں اس وقت ذکر کے انوار نہیں ہیں، جہاد کے انوار ہیں اور اس وقت اسی کی ضرورت ہے ــــ فرمایا ''مگر مجھے علم اور ذکر کی کمی کا قلق ہے اور کمی اس واسطے ہے کہ اب تک اہل علم اور اہل ذکر اس میں نہیں لگے ہیں، اگر یہ حضرات اپنے ہاتھ میں کام لے لیں تو یہ کمی بھی پوری ہو جائے۔ مگر علماء اور اہل ذکر تو ابھی تک اس میں بہت کم آئے ہیں''۔ (بحوالہ ملفوظات)

☆ ہر عمل کی حدیث میں الگ فضیلت آئی ہے

ایک خط میں فرماتے ہیں، ہر وقت کیلئے ان کے اپنے وقتوں کی عظمت اور حرمت میں آئی ہوئی تعریفیں اور فضیلتیں معلوم کر کے ان پر اعتقاد کرتے ہوئے کرنا۔ یہی ان (یعنی احادیث پر عمل کرنے کا) کا طریقہ ہے۔ ہر ایک (عمل) کی فضیلتیں احادیث میں الگ الگ وارد ہیں اور ہر ایک کے الگ الگ انوار و برکات ہیں۔ (گویا ادھر کی حدیثیں اُدھر نہ لگائی جائیں جیسا کہ آج کل کے اہل تبلیغ کا حال ہے)

(بحوالہ؛ دینی دعوت، صفحہ 311)

☆ کیا عورتوں کی تبلیغی جماعت جائز ہے؟

حضرت مولانا الیاس صاحب ؒ مستورات کی تبلیغ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''میں مستورات سے کہتا ہوں کہ دینی کام میں تم اپنے گھر والوں کی مددگار بن جاؤ انہیں اطمینان کے ساتھ دین کے کاموں میں لگنے کا موقع دے دو، اور گھریلو کاموں کا ان کا بوجھ ہلکا کر دو، تا کہ وہ بے فکر ہو کر دین کا کام کریں، اگر مستورات ایسا نہ کریں گیں، تو ''حبالۃ الشیطان'' ہو جائیں گیں'' (یعنی شیطان کے جال اور پھندے بن جائیں گی اور اب تو اس کے برخلاف مستورات کی جماعتیں بھی بن گئیں) (بحوالہ ملفوظات صفحہ 125)

☆ خواص وعوام:

مرکزِ رائیونڈ میں تبلیغی جماعت کی ایک اور بے اعتدالی اور غیر شرعی اصطلاح کے بارے میں حضرت نے پہلے سے فرما رکھا ہے چنانچہ ملفوظات میں ایک جگہ اُن کا یہ قول بھی نقل کیا گیا ہے فرمایا: ''عام طور سے کام کرنے والے لوگ بڑے آدمیوں اور نمایاں ہستیوں کے پیچھے لگتے ہیں، اور اللہ کے غریب اور خستہ حال بندے اگر خود بھی آجائیں تو ان کی طرف زیادہ متوجہ نہیں ہوتے۔ یہ مادیّت ہے (دنیاداری ہے)۔ خوب سمجھ لو! جو خود تمہارے پاس آ گیا، وہ اللہ کا عطیہ اور اس کا بھیجا ہوا ہے، اور جس کے پیچھے لگ کے تم اسے لائے وہ تمہاری کمائی ہے جو اللہ کی ''خالص عطاء'' ہو اس کی قدر اپنی کمائی سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ یہ شکستہ حال ''غریب میواتی'' جو یہاں پڑے رہتے ہیں ان کی قدر کرو، ذرا سوچو! تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تھی **اللّٰھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً واحشرنی فی زمرة المساکین** ''اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی ہی حالت میں مجھے موت دے، اور بروز قیامت مسکینوں کی جماعت میں مجھے اٹھا''۔

(بحوالہ؛ ملفوظات۔ صفحہ 122۔ ملفوظ 146)

مولانا ندوی ؒ فرماتے ہیں؛ کہ مولانا کو ہٹو بچو سے بڑی نفرت تھی، فرماتے تھے کہ ہٹو بچو فرعون، ہامان کی سنت ہے۔ چاہتے تھے کہ بے تکلف رہیں اور چلیں پھریں۔

☆ کفار اور مسلمانوں سے محبت یا نفرت؟

تبلیغی جماعت میں آج کل ایک غلط اور ایک غیر شرعی اصطلاح یہ بھی مشہور ہوگئی ہے کہ تبلیغی جماعت ٹھنڈی تار ہے اُور مجاہدین اور سپاہ صحابہ ؓ اُور دیگر باطل فرقوں کا رد کرنے والے گرم تار یں حضرت کے اِس بیان کو پڑھیے تو خود بخود واضح ہو جائے گا کہ ایک تار سے کام نہیں چلتا چنانچہ فرمایا ''حضرات! ایمان کے دو بازوں ہیں، ایک اللہ و رسول ﷺ کے دشمنوں پر غلظت وشدت اور اللہ و رسول ﷺ کے ماننے والوں اور محبوں پر شفقت و رحمت، اور ان کے مقابلہ میں فروتنی اور ذلت۔ ''**اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین**'' ایمان والوں کی ترقی و پرواز کیلئے یہ دونوں بازوں ضروری ہیں، ایک بازو سے کوئی جانور بھی نہیں اڑ سکتا''

(ص ۱۳۸ ملفوظات ؛ ادارِ نشریاتِ اسلام لاہور)

☆ آج کل تبلیغی جماعت والے حضرات بڑے شدومد سے کہتے ہیں کہ کافروں کو برا نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اُن کے اعمال سے نفرت ہونی چاہیے مگر اُس نفرت میں بھی اُن پر ترس آنا چاہیے جبکہ حضرت مولانا الیاس صاحب ؒ کے نظریات مولانا ندوی یوں بیان فرماتے ہیں۔

’’مولانا کا کافروں کے بارے میں یہ نظریہ تھا کہ اخلاق جب تک جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں کے نیچے نہ آئیں وہ اخلاق نہیں، کئی بار یہ واقعہ سنایا، کہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن ؒ مالٹا سے رہا ہو کر تشریف لائے تھے، ایک دعوت میں میں بھی تھا، اور حضرت کے پاس بیٹھا تھا، صاحبِ دعوت دیر تک کسی انگریز افسر کی خوش اخلاقی کا تذکرہ اور اسکے حسن اخلاق کی تعریف بڑے ذوق و محویت کے ساتھ کرتے رہے۔ مولانا نے دیر تک صبر و ضبط کے ساتھ سنا، مگر طبیعت پر بہت گرانی ہوئی، مجھ سے آہستہ سے فرمایا ’’کیا کافر کے بھی اخلاق ہوتے ہیں؟‘‘

(بحوالہ ؛ دینی دعوت۔ صفحہ 249۔ مکتبہ زکریا رائیونڈ لاہور)

مولانا ایک خط میں لکھتے ہیں ’حافظ صاحب! مجھے بڑی غیرت آتی ہے کہ مسلمانوں کی عربیت کی جانچ کرنے والے کفار ہوں‘‘ مولانا اپنے بعض نامور معاصرین کو جو ’اشداء علی الکفار ‘‘ کا مظہر ہیں، ان کو (شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنی ؒ کو) البغض للہ کے فن کا امام سمجھتے تھے، ان کی فضیلت کے قائل تھے۔ اور فرماتے تھے یہ چیز (جہادی کام) ان سے سیکھنے کی ہے۔

(بحوالہ دینی دعوت۔ صفحہ 240)

ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں ؛ یہ مضمون بہت زور سے بیان کرنے کے قابل ہے کہ کفر کو، شرک کو، زنا کو اور کسی اکبر الکبائر کو ایسا معیوب اور قبیح نہ سمجھیں، اور اللہ کے حلال کردہ کو اس قدر معیوب سمجھیں! آپ ضرور بیان فرما دیں کہ کس طرح ان کا ایمان باقی رہا، اور کیا سبیل ان کے ایمان کے باقی رہنے کی ہو سکتی ہے؟ یہیں سے جن لوگوں نے حضرت ؒ کے بارے میں یہ منسوب کیا کہ وہ نہی عن المنکر کے قائل نہیں جیسا کہ منشی محمد عیسی نے ’’تبلیغی تحریک کی ابتداء

اور اسکے بنیادی اصول'' نامی کتاب میں یہ بات مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی ہے یہ سراسر لغو اور جھوٹ ہے بعض بے علم اور نا سمجھ اپنی باتوں کو وزنی بنانے کے لئے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کا جملہ استعمال کرتے ہیں اسکی اصل کچھ نہیں اور نہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ نظریہ تھا۔ مولانا ندوی رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اسی دینی حمیت کی بنیاد پر آپ نے حکومت (انگریز) کی جبری تعلیم کی سخت مخالفت کی، اور علماء کو اس طرف متوجہ کیا (بحوالہ؛ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی دینی دعوت۔ از علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔)

(صفحہ 242 مکتبہ زکریا بیرون تبلیغی مرکز رائیونڈ لاہور)

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اسی کتاب میں فرماتے ہیں کہ حضرت کو بڑی شدت سے یہ احساس تھا، کہ مسلمانوں پر تمام تر تکالیف و مصائب خلافت اسلامیہ چھن جانے کی وجہ سے پیش آئیں۔

☆تحریر کا رواج اور تحریری دعوت

آج کل مرکز میں جب تبلیغی جماعت کے چوٹی کے علماء اور واعظین کے بارے میں مرکز کی مقتدر شخصیات سے بعض علماء اور واعظین کی بے اعتدالیاں ذکر کی جاتی ہیں تو وہ خود مانتے ہیں کہ ہاں یہ غلط بات ہے لیکن جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اِن غلط نظریات کا جو عوام کے اندر مشہور ہوگئے ہیں تحریری طور پر وضاحت ہونی چاہیے تا کہ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک تحریک تحریفات سے محفوظ ہوجائے تو مرکز کے اربابِ اقتدار تحریری رجوع سے یا تحریر سے یا تحریر کو گناہِ عظیم سمجھتے ہوئی کہتے ہیں ''ہمارے ہاں تحریر کا رواج نہیں'' جب کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''میں اب تک اس کو پسند نہیں کرتا تھا کہ اس تبلیغی کام کے سلسلہ میں کچھ زیادہ لکھا پڑھا جائے اور تحریر کے ذریعہ اس کی دعوت دی جائے بلکہ میں اس کو منع کرتا رہا (کیوں کہ تحریر آگے چل کر کیا سے کیا بن جاتی ہے)۔ لیکن اب میں کہتا ہوں کہ لکھا جائے اور تم بھی خوب لکھو۔۔۔۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ تحریر کے ذریعہ بھی دعوت دینی چاہیے''

☆حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئی ''جو فتنے صدیوں میں آتے وہ مہینوں

میں آجائیں گے

فرمایا۔۔۔۔لوگ میری تبلیغ کے برکات دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ کام ہو رہا ہے، حالانکہ کام اور چیز ہے اور برکات اور چیز ہیں۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریفہ ہی سے برکات کا تو ظہور ہونے لگا تھا مگر کام بہت بعد میں شروع ہوا، اسی طرح یہاں سمجھو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ابھی تک اصلی کام شروع نہیں ہوا، جس دن کام شروع ہو جائے گا تو مسلمان سات سو برس پہلے کی حالت کی طرف لوٹ جائیں گے (یعنی خلافتِ اسلامیہ کا دور دورہ)، اور اگر کام شروع نہ ہوا بلکہ اسی حالت پر رہا جس پر اب تک ہے اور لوگوں نے اس کو منجملہ تحریکات کے ایک تحریک سمجھ لیا (جیسا کہ اَب سمجھ لیا گیا ہے) اور کام کرنے والے اس راہ میں بچل گئے (پھسل گئے) تو جو فتنے صدیوں میں آتے وہ مہینوں میں آجائیں گے، اس لیے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

(بحوالہ ملفوظات ص ۴۳)

انہی آخری مبارک کلمات کے ساتھ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کو قلم بند کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی دوبارہ خلافت اسلامیہ اور شریعت کی بہاریں دکھلائے۔ آمین۔ اور تبلیغی جماعت والوں کو اور ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

{تحریر کا پس منظر}

وحدہ لاشریک لہ رب کے نام کے ساتھ شروع اور صلاۃ وسلام ہوں اس ذات اقدس ﷺ پر جو تعلیم وتربیت اور جمیع امور دین کے ساتھ بھیجے گئے اور صلاۃ وسلام ہو ان کے جانثار ساتھیوں پر حضرات ابوبکر ؓ وعمر ؓ وعثمان ؓ وعلی ؓ اور جمیع عشرہ مبشرہ ودیگر مہاجرین وانصار ؓ اور انکی آل واولاد پر جو ان سے محبت رکھے اور ان کی پیروی کرے کہ یہ چند سطریں مسجد النبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں جو کہ مہبط وحی اور مقر خلافت اسلامیہ رہا اور اب تجلیات انوار محمدیہ والہیہ ہے اور جس میں تین نفوس قدسیہ کا وجود ہے لکھی جا رہی ہے اور یہ کہ اِس وقت اشد ضرورت خلافت علی منہاج الخلافۃ الراشدہ کی ہے تاکہ داخلا وخارجا مسلمانوں سے ذلت وپستی کا خاتمہ ہو اور مسلمان بھی مسلمان نظر آئے اس کے لیئے تربیت وتعلیم کی اشد ضرورت ہے۔ مسائلِ عبادات اور حیثیت مسلم سے عدم تعلم تمام امت میں نظر آ رہا ہے۔ فرق باطلہ مثل شیعہ کی کثرت سے حبیب پاک ﷺ کی مقدس اراضی اور پاک وجود کے پاس ان نجس لوگوں کا گذر وروند نا دل پر انتہائی مکروہ گذر رہا ہے لیکن حکومت سعودیہ کی کمزوریاں ہیں کہ نوبت بایں جا رسید۔۔۔۔ دعاء کرتے ہیں ھدایت الی الاسلام اور اس چیز کی اللہ تعالی کسی رجل مسلم پر اس امت کو کتاب وسنت پر جمع فرما کر کفر پر ضربِ شدید لگائے ایسے میں علماء امت کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ مدارس اور دیگر منظمات مثل تبلیغی جماعت وغیرہ کے ساتھ انضباط اور ان کے علماء کے ساتھ روابط کرنے ضروری لگ رہے ہیں یہ روابط اس لیئے بھی ضروری ہو گئے کہ اکثر عرب ممالک کے تبلیغی جماعت والے اور ان کے ساتھ ساتھ عجم جماعت میں بھی لگے ہوئے حضرات جہاد اور نہی عن المنکر سے دور نظر آ رہے ہیں۔ تبلیغی جماعت میں یہ

کمزوری انتہائی مضر اور ملت اسلامیہ کی نشاۃِ ثانیہ کیلئے انتہائی خطرناک اور مہلک ہے اس مبارک مقام جہاں میں یہ تحریر کررہا ہوں یہاں سے بار بار شاہسواروں کو جھنڈوں کے ساتھ جہاد کے لیئے رخصت کیا گیا۔ تبلیغی جماعت اور بعض مصری اور دیگر علماء سوء کا طرز عمل انتہائی تعجب خیز اور حقیقت سے روگردانی نظر آرہا ہے اللہ تعالی حق کو حق اور باطل کو باطل فرمائیں ذھن میں زیادہ یہی آرہا ہے۔ اشغال واذکار وخلق سلیم اور دیگر اخلاق وشیم کی درستگی کے لیئے بار بار دعا اور اسباب کے حصول کے دعا گو ہیں نیز علماءِ اسلام کا وقار اختیار کرنا اور رسول اقدس ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حق کو بیان کرنا ایک فریضہ نظر آرہا ہے نیز یہیں دو رکعت نماز نفل برائے احقاق حق وابطال باطل بھی ادا کیں جس میں سورۃ الفاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا محمد رسول الله ۔۔۔۔۔ الی اخر السورة۔ اور دوسری رکعت میں لاتجد قوما یومنون بالله والیوم الاخر یوادون ۔۔۔۔۔ الی آخر السورة بلا اختیار زبان پر جاری ہوگئیں ۔۔۔ جن کا مقصد اور خلاصہ یہ ہے کہ رسول اقدس ﷺ کی بعثت کا مقصد اس دین کو باقی تمام ادیان پر غالب کرنا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس امت کا خاصہ اور خلاصہ نیز اقتداء کے معیار ہیں۔ آئندہ آنے والی تحریر کا پس منظر یہی ہے ولا ازکی علی اللہ احدا۔

اللہ تعالی لغزشوں کو معاف فرمائیں ۔۔۔ آمین ۔۔۔

محمد امان اللہ نزیل بمدینة المنورة

فی مسجد النبوی عند محراب النبی ﷺ

۱۲ ذی الحجه 1415 الهجرة بوقت ۷ : ۱۱ بجے صبح

{''اَلْحَقُّ مُر'' سچائی کڑوی ہوتی ہے}

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصّلوۃ والسّلام علی من لا نبی بعدہ۔ وبعدہ۔۔۔

چشمہ فلک نے وہ زمانہ اور لوگ بھی دیکھے کہ مسلمانوں کے سیاہ سفید کے نگہبان جنگی طبیعت میں شرعی تصلب وسختی تھی خطبہ کے لئے کھڑے ہو کر فرما رہے ہیں لوگو! میں جب تک کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ ﷺ پر چلتا رہوں تو میری اطاعت کرنا ورنہ۔۔۔۔۔۔ (اتنی دیر میں) مجمع میں سے ایک سیدھا سادا صحابی سامع کھڑے ہو کر تلوار نکال کر کہتا ہے کہ ہاں ایسے ہی ہے مگر آپ جب کتاب وسنت سے اِدھر اُدھر ہو نگے تو ہم تلوار کی نوک سے آپ کو صراط مستقیم پر لے جائیں گے حاکم وقت غصے میں لال پیلے نہ ہوئے تیوری نہ چڑھائی کھل اٹھتے ہیں آسمان کی طرف دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیتے ہیں الحمدللہ! عمر (رضی اللہ عنہ) کو تلوار کی نوک سے راہ حق پر لانے والے لوگ موجود ہیں۔ یہ ایک واقعہ ہے تاریخ اسلامی نے بے شمار ایسے واقعات دیکھے کہ حق کو کیسے بیان کیا جاتا ہے **الاحد الاحد** کے نعرے کیسے لگتے ہیں اور کہیں **لاضیر انا الی ربنا منقلبون** کو کیسے اَدا کیا جاتا ہے؟

''الحق مر'' سچی بات کڑوی لگتی ہے مگر حق، حق ہی ہوتا ہے۔ اور اسی کے قبول کرنے میں خیر ہے **قل اللہ یھدی للحق افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی فمالکم کیف تحکمون؟(القرآن)** کہہ دیجیے! اللہ تعالیٰ حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے بھلا جو حق کی طرف جاتا ہے اُس کی اتباع کی جائے اور وہ زیادہ حقدار بنتا ہے یا وہ آدمی جو حق کی طرف نہیں لے جاتا اُس کی اتباع کی جائے؟ تمھیں کیا ہوا کیسے فیصلے کرتے ہو؟

اس پر فتن دور میں جہاں ہر طرف شرعی اصطلاحات کا تیا پانچا کیا جا رہا ہے۔ اعجاب

کل ذی رای برایه کا زور ہے تو اس میں اہل علم کو چاہئے کہ کتمان حق نہ کریں دنیا کے ایام تیزی سے گزر رہے ہیں ہر لمحہ انسان کو موت کے قریب کر رہا ہے۔ اور پھر یوم حساب ہوگا وہ یوم کہ **یوم یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه لکل امری منهم یومئذ شأن یغنیه** (الایة) وہ روزِ محشر کہ جس دن آدمی اپنے بھائی اپنی ماں اپنے باپ اپنے بیوی اپنے بچوں سے بھاگتا پھرے گا اُس دن ہر ایک کی ایسی حالت ہوگی کہ دُوسرے کی پرواہ وفکر نہ کرے گا (قرآن کریم) تاویلات کام نہ آئیں گیں۔ آیئے! اس سے پہلے اپنے کو صراط مستقیم کا پابند بنالیں یا اللہ! آپ کو معلوم ہے اور آپ دلوں کے احوال جانتے ہیں۔ نفع ونقصان آپ کے ہاتھ میں ہے۔۔۔۔ اس تحریر کا مقصد کیا ہے؟ آپ کو معلوم ہے آپ **علیم وخبیر** ہیں حق کو حق اور باطل کو باطل فرمادے۔ اہل اسلام، علماء، صلحاء اور مجاہدین کی مدد فرما کر کفر کو نیست ونابود کردے منافقین کا دجل وفریب آشکارا فرما۔ آمین

(نوٹ) حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ میں اس تردیدی کام کو بلکہ اس سے بھی قبل مدینہ منورہ میں قیام کے دوران اس کا مقدمہ روضة من ریاض الجنة میں شروع کیا۔ مسقط عمان سے واپسی کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اب اصلاح لکھنی ضروری ہے۔ اور پھر اس کے بعد حضرت خواجہ خان محمد صاحب کندیاں شریف کی خدمت میں بھی خط لکھا گیا (جہاں سے ان الفاظ میں زبانی لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی گئی کہ " چکوال والے بھی لکھ رہے ہیں آپ بھی لکھو،، باقی رہا کتاب کا دیکھنا تو اسوقت کتاب تو تھی ہی نہیں حضرت خواجہ صاحب کے خادم اور صاحبزادہ صاحب نے اندر خط لے جانے کے بعد یہ اجازت ان مذکورہ الفاظ میں لائی بہرحال تحریر اپنے دلائل وحقائق پر مشتمل وقائم ہے اکابر سے دعاؤں کے لئے رجوع کیا تھا پھر بھی انسان خطا کا پتلا ہے جہاں قرآن وسنت واجماع المسلمین سے روگردانی ہو تو مطلع فرمایئے بڑی نوازش ہوگی۔ دعادیں گے **یغفراللہ لمن یرشدنی الی الخیر والحق**۔۔۔۔۔۔ بس اتنا کرم ضرور فرمایا جائے کہ جب کسی نے تردید کرنی ہو تو عبارت کو مکمل نقل فرمادیں۔ اور پھر ادلہ شرعیہ کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

محمد امان اللہ ابواُسید

(پہلا ایڈیشن)

رائے گرامی قدر فقیہ العصر حضرت مفتی محمد عیسیٰ گورمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ صدر مدرس تخصص فی الافتاء و مہتمم جامعہ فتاح العلوم نوشہرہ سانسی گوجرانوالہ

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد۔ . .

موجودہ تبلیغی جماعت کے تحت علماء کرام اور علآمہ حضرات ایسے عناصر جمع ہو گئے ہیں۔ جن پر لوگوں کا اعتماد بڑھ گیا ہے، اور انہوں نے غلوّ اختیار کیا ہے۔ آئے دن اپنے بیانات میں راہ اعتدال سے ہٹا کر لوگوں کو اپنے پیچھے لگانے کی کوشش کر رہے ہیں، ان میں جماعتی تعصب پیدا ہو گیا ہے۔ اپنے گروہ کے آدمی کو اچھا خیال کرتے ہیں۔ خواہ وہ فاسق، فاجر، اَن پڑھ، جاہل ہو دوسرے کو حقیر سمجھتے ہیں۔ گو وہ عالم ، فاضل ، صالح ، دیندار ہو۔ مجاہدین کو تختۂ مشق بنانا اور جہاد و قتال فی سبیل اللہ کی نفی کرنا، کہ یہ وقت جہاد کا نہیں ہے، اور اسوقت جہاد کہیں نہیں ہو رہا۔ شیخین صحابہ حضرت ابوبکر ؓ حضرت عمر ؓ کے دور خلافت کی تنقیص کرنا، کہ ان سے غلطیاں سرزد ہوئی تھیں، اور ہوئی ہیں، یہ ’’سو (100) نمبر‘‘ نہیں لے سکے، یہ نہ ’’معصوم‘‘ تھے اور نہ ’’محفوظ‘‘۔ جمہور علماء کرام خصوصاً علماء دیوبند کی خدمات پر تنقید، اور انگریزوں کے خلاف ان کی مساعیٔ جمیلہ، جہاد شاملی وغیرہ کو غلط قرار دینا۔ اسکے برعکس جن لیڈروں نے فرقہ بندی کی اور تکفیر کا بازار گرم کیا یا اجتہاد کے نام سے امت میں انتشار پھیلایا اور اور افتراق پیدا کیا، انکو امامت اور پیشوائی کا درجہ دینا، وغیر ذالک۔ یہ ایسی باتیں نہیں تھیں، جن سے صَرفِ نظر کیا جاتا، انکا مؤاخذہ ضروری تھا۔ اہل علم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان غلط نظریات کا نوٹس لیں، الحمدللہ! جلیل القدر محقق عالم مولانا امان اللہ دام مجدہ (استاد حدیث جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور) نے ان کے غلط خیالات اور فاسد نظریات کا مفصّل اور مدلّل رد کیا۔

اور آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ، حیات طیبہ اور صحابہ کرام کے آثار واحوال کی روشنی میں ان کا جواب تحریر کیا، ساتھ ہی علماء امت کے اقوال اور انکی آراء ، اور انکی زندگی کے ادوار واطوار کو پیش کیا۔ ایسا جواب جس میں اصلاح اور خیر خواہی کا پہلو غالب ہے۔ اور انکے علمی مقام کا مظہر ہے۔ راقم الحروف (مفتی عیسی گورمانی مدظلہم) نے اسکا نام مندرجہ ذیل تجویز کیا ہے :

اِحقاق الحق البلیغ

فی ردّ بعض الخُرافة

لمن یسمّی باھل التبلیغ

''مروّجہ تبلیغی جماعت کی بعض خرافات کا علمی جائزہ''

اللہ تعالی مولانا موصوف کی اس تصنیفِ لطیف کو بطور فرض کفایہ تمام علماء کی طرف سے قبول فرمائے۔ اور تمام مسلمانوں کے لئے راہ حق پر چلنے کا ذریعہ بنائے احداث فی الدین اور غلو فی الدین سے اجتناب کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ع: ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد عیسیٰ عفی عنہ

جامعہ فتاح العلوم نوشہرہ سانسی گوجرانوالہ

03.05.1430/28.04.2009

نوٹ: فقیہ العصر حضرت مفتی محمد عیسیٰ گورمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ صدر مدرس تخصص فی الافتاء و مہتمم جامعہ فتاح العلوم نوشہرہ سانسی گوجرانوالہ نے بھی اہل تبلیغ اور ان کی بے اعتدالیوں پر باقاعدہ ایک مدلل کتاب لکھی ہے جسکا نام ہے الکلمۃ الہادی الی سواء السبیل۔۔ کتاب انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے۔ پتہ ہے www.ahsanuloom.com

تقریظ انیق

محمد رویس خان ایوبی (ڈسٹرک مفتی و مفتی اعظم آزاد کشمیر)

نائب امیر جمعیت علمائے اسلام آزاد کشمیر
سرپرست مجلس افتاء آزاد کشمیر
انچارج اسلامی صفحہ روزنامہ ندائے وقت نیویارک
سابق صدر مجلس افتاء آزاد کشمیر
خریج الجامعہ الاشرفیہ لاہور

ضلع مفتی (ر) اے جے کے
ممبر کشمیر امریکن کونسل یو ایس اے usa
ممبر شریعہ بورڈ نیویارک
مدرس دارالعلوم حرم المدرسۃ الصولتیہ مکۃ مکرمہ
سابق مدرس الحرم المکی الشریف

تاریخ۔۔۔۳۱/۱۰/۲۰۰۹

حضرت مولانا امان اللہ صاحب استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور

تسلیمات! آپ کی تالیف کردہ کتاب **احقاق الحق البلیغ فی ابطال ما احدثته جماعت التبلیغ** موصول ہوئی اس میں میری ان سطور ہی کو بطور تقریظ، تبصرہ یا اکابر جماعت کی خدمت میں گذارشات کے عنوان سے شائع فرمادیں۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ اس کتاب کا نام تبدیل فرما کر البلاغ البلیغ الی اکابر التبلیغ مناسب رہیگا۔ اور اردو میں اس کا عنوان ہوگا۔

(اکابر تبلیغ سے چند گذارشات)

بعض لفظی اختلافات کے باوجود آپکی تحریر الدین النصیحۃ کا پیکر ہے، اور جن امور پر آپ نے گرفت فرمائی ہے وہ واقعی قابل مواخذہ ہیں مولانا محمد احمد صاحب بہاولپوری کی

کوئی تقریر مجاہدین کی مخالفت سے خالی نہیں ہوتی میں نے خود اپنے کانوں سے گذشتہ سال اسلام آباد کے اجتماع میں ان کا بیان سنا انہوں نے مجاہدین کو ''وحشی'' قرار دیا مولانا طارق جمیل صاحب نے اپنی تقاریر میں حضرت ابوبکر صدیق ﷜، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور دور صحابہ کو دبے اور صریح الفاظ میں ہدف تنقید بنایا اس لئے اگر علماء دیوبند ان دونوں حضرات کا مواخذہ نہیں کریں گے تو عنداللہ اور عندالناس مجرم ہوں گے یہ زبانیں اس لئے دراز ہوتی جارہی ہیں کہ ''ہجوم'' دیکھ کر یہ دونوں حضرات اپنی زبان و بیان پر قابو نہیں رکھ سکتے مجاہدین اور جہاد سے متعلق ان بزرگوں کے مجموعی خیالات مخفی نہیں شاید ان حضرات نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے اس فوجی آپریشن کے متعلق نہیں پڑھا جو آپ نے مانعین زکوۃ اور مرتدین کے خلاف کیا تھا؟ ان ''بزرگوں'' کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام کا نظام عقوبات حد زنا، حد خمر، حد سرقہ، حد ارتداد، حد قذف اسلامی ریاست کے نظام اسلامی کی طاقت کا اظہار ہی تو ہیں بدمعاش اور بدقماش عناصر پھونکوں سے باز نہیں آیا کرتے ان کے لئے ڈنڈا استعمال کرنا بھی منشاء شریعت ہے قران کریم میں جہاں حکمت اور **موعظہ** حسنہ اور مجادلہ بالحسن ہیں وہیں پوری سورہ توبہ اور انفال قتال کے بارے میں بھی ہے جہاں **رؤف الرحیم** آیا ہے وہاں **عتل بعد ذلک زنیم سنسمہ علی الخرطوم** بھی ہے۔ ہر مرض کے علاج کے لئے الگ الگ دوائی ہوتی ہے پیٹ درد کی گولی آشوب چشم کے لئے فضول ہے اور ہیپاٹائٹس کے لئے آشوب چشم کے قطرے بے معنی ہیں کینسر کا علاج ڈسپرین سے ممکن نہیں جیسا جہاں مرض ہوگا ایسی دوائی ہوگی یہی حکمت و دانش ہے۔

میرا موقف یہ ہے کے اکابر جماعت کی تحریروں پر غور فرما کر جماعت کے اندر پیدا شدہ خرابیوں کا ازالہ کریں۔ یہ جماعت جوڑ کے لئے قائم ہوئی ہے تو علماء ناقدین جو کہ

اسی مسلک کے ہیں ان کی تنقید سے برہم ہو کر توڑ کی تحریک نہ بنائیں جماعت کے اکابرین مندرجہ ذیل کتب و مضامین کو مدنظر رکھیں اور اپنی پالیسیوں میں تبدیلی پیدا کریں اسے ایک مستقل فرقہ نہ بننے دیں۔

تبدیلی نام کے ساتھ نہایت مفید ہے۔ کاش! اکابر تبلیغ جماعت کے اندر جو بے اعتدالیاں پیدا ہو رہی ہیں ان پر غور فرمالیں بصورت دیگر علماء دیوبند سے تصادم کسی صورت مفید نہیں رہے گا۔ اس تقریظ کو پڑھنے والے اسے دردمندوں کی صدا سمجھیں

والسلام

محمد رویس خان ایوبی آزاد کشمیر

{تحریر کے بعد}

الحمدللہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تحریر احقاق الحق البلیغ کو اللہ تعالی نے شرف قبولیت بخشا۔ چنانچہ پہلا ایڈیشن آتے ہی ہاتھوں ہاتھ ختم ہوا۔ اس کے بعد تادم تحریر مسلسل ٹیلیفونک رابطوں نیز مختلف اطراف سے رابطوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ نئے ایڈیشن کی فرمائش اور مطالبے شروع ہوئے۔ اس دوران کتاب کی کمیابی کی وجہ سے ایک ایک نسخہ باری باری مختلف حضرات نے پڑھا جس سے معلوم یہ ہوا کہ اہل حق سے تعلق رکھنے والے علماء کرام، عوام، تبلیغی جماعت کے موجودہ ارباب حل وعقد اوران کے مزعومہ ضابطوں اور باطل نظریات سے نالاں تھے۔ علماء کرام کی طرف سے اطمینان کا اظہار دیکھنے کو ملا۔ مجاہدین نے سکھ کا سانس لیا کہ دفاعانہ اور علمی دلائل سے سرپرستی ہوئی اور احقاق حق ہوا۔

رب ذوالجلال کو حاضر ناضر جانتے ہوئے کہتا ہوں کہ اس سے قبل بھی کچھ تحریری کام کیا مگر اس کام سے دل کو جو راحت وتسلی ہوئی وہ ایک طرف اس کے ساتھ ساتھ ایسے لگا کہ علمی اور جہادی طبقے کو انشاء اللہ فائدہ ہوا ہوگا اور یہی مطمع نظر تھا خصوصاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی ہستیوں کے بارے دفاع میں ایسے لگا جیسے سورۃ النور مین واقعہ افک پر اللہ سبحانہ وتعالی نے ارشاد فرمایا:

''ولولا اذ سمعتموہ قلتم مایکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک

ھذا بھتان عظیم۔ (سورۃ النور آیت ١٦)

وہ عظیم بہتان جس کو مولوی طارق جمیل نے تمام صحابہ کرام ؓ کے شیخ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور رسول کریم ﷺ کے بعد اس امت کے بہترین شخص پر لگایا یعنی ان سے

غلطیاں سرزد ہوتی تھیں اور وہ سونمبر نہیں لے سکے، اس سے عہدہ برآ ہونے کا اللہ تعالیٰ نے مجھ جیسے عاجز کو بھی شرف بخشا۔ اور علماء حقہ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسی شخصیات کو مجروح کرنے والی شخصیت پر ''رد'' کر کے ایک قلبی سکون محسوس ہوا۔ کہاں وہ پاکیزہ شخصیات اور کہاں ہم جیسے متکبرین اور اپنے زعم میں اپنے کو کچھ سمجھنے والے لوگ۔ بہرحال اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی ''ردود'' کو ہی ذریعہ نجات بنائیں گے۔ ایک طرف یہ احساسات وجذبات تھے اور تشکرانہ اقوال سننے کو ملے تو دوسری طرف بعض احباب کی طرف سے دبے دبے الفاظ میں یہ جملے بھی کانوں میں پڑے کہ ''اپنوں کے خلاف تحریری طور پر ایسا کیوں منظر عام پر آ رہا ہے؟''۔ ان جذبات کا اظہار اگر ان مخلصین حضرات تبلیغ سے سنتے جو اس جماعت کے موجودہ کام کی اعلیٰ سطح کو قریب سے نہ دیکھ سکے اور جو مرکز کے اندر مختلف تبدیلیوں سے ناواقف ہیں تو تعجب نہ ہوتا۔ تعجب تو ان حضرات پر ہے جن کی نجی محفلوں میں یہ تذکرے عموماً ہوتے ہی رہتے ہیں اور ان کی اپنی ذاتی رائے بھی یہی ہے کہ مروجہ تبلیغی جماعت نے علماء اور جہاد اور دین کے دیگر شعبوں سے ٹکراؤ کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ تو پھر نہ جانے ان حضرات نے کون سے ایسے ''مصالح'' سامنے رکھ کر یوں بات کی؟ ہم تو ان علماء کرام اور اساتذہ کرام کے خوشہ چین ہیں جنہوں نے ہماری مادر علمی جامعہ مدنیہ قدیم میں حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے دور حیات میں ۱۹۷۱ء سے لیکر ۱۹۸۰ء تک ہماری تربیت ایسے انداز میں فرمائی کہ ہم نے اپنے اساتذہ کو خود بھی احقاق حق اور ابطال باطل کرتے دیکھا اور ہمیں بھی عملی طور پر ایسا کرنے کا فرماتے رہے جس میں ''اپنے و پرائے'' کا معیار صرف اور صرف افکار صحیحہ یا افکار باطلہ تھے۔ انسان افکار و عقائد سے ہی پہچانا جاتا ہے اور حق و صداقت کا معیار ہی یہی ہے۔ ہمارا یہ سوال ہے کہ پھر افکار باطلہ و نظریات فاسدہ کی تردید کیسے کی جائے؟ قول یا تحریر ہی اس کا ذریعہ ہوتا ہے اور یہی ہمارے علماء اور اسلاف کرام کرتے چلے آئے ہیں۔ اور یہی قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ ہم نے تحریر کے ابتداء میں ہی یہ عرض کر دیا تھا کہ ہر مسلمان کیلئے راہ عمل کتاب وسنت، اجماع اور قیاس شرعیہ ہے۔ اس کے بالمقابل ہم ''شخصیت'' پرستی کے مرض میں مبتلاء نہیں اور نہ ہی علماء دیوبند کا یہ شیوہ ہے۔ ہم تو خیر القرون کے بعد کی شخصیات کو قرآن وسنت کے

ترازو میں ہی تولیں گے۔ اور جب یہی اصول ٹھہرا تو پھر آج کل کے یہ کہنے والے حضرات کہ ’’تحریری طور پر ایسا کیوں کیا گیا؟ اس سے فلاں طبقے کو فائدہ ملے گا اور ہمارا نقصان ہو جائے گا‘‘ ہماری ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ تصحیح فرمالیں کیونکہ افکار ونظریات فاسدہ کی وجہ سے ہی بعض اسلامی فرقے باطل اور فاسد ٹھہرے۔ اگر ’’ہمارے اپنے‘‘ باطل اور فاسد نظریات اپنالیں اور پھر ان باطل افکار سے صراحتاً غیر مبہم رجوع نہ کریں تو ہمیں وجہ ترجیح بتائیں کہ کیوں نہ ہم ان کو بھی اسی صف میں کھڑا کردیں جس کٹہرے میں انہی جیسے باطل نظریات وافکار والے حضرات کو کھڑا کیا گیا؟ اور انہی باطل نظریات وافکار کے ساتھ یہ لوگ کیسے مفید،، بزرگ محترم شخصیتیں،، بنیں گی؟ انہیں مفید اور محترم شخصیات سمجھنے والے اور اکابر سمجھنے والوں کے لئے ایک عرض کی جاتی ہے کہ ہمارے جامعہ مدنیہ قدیم کے اساتذہ میں سے حضرت قاری مفتی عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی انہی فرق باطلہ کی تردید میں کھپادی۔ ’’انجمن ارشاد المسلمین‘‘ کی سرپرستی فرمائی۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ’’اکابر علماء دیوبند‘‘ ایک علمی اصطلاح ہے جو حضرت نانوتوی وحضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے معاصرین علماء حقہ سے شروع ہو کر حضرت شیخ الاسلام حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد کے علماء کرام حضرات دیوبند بھی ہمارے لئے محترم اور معتمد شخصیات ہیں مگر دیوبندی افکار کے مبادی اور مؤسسین مذکورہ طبقے کے علماء ہی ہیں۔ یہاں ہم یہ بھی وضاحت کرتے چلیں کہ اس تحریر کو معرض طباعت میں لانے سے قبل مرکز رائیونڈ کی مقتدر شخصیات سے رابطہ کیا گیا، وہاں ’’حاضری‘‘ دی، حقیقت حال سے آگاہ کیا گیا، لیکن انہوں نے اس کا سنجیدہ نوٹس نہیں لیا۔ اس لئے یہ نہ کہا جائے کہ ان کو مطلع نہیں کیا گیا اور یہ بات خود ان حضرات کو اچھی طرح معلوم ہے۔ علماء دیوبند ابھی تک تبلیغی جماعت کو اپنا سمجھتے رہے ہیں لیکن اگر جماعت کے حضرات ہمیں اپنا نہیں سمجھتے تو آخری درجے میں ہماری اس تحریر کو احقاق حق اور ابطال باطل ہی سمجھ لیا جائے اور ہمارے خیال میں یہی عنوان بہتر رہے گا۔ تحریر میں حقائق واحوال حقیقت سے تعلق نہ رکھتے ہوں تو مدلل طور پر اس کا جواب دے دیا جائے ورنہ آخری درجہ خاموشی ہے۔ وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت ادھر ادھر بھاگنے کے بجائے حق کی طرف لوٹیے!

{نوٹ}: تحریری قدم وہی شخص اٹھاتا ہے جو بہت کچھ سوچتا ہے، عواقب وانجام پر اس کی نظر ہوتی ہے۔ اور مرضیات الہیہ تو ہو کر رہتی ہیں۔ اللہ تعالی ہمارے اس کام کو اپنی مرضیات کا سبب بنائے، تمام خیروں کی کنجی اور تمام شرور وفتن کا تالا بنائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۱۵ شعبان ۱۴۳۰ھ

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

خطیب مرکزی جامع مسجد حویلیاں ہزارہ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد!

مولانا محمد امان اللہ عمرزئی کی گراں قدر تالیف احقاق الحق البلیغ فی ابطال ما احدثہ جماعت التبلیغ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔

فاضل مولف نے کتاب وسنت کی روشنی میں تبلیغی جماعت کی بے اعتدالیوں اور بعض خرافات کا علمی محاسبہ کر کے اپنے دامن کو غلو عقیدت، مداہنت اور کتمانِ حق جیسے بدترین جرائم کے وبال سے بچالیا۔ دعوت وتبلیغ ایک جامع اصطلاح ہے نبی اکرم ﷺ پر نبوۃ کا سلسلہ ختم ہوجانے کی وجہ سے اب کار نبوۃ کی ذمہ داری قیامت تک کے لئے امت مسلمہ پر عائد ہوگئی ہے جسے قرآن کی اصطلاح میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

امر ونہی وہ مقام چاہتے ہیں جہاں سے پورے اعتماد کے ساتھ اور جراءت کے ساتھ یہ کہا جاسکے کہ یہ صحیح ہے اور یہ غلط ہے۔ امر ونہی میں ایک استعلاء ہے اس اصطلاح میں خوشامد تواضع، درخواست اور استدعا کا مفہوم نہیں پایا جاتا قرآن پاک نے اس فریضہ کو اسلامی ریاست کے ساتھ ساتھ اہل ایمان کے مختلف گروہوں وجماعتوں، پوری امت مسلمہ اور افراد (مرد وعورت) کی بھی خاص صفت اور ذمہ داری قرار دیا ہے۔ مگر صد افسوس! تبلیغی جماعت من حیث الجماعت نہی عن المنکر کے فریضے کی تارک ہے اور اس نے چھ (۶) نمبروں کو ہی کل دین قرار دے رکھا ہے۔ ملک میں الحاد وبے دینی، فحاشی وعریانی اور بدعت ورفض کا سیلاب امڈ آیا ہو، قرآن کی بے حرمتی ہو یا اس میں تحریف ہو، حدیث وفقہ میں تغیر ہو، سبائیت وقادیانیت کی

طرف سے ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوۃ پر حملہ ہو، صحابہ رضی اللہ عنہم واہل بیت رضی اللہ عنہم پر تبرا ہو، اسلام اور مسلمانوں پر کفر کی طرف سے معاشی، سیاسی، تعلیمی، تہذیبی و صلیبی یورش و یلغار ہو، نام نہاد روشن خیال مسلم حکمرانوں اور دانشوروں کی جانب سے اسلامی احکام کے ساتھ استہزاء ہو، مساجد و مدارس، بے جرم مرد و خواتین اور معصوم بچے جارحیت کا شکار ہوں مگر صد آفرین! تبلیغی احباب اپنی محدود دعوت اور دائرے سے باہر نکلنے کے لئے کسی صورت آمادہ ہی نہیں ہیں۔ فیصلے شریعت کے مطابق نہیں کرتے۔ جو عالم ان کو ان کی غلطیاں بتائے اس پر گمراہی کا فتوی لگا لیتے ہیں طرح طرح کے گھناؤنے الزامات لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں مشورے سے علماء پر ظلم کرتے ہیں فاضل مولف نے زیر نظر کتاب میں تبلیغی جماعت کی بے اعتدالیوں اور بالخصوص جہاد کے بارے میں ان کے اکابر مولانا محمد احمد بہاولپوری، مولانا عمر پالنپوری اور مولانا طارق جمیل کے خلاف اسلام نظریات کو نہایت ہی مؤثر و مدلل انداز میں رد کرتے ہوئے جہاد کی اہمیت خوب اجاگر کی ہے۔ موصوف نے کتاب میں شامل تمام موضوعات و مباحث پر بڑی تفصیل سے قلم اٹھایا، ڈوب کر لکھا اور حقائق کو الم نشرح کرتے ہوئے جابجا سادہ لوح کارکنوں کو غیرت و حمیت کا درس بھی دیا۔ یہ ملحوظ رہے کہ مؤلف نے مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاحی تحریک کو ہدف تنقید نہیں بنایا۔ موصوف نے کتاب کے اردو نام میں بھی تبلیغی جماعت کے ساتھ موجودہ اور مروجہ کا لاحقہ لگا کر اس چیز کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ جبکہ عربی نام التبلیغ پر الف لام عہد کا داخل کر کے یہ واضح کر دیا ہے کہ اس سے مراد اس عہد و دور کی تبلیغی جماعت ہے۔ اللہ تعالی تبلیغی جماعت کے اکابر واصاغر کو اپنے غلط اور باطل نظریات وافکار سے رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اس کتاب کو عام مسلمانوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائیں۔ آمین یا الہ العالمین

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی
خطیب مرکزی جامع مسجد حویلیاں ہزارہ
(۲۰ شوال المکرم ۱۴۳۰ھ ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

کچھ حقائق

بسم اللہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ ولامبعوث بعدہ ولارسول بعدہ وعلی آلہ واصحابہ الذین حفظهم اللہ عن المعصیۃ والعصیان الذین جاھدوا وقاتلوا مع نبیھم المقاتل ضد الکفار والیھود والنصاریٰ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واجعلنا معھم وتحت لوائھم مع نبیھم المبعوث باالغلظۃ والجھاد والشدۃ علی الکفار الظالمین الغاشمین امابعد! مجھے احقاق الحق البلیغ کے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی درحقیقت یہ تحریر وکتاب میری وہ تمنا تھی جو عرصہ دراز سے میں سمجھتا تھا کہ مقتدر علماء دیوبند ومفتیان کرام دیوبند لکھ کر اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہوتے بہرحال دیر آید درست آید اور لکل امۃ اجل ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے کہ اصول کے تحت مولانا موصوف نے یہ فریضہ ادا کردیا فجزاھم اللہ احسن الجزاء میں اس تحریر کے ذریعے تمام قارئین کرام کی توجہ چند موضوعات اور نکات کی کرانا چاہتا ہوں امید ہے بنظر کرم التفات فرمائیں گے۔

۱۔ جن علماء کرام ومفتیان کرام کے ہاں "تبلیغی جماعت میں خیر غالب ہے" ان کو شاید ان کے شرور وفتن کے غلبے کا علم نہیں یا وہ مفاسد یا عقائد جو اسلام کے بنیادی عقائد ہیں یا اس پر ضرب شدید لگاتے ہیں اسکی طرف توجہ نہیں یا تغافل ہے۔ جہاد کا عقیدہ اسلام کا بنیادی اور متواتر عقیدہ ہے۔ تبلیغی جماعت کے اصاغر واکابر اس عقیدے سے عملی طور پر سبکدوش ہوچکے ہیں یا بعض گمراہ لوگوں کی طرح مختلف حیلے بہانے کرتے ہیں۔

کیا انکار جہاد، عقیدہ ختم نبوت کا اجماعی مفہوم، تمام اصطلاحات دین کے مقابلے میں نئی اصطلاحات لانا مثلاً، خلیفہ، خلافت، جہاد، دعوتِ شرعی، علم دین اصطلاحی ان اور ان جیسی دوسری اصطلاحات کو مٹا کر ان کی جگہ نئی باتیں اور ضابطے لانا علم وعلماء، جہاد ومجاہدین مدارس اور اہل مدارس کے خلاف زبان درازی کرنا یہ غلبہ خیر کی علامات ہیں؟

۲۔ ہمیں بخوبی علم ہے اور ہر عالم حق بخوبی جانتا ہے کہ دین مکمل دین کا نام ہے نہ کہ چند نمبروں کا مگر جن علماء کرام نے علمی طور پر خیانت کر کے احداث للدین اور احداث فی الدین کی بحث کر کے مروجہ تبلیغی کام کو احداث للدین ثابت کرنے کی سعی باطل کی کیا کل وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ نہ ہونگے؟ کیا ہم میں ہر ایک عالم نہیں جانتا کہ امور دین منصوص ہیں مگر اسالیب اور ذرائع واسباب منصوص نہیں۔ لیکن کیا تبلیغی جماعت کے ارکین اہل حل وعقد اب اس بات پر نہیں آ گئے کہ وہ چلہ، سہ روزہ، سال شب جمعہ کو ہی مقاصد سمجھ بیٹھے اور اسی طریقے سے اس کو ہی منصوص جاننے لگے ہیں۔ اور اب تو وہ اس امر محدث کو ہی جہاد سمجھتے ہیں اور وہ کیوں نہ سمجھیں ہمارے علمی حلقے نے ان کو یہ معلومات فراہم کیں۔ اور باطل دلائل دیئے اور اس نا مکمل محدث وبدعتی عمل کو اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ اس لیے تو تبلیغی جماعت والے اسی ترتیب پر علم کے حصول وعظ وتذکیر ودیگر امور میں برسرِ عام کہہ رہے ہیں کہ باقی سارے راستے دین تک نہ پہنچنے کے ہیں۔ احمد بہاولپوری سے لے کر عام کارکن تک کا یہی نظریہ ہے۔ انکے ساتھ ان کی ترتیب میں لگا ہوا عالم ہی عالم ہے۔ وہی مبلغ ہے، وہی مجاہد ہے، وہی دیندار ہے، اسی نے دین کے لیے وقت لگایا، باقیوں کو وہ قابل اصلاح اور معذور یا مؤلفۃ القلوب سمجھتے ہیں اور اس قابل ہی نہیں سمجھتے کہ منبر پر جگہ دیں۔ پھر احداث للدین کی تشریح بھی علماء خوب سمجھتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اس بدعتی تبلیغ کو احداث للدین سمجھے ہوئے ہیں اور ان اعتراضات کے جوابات کے لیے فوراً درسِ نظامی اور وفاق المدارس کے نظام کی طرف ان کی نظریں اٹھ جاتی ہیں۔ حالانکہ ہم میں سے ہر شخص کو معلوم ہے کہ ہم دور دراز کے کسی

گاؤں میں کسی بھی اہل حق عالم سے پڑھے ہوئے کسی بھی طریقے سے پڑھے ہوئے کتاب وسنت وفقہ کے طالب علم کو جب وہ عالم حق سے پڑھ لے اس کو عالم حق ہی کہتے، سنتے، مانتے ہیں۔ اور وہی درجہ دیتے ہیں جو ایک عالم کا ہوتا ہے اور یہ نہیں کہتے کہ اس نے فلاں فلاں ادارہ میں نہیں پڑھا۔ اسلئے اسکو اب وقت لگانے کی ضرورت ہے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی دوسرا ہے۔ یہی احداث فی الدین ہے۔ اور یہی مثال اس کی واضح دلیل ہے۔

۳۔ احمد بہاول پوری اور مولوی طارق جمیل اور ان جیسے دوسرے اکابر جماعت کی بنیادی عقائد کی غلطیوں کے باوجود ان کو منبر اور سٹیج دیا جاتا ہے اور نیچے ساری قوم سر جھکا کر سر دھنتی ہے۔ کیا یہ ان علماء کی تصدیق نہیں اور یہ اجتماعی غلطی نہیں؟ اور جن کو حق معلوم ہے وہ مداھنت کے مرتکب نہیں ہو رہے؟

۴۔ پوری دنیا بلکہ نظام کفر یہ بھی مجاہدین سے خائف ہیں مٹھی بھر تھکے ہارے شکستہ اسلحہ کے ساتھ مگر پر عزم ہو کر اب تک لڑنے والے مجاہدین کو مار پڑ رہی ہے اور جوتے کھا رہے ہیں یا امریکہ اور اسکے 42 ممالک اتحادیوں کو! جواب مذاکرات کی بھیک مانگ رہے ہیں؟ اور ناک رگڑ رہے ہیں اور جن کی معیشت مجاہدین زیرو تک لے گئے ہیں احمد بہاول پوری، طارق جمیل، اور ان جیسے دوسرے مبلغین آنکھیں کھول کر دیکھ لیں!!

عالم اسلام میں جہادی ہوائیں چل رہی ہیں ہر طرف فاسق وفاجر مسلمان معاشرہ اپنے ''کمزور ایمان'' کے ساتھ لادین اور طاغوت کو سر سے اتار رہا ہے۔ اور تبلیغی جماعت والے ابھی تک ''اندرون سندھ'' ''ایمان بنا رہے ہیں'' ساٹھ اکسٹھ سال ہو گئے ہیں مگر ایمان نہیں بن رہا اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ جو طاغوتی نظام کو پلٹ رہے ہیں ان ممالک میں تبلیغی جماعت ان کا ''ایمان بنانے'' نہ جا سکی اور ان کی ''چلت پھرت'' نہ ہوئی اچھا ہوا ورنہ وہ لوگ بھی اسی گورکھ دھندے میں ہی رہتے۔ غور وفکر فرمائیں! مصر، تیونس، شام، افغانستان، الجزائر اس کی زندہ مثالیں ہیں۔

۵۔ طاغوت و سامراجی نظام کسی بھی شکل میں مخلص مسلمانوں کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں مگر جماعت تبلیغ پر اقوام عالم کے راستے کھلے ہیں معلوم نہیں یہ معیت الٰہیہ یا معیت......؟ بہر حال باتیں اور حقائق تو بہت ہیں بہت کچھ طشت از بام ہو گیا خدارا! اب بھی علماء حق نے خاموشی روا رکھی تو یہاں بھی انجام دیکھ رہے ہیں اور کل عدالت عالیہ الٰہیہ میں جواب دینا پڑے گا۔

نوٹ: ایک بات جو رہ گئی اور جو عام غلط فہمی ہے کہ ''چلو کچھ تو کام ہو رہا ہے''۔ اس کا جواب اسی کتاب کے اندر لکھا ہوا ہے کہ بے نمازی نمازی بن رہا ہے وغیرہ۔ اسکا جواب اسی کتاب کے اندر مولانا امان اللہ صاحب نے نے حضرت چندینی صاحب کے حوالہ سے دے دیا ہے۔ اور ''اصلاح خلق کے الٰہی نظام'' مؤلفہ مفتی محمد اسماعیل صاحب بہاولپوری مدظلہ کی کتاب میں بھی ہے کہ وہ نیا تبلیغی کارکن کن نظریات کے ساتھ واپس لوٹتا ہے؟ اور پھر استخفاف علماء و مدارس اور عملی طور پر جہاد کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

فقط والسلام

ابوعیسیٰ

حضرت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا عبدالحمید صواتی (سواتی)

بانی مبانی نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کا نظریہ مروجہ تبلیغی جماعت کے بارے میں (بشکریہ مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار ونظریات)

آپ جماعتیں اور تنظیمیں کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ:

مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سرتاپا قرآن کریم کے انقلابی پروگرام اوراس کی وہ تشریحات جو شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ اور حکمت سے ثابت ہیں اس کے حامل تھے۔ اس کے علاوہ مولانا کو کوئی چیز بھی مطمئن نہیں کرسکتی تھی۔ تبلیغی جماعت والے جو بڑا ادعا کرتے ہیں کہ ان کا کام سب سے فائق اور پیغمبروں کا اصلی کام ہے، دعوت وتبلیغ بلاشبہ اسلام کا ایک رکن اوراصول ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور تمام مخلصین پیروکاران انبیاء یہ کام کرتے رہے ہیں، لیکن تمام دین کا انحصار صرف تبلیغ میں ماننا اور باقی شعبوں کو بالکل نظرانداز کردینا اور یہ سمجھنا کہ یہ باقی تو دین کے کام ہی نہیں، دین کا کام تو بس یہی ہے جو ہم کرتے ہیں۔ چھ نکات کی تبلیغ۔ گشت تبلیغ کا عمل، چلہ، چار ماہ، سہ روزہ، جمعرات کا اجتماع، شش ماہی جوڑ، سالانہ ایک بڑا عظیم اجتماع، جماعتوں کی ملک بہ ملک، شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ روانگی، بس دین یہی ہے اس کے علاوہ تعلیم وتدریس مساجد کی امامت وخطابت، تصنیف وتالیف، مدارس دینیہ اور تعلیم گاہوں کا قیام واجراء سیاست ملیہ میں حصہ لینا یا اس کے لئے تنظیم کرنا، یا باطل فرقوں کا مقابلہ کرنا۔ تقریروتحریر سے ان کا جواب دینا یا بالفعل دشمنان دین کے ساتھ جنگ کرنا۔ یہ تمام اموران کے نزدیک ان کے نصاب سے خارج ہیں۔ گذشتہ برسوں میں کابل وافغانستان میں تقریباً بیس لاکھ

مسلمان موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ ان کی حمایت میں عام گنہگار مسلمان اور دینی مدارس کے طلبہ ہزاروں کی تعداد شریک ہوکر روس اور روس نواز حکومت کے مقابلہ میں جان کی بازی لگا گئے لیکن تبلیغی جماعت والوں کو اس علاقہ کے قریب ایک اجتماع کرنے کی توفیق بھی نصیب نہ ہوئی ، تاکہ ان مظلوم مسلمانوں کی تائید وتقویت ہی ہوتی یا ان کے لئے کوئی مالی امداد فراہم کی جاتی۔ عام حالات میں اس جماعت کا شیوہ یہ ہے۔ اس کے بہت سے افراد دینی مدارس کی مذمت کرتے ہیں ، بلکہ بعض تو یہاں تک بھی کہتے ہیں کہ ان دینی مدارس کو چندہ دینا بھی حرام ہے۔ جب تک کہ کوئی اس جماعت میں حصہ نہ لے اور مخفی طور پر علماء کی مذمت وتوہین کرتے رہتے ہیں اور ان کی کارگزاری کی تحقیر ومخالفت عمومی پروگرام رہتا ہے قرآن کریم کے درس کے بارہ میں یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ قرآن کا درس سن کر کوئی آدمی نیک وصالح نہیں ہوسکتا اور نہ اس کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ اصلاح تو گشت کرنے سے اور جماعت کے ساتھ جانے سے ہوتی ہے۔ ایک بڑی مسجد اور دینی ادارہ کے بارہ میں ایک بہت بڑے معیاری قسم کے مثالی تبلیغی جماعت کے رکن نے ایک دفعہ یہ کہا کہ یہاں سب کام ہو رہے ہیں ، لیکن دین کا کام نہیں ہو رہا۔ احقر نے عرض کیا کہ آپ نے صرف تبلیغ کا نام ہی سنا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو کسی چیز کا علم نہیں ، ورنہ ایسی بات نہ کہتے کم وبیش پچیس ہزار آدمیوں کو اس ماحول میں دینی تعلیم سے آراستہ کیا گیا ہے اور کم وبیش ایک لاکھ انسانوں سے زیادہ کی اصلاح ہوئی ہے۔ ان کے عقائد درست ہوئے ہیں اور وہ کفر شرک اور بدعات کو چھوڑ کر امور خیر کی طرف راغب ہوئے ہیں۔ کیا یہ دین کا کام نہیں ہے؟ بڑے بڑے مالدار اور جاگیردار اور سرمایہ دار لوگ جماعت میں شریک ہوکر اپنا تفوق جتلاتے رہتے ہیں۔ جس کے پردہ میں ان کو بری کارگزاری اور مظالم پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ دینی مدارس کے فارغین علماء کرام کو بھاڑے کے ٹٹو خیال کرتے ہیں بڑے بڑے آدمیوں کو ساتھ لے جا کر ان کا تعارف طلباء علماء اور کمزور دیندار طبقہ کے لوگوں کے سامنے اس طرح کراتے ہیں کہ یہ صاحب کارخانے دار ہیں۔ بڑے ڈاکٹر ہیں۔ صنعت کار ہیں۔ یہ بڑے یہ فوجی کرنل ہیں یہ انجینئر ہیں فلاں اور فلاں ہیں یہ کسی مسجد کے امام نہیں یا کوئی مولوی نہیں یہ کوئی مسجد کے مؤذن یا خادم نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح یہ غریب علماء کی تحقیر وتوہین ایک خاص طریقہ سے لوگوں کے

دلوں میں بٹھاتے رہتے ہیں، حالانکہ یہ طریق قرآن کریم کی تعلیمات کے صریح خلاف ہے۔ امامن استغنی فانت له تصدی۔! اگر انصاف سے دیکھا جائے تو فی الجملہ تبلیغ اسلام کا ایک ضروری رکن ہے اور فرض کفایہ ہے، لیکن غلو اور افراط تو کسی طرح روا نہیں، اگر ماں باپ یا بیوی بچوں کی پرورش اور حفاظت کا کوئی معقول انتظام نہ ہو تو ایسی حالت میں تبلیغ کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ متعلقین کی خدمت اس حالت میں فرض عین ہوتی ہے۔ اس کو چھوڑ کر فرض کفایہ میں لگ جانا قطعاً روا نہیں۔ بہت سے تبلیغ والے ایسی بے تدبیری کی باتیں کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی مر جائے تو تب بھی یہ کام ہوتے رہتے ہیں حالانکہ موت وحیات کے احکام مختلف ہیں۔ ان کو خلط ملط کرنا درست نہیں، بد وضعی اور بے تدبیری کی بات ہے بہر تبلیغی جماعت کے اندر اچھے اچھے خدا پرست انسان بھی موجود ہیں۔

خود بانیان جماعت حضرت مولانا الیاس ؒ، مولانا محمد یوسف ؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا ؒ کا اخلاص وللّٰہیت اور حدود وشرع کی پابندی شک وشبہ سے بالا ہے، لیکن جماعت کی عمومی فضا رجعت پسندوں، سرمایہ داروں، کم علموں اور علم دشمنوں سے بھری ہوئی ہے جو اسلام کی انقلابی ذہنیت اور قرآن کے انقلابی پروگرام سے بالکل عاری ہے۔ ستر سال سے تبلیغی جماعتیں چل رہی ہیں۔ کہیں کسی ملک یا علاقہ پر توجہ مرتکز کر کے کوئی تبلیغی سٹیٹ ہی بنا ڈالتے ،تو وہ نمونہ کا کام دیتی اور ان کو کام کرنے کا سلیقہ بھی آتا۔ اس جماعت پر اکثر وبیشتر سرمایہ دار حضرات کا تسلط رہتا ہے جو معاملات میں بالکل ناقص اور بدتر ثابت ہوتے ہیں۔ منافع خور ستمگر ذہنیت رکھتے ہیں اور بعض اوقات حلال وحرام کا امتیاز بھی نہیں کرتے۔ غریب پروری اور مسکین سے عاری ہوتے ہیں اور اکثر غالی فاسد الاعتقاد معاند اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھتے رہتے ہیں جب کہ مولانا الیاس ؒ کے پیرو مرشد حضرت گنگوہی ؒ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کا فتوی دیتے ہیں اور نیز بہت سے تبلیغ والے تمام زندگی سنت وبدعت میں امتیاز نہیں رکھتے۔ بدعت کی باطل رسومات ادا کرتے رہتے ہیں اور اسی پر خاتمہ ہو جاتا ہے۔ العیاذ باللہ۔! لیکن بایں ہمہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس

جماعت میں جانے سے اور سفر کرنے سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ جب بھی جماعت میں جائے دوسروں کی اصلاح سے زیادہ اپنی اصلاح کا خیال مقدم رکھے، اس لئے کہ اس جماعت کی فی الجملہ تائید وتصویب کرتے ہیں اور عوام کو اس کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور اس کی طرف سے دفاع بھی کرتے رہتے ہیں، لیکن ان میں بہت سے لوگوں کی رجعت پسندی غلو اور افراط کو دیکھ کر بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ اللہ تعالی سب کو ہدایت وسمجھ عطا فرمائے۔۔ آمین!

خطاب: صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی

مولانا نے بھی اپنے (فجی آئی لینڈ کے شہر نادی (نیڈی) کے عظیم الشان تبلیغی مرکز میں بیان فرمایا اور وہ ماہنامہ صدائے وفاق میں بھی چھپا جس میں حضرت نے جماعت کے احباب کو جہاں اور نصیحتیں فرمائیں اور اصلاحی پہلو ذکر فرمائے ان سے کچھ نقل ونذر قارئین کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے علماء اس چیز کو محسوس فرمارہے ہیں خطاب کے شروع میں ہی خطبۂ مسنونہ کے بعد حضرت نے تبلیغی جماعت کی ایک بے اعتدالی کی طرف اشارۃً متوجہ کیا کہ تبلیغی منبر سے غیر تبلیغی علماء سے اگرچہ وہ جید اور معتبر ہی کیوں نہ ہوں دعوت وتبلیغ کے اصولوں میں سے ان سے خطاب کرانا بے اصولی ہے اور اسکی کوئی گنجائش نہیں چنانچہ منبر پر بیٹھتے ہی فرمایا جہاں تک مجھے معلوم ہے دعوت وتبلیغ کے اصول میں بھی اس خطاب کے لئے کوئی واضح گنجائش موجود نہیں ہے پھر فرمایا:۔۔۔۔ میں آپکو بطور نصیحت ایک بات کہتا ہوں وہ یہ کہ دین کے جتنے کام ہو رہے ہیں چاہے وہ مدرسے کا کام ہو چاہے وہ دار الافتاء کا کام ہو چاہے وہ تصنیف وتالیف کا کام ہو چاہے وہ اصلاحی یا فلاحی جماعتوں کا کام ہو کبھی آپ یہ نہ کہیں کہ بس یہی ایک کام تبلیغ ہے اور اس کے علاوہ سارے کام غلط ہیں لوگوں کے اندر جوش ہوتا ہے ان کو ہدایت ملی تبلیغ کے ذریعے سے وہ پہلے فسق وفجور کی زندگی گزارتے تھے تو فسق وفجور کی زندگی میں جو حالت تھی وہ تباہی والی حالت تھی اللہ نے جماعت کے ذریعے سے ان کو توبہ کرنے کی

توفیق عطا فرمائی انہوں نے راہ حق کو اختیار کیا اور وہ فسق چھوڑ دیا، گناہ چھوڑ دیئے وہ نیک بن گئے وہ نمازی بن گئے وہ تہجد گزار بن گئے وہ زکوۃ دینے والے بن گئے وہ روزے رکھنے والے بن گئے، چونکہ ان کو ہدایت ملی تبلیغی جماعت کے ذریعے تو وہ سمجھے یہ ٹھیک ہیں باقی سب غلط ہیں، سب غلط ہیں، یہ بات بالکل غلط بات ہے ایسا کبھی نہیں سوچنا، بہت سے تبلیغ میں لگنے والے لوگ یہ ذہن رکھتے ہیں کہ بس ایک کام تبلیغ ہے اور اس کے علاوہ یہ مدرسے یہ دارالافتاء یہ تصنیف وتالیف، یہ سب فضول کام ہیں (ص ۹ ماہنامہ وفاق المدارس جمادی الاولی ۱۴۲۸ھ) -------------

اسکے علاوہ مجھے آپ سے ایک بات اور کہنی ہے وہ یہ کہ یہ تبلیغ ہی ٹھیک ہے یہ رٹ نہ لگایئے اور کوئی کام ٹھیک نہیں یہ غلط ہے اور یہ اتنی غلط ہے کہ اس طرح کی بات کہنے والوں کو میں بے تکلف احمق سمجھتا ہوں جو یہ کہیں کہ خالی تبلیغ ہی ہے اور مدرسے وغیرہ کچھ نہیں یہ غلط ہے یہ جوش کا نتیجہ ہے ان لوگوں کو چونکہ ہدایت تبلیغ کے ذریعے سے ملی ہے لہٰذا انہوں نے سمجھا کہ یہی سب کچھ ہے اور کچھ نہیں آپ تبلیغ کے بانیوں کو دیکھیں کہ وہ کون ہیں؟ وہ تو مدرسوں کے لوگ تھے کیا آج نظام الدین میں مدرسہ نہیں ہے؟ کیا آج رائے ونڈ کے اندر مدرسہ نہیں ہے؟ اگر مدرسہ کچھ نہیں تو انہوں نے کیوں مدرسے قائم کئے؟ مولانا الیاس صاحب ؒ کہاں سے پیدا ہوئے؟ مدرسہ سے ہی پیدا ہوئے مولانا یوسف کہاں سے آئے؟ مدرسہ سے ہی آئے تو اس لئے آپ اپنی اصلاح کریں یہ ہرگز نہ کہیں کہ صاحب مدرسے بے کار ہیں یہ دارالافتاء بے کار ہیں شاید آپ کی سمجھ میں بات آئی ہو میرا دستور یہ ہے کہ میں صحیح بات کہتا ہوں کسی کے ناگوار ہونے کی پرواہ نہیں کرتا۔

ایک بات آپ سے کہتا ہوں گو تلخ ہے وہ یہ کہ تبلیغ میں جانے کے بعد اخلاق کی اصلاح نہیں ہوتی۔ مولانا الیاس ؒ رئیس التبلیغ ہیں وہ تبلیغ کے بانی ہیں انہوں نے اس سلسلے کا احیاء کیا ہے لیکن آپ کو معلوم ہے وہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے مرید ہیں شیخ الحدیث کی کتاب آپ پڑھتے ہیں۔ فضائل نماز فضائل زکوۃ فضائل رمضان وغیرہ وغیرہ آپ کو معلوم ہے

مولانا خلیل احمد کے مرید ہیں تو تبلیغ کے ساتھ ساتھ یہ مشائخ سے بیعت کا تعلق قائم کرنا اور مشائخ کے ساتھ اپنی اصلاح کا رابطہ رکھنا بے حد ضروری ہے۔ ایک مصیبت یہ ہوتی ہے کہ شب جمعہ میں جن لوگوں کو منبر حوالے کیا جاتا ہے ان کے پاؤں پھر زمین پر نہیں ٹکتے، یہ منبر بھی بہت بڑی تباہی ہے ہم دیکھتے ہیں اپنے پاس کہ جن لوگوں کو یہ مقرر کر دیا گیا تو پھر انہوں نے اپنے طریقے چلانے شروع کر دیئے۔ جب آپ کے اکابر اخلاق کی اہمیت کے قائل ہیں اور انہوں نے باقاعدہ اپنے اخلاق کی اصلاح کروائی ہے تو پھر آپ تبلیغ میں چلہ لگا کر یا تبلیغ میں تین چلے لگا کر یا تبلیغ میں سال لگا کر یا تبلیغ میں بیرونی دنیا کا سفر کرنے کے بعد اس اخلاق کی اصلاح سے بے نیاز کیسے ہو گئے؟ یہ بہت بڑی خامی ہے۔ (ص ١١)

ایک مرتبہ جماعت لے کر نظام الدین دہلی جانے کا ارادہ کیا پوری تیاری ہو گئی مگر حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب ؒ نے دہلی جانے کی اجازت نہیں دی اور سفر ملتوی کرنا پڑا مولانا کے منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کئی لوگ مولانا کے پاس آ کر تبلیغی جماعت کے غلو کے واقعات نقل کیا کرتے تھے اس میں شک نہیں کہ تبلیغ سے متعلق کئی حضرات غلو کا شکار ہو جاتے ہیں اور اعتدال کو چھوڑ دیتے ہیں حدود کی رعایت نہیں کی جاتی۔ حضرت مولانا الیاس ؒ صاحب بھی خود اس کو درست نہیں سمجھتے تھے۔

مولانا محمد یوسف ؒ کاندھلوی کا قول:

مولانا محمد یوسف ؒ مولانا الیاس صاحب ؒ کے بعد تبلیغی جماعت کے امیر تھے انہوں نے دارالعلوم کراچی میں ایک مرتبہ طلباء اور علماء کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ایسی تبلیغ جس میں اسباق کا ناغہ ہو، یا مطالعے اور تکرار میں حرج واقع ہو حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے تین مرتبہ فرمایا۔ مگر لوگ جذبات میں بہہ جاتے ہیں اور بزرگوں کی اس ہدایت پر عمل نہیں کرتے دیکھا گیا ہے کہ اس میں بڑے بڑے حضرات بھی مبتلا ہوتے ہیں ایک دفعہ دارالعلوم دیوبند میں تبلیغی جماعت آئی، مولانا عبدالحق جو مدرسہ شاہی مراد آباد کے مہتمم تھے اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ؒ کے شاگرد تھے۔ مدینہ منورہ میں انہوں نے

حضرت سے پڑھا تھا یہ اصلاً دیوبند کے رہنے والے تھے مولانا حامد میاں مرحوم[1] کے خسر بھی تھے انہوں نے دار الحدیث میں طلباء اور علماء کے مجمع میں تقریر کی اور اس پر زور دیا کے تبلیغ کا کام بہت ضروری ہے اور مدارس کی تعلیم اس کے مقابلے میں اہم نہیں ہے صبح کو حضرت مولانا اعزاز علی صاحب ؒ نے ابوداؤد کے سبق میں خلاف عادت رات کی تقریر پر مختصر تبصرہ فرمایا جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ لوگوں کا یہاں دار العلوم میں وقت گزارنا فضول ہے تبلیغ اس کے مقابلے میں ضروری قرار دی جارہی ہے۔۔پھر۔۔۔۔۔۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ۔ اس قسم کے واقعات کی بناء پر حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب ؒ تبلیغی عمل سے زیادہ مطمئن نہیں تھے اور اسی وجہ سے انہوں نے ہم لوگوں کو نظام الدین جانے سے منع کیا تھا۔۔۔اس لئے غلو سے بچتے ہوئے یہ کام کرنا چاہئے مگر صد افسوس ! کہ اب کم از کم پاکستان میں تبلیغ سے وابستہ علماء دین کی حالت اس قدر افسوس ناک ہے کہ اس کی تفصیلات بیان کرنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی اخلاق تباہ ہیں نفسانیت اور خودغرضی کا دور دورہ ہے نہ معاملات درست ہیں نہ معاشرت صحیح ہے جو جتنا تبلیغ میں پرانا ہوتا چلا جاتا ہے اتنا ہی اس کے بگاڑ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے رائے ونڈ مرکز میں جو انتشار پیدا ہوا تھا اس کا سبب وہ پرانے لوگ ہیں جو شب جمعہ کراچی میں خطاب کیا کرتے تھے۔ اس حقیقت میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ مرکزی امیر جماعت کے بعض معاملات بھی اس ہنگامے کا سبب بنے ہیں

(اختصاراً ماخوذ از ماہنامہ وفاق المدارس العربیہ جمادی الاولی والثانیہ ۱۴۲۸ھ)

---

[1] (نوٹ)۔۔حضرت مولانا عبد الحق مدنی ؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی حال مدرس دار العلوم دیوبند نے ایک مجلس میں بیان کیا میری رائے یہ ہے کہ علماء کرام کو اب اس دور میں تبلیغی جماعت کی کھل کر تردید و مخالفت کرنی چاہئے انہوں نے اپنے والد محترم کا ایک واقعہ سنایا کہ حضرت والد محترم مولانا عبد الحق مدنی ؒ پشاور میں سب سے پہلی تبلیغی جماعت لیکر گئے وہاں انہیں اطلاع ملی کہ پیچھے مرکز میں عورتوں کی تبلیغی جماعت بھی نکالی گئی ہے اس پر انہوں نے ایک خط میں اس پر نکیر کی کہ یہ عمل بدعت ہے بعد میں اطلاع ملی کہ مراد آباد کے روٗساء نے آپس میں طے کیا ہے کہ مولانا موصوف ؒ کے مدرسہ شاہی مراد آباد کو چندہ نہ دیا جائے کیونکہ وہ تبلیغی جماعت چھوڑ چکے ہیں اس پر مولانا موصوف نے اپنے منشی مدرسہ کو ایک خط کے ذریعہ سے حکم دیا کہ مراد آباد کے کسی تبلیغی رئیس سے

از خود ہی چندہ نہ لیا جائے اللہ تعالی کا کام کسی کے چندے کا محتاج نہیں اس واقعہ سے پتہ چل گیا کہ مولانا کا دیوبند والا واقعہ ابتداء کا ہے اس کے بعد وہ جماعت کی خرابیوں پر مطلع ہو گئے تھے راوی واقعہ حضرت کے فرزند مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی نے یہ واقعہ جامعہ مدنیہ قدیم لاہور میں علماء کی ایک مجلس میں بیان فرمایا (راقم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

{ہماری رائے بھی یہی ہے}

ابو اسید مولانا محمد امان اللہ عمرزئی **حفظہ اللہ** نے مروجہ تبلیغی جماعت کی اصلاح کی بابت ایک کتاب **احقاق الحق** الخ لکھ کر علماء حق کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا حالانکہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ تمام جید اور معتبر علماء اس اصلاح طلب معاملہ پر متفقہ مبنی بر انصاف موقف اپنائیں اور اس کو عام کریں تا کہ امت مرحومہ کے عوام جن کی اصلاح و تربیت کی ذمہ داری حضرات علماء پر ہے اپنی اصلاح کے لئے کچھ ایسے حضرات کے **هتھے** نہ لگ جائیں جو اصلاح اعمال کے نام پر ان کے عقائد ہی بگاڑ دیں اور بجائے اس کے کہ لوگ علماء و علم و دین کے قدردان ہوں (جیسا کہ خود بانی تبلیغی جماعت کی خواہش تھی) الٹا ان کے مخالف ہو جائیں اور اب یہ ہوا کہ اصلاح تربیت کی ذمہ داری حالات کے جبر کے تحت زبردستی ان موجودہ حضرات نے نہ صرف ہتھیالی بلکہ اس کے مستقل واحد ٹھیکے دار اور مالکان بھی مشہور ہو گئے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ یہ تبلیغی کام اور اسکی اصلاح ہر اس شخص کا ہے جو کہ کسی نہ کسی دائرہ میں اثر و نفوذ رکھتا ہے کہ لوگوں کو ان حضرات کی بیقاعدگیوں اور بے اعتدالیوں (اور بسا اوقات تحریفات الدین) پر انکو متوجہ کرتے مگر کم قسمتی سے اکثر علماء اس سے پہلوتہی اور تسامح فرماتے رہے ہیں

کچھ تو بوجہ قوت جماعت کے ان کی اصلاح کیلئے بولنا لوگوں کو اپنے خلاف کر لینا سمجھتے رہے اور کچھ کا اس ذمہ داری سے انکار مخصوص اغراض ومقاصد کے حصول کی وجہ سے تھا جبکہ بعض دوسرے صاحب حلقہ حضرات کا اپنے حلقے میں کمی کے آجانے کے خوف سے تھا اور ہے ان حالات میں مولانا محمد امان اللہ صاحب اور ایسے دوسرے حضرات کا وجود غنیمت ہے کہ نہ صرف اس ذمہ کو پورا کیا جو ہم سب کا اخلاقی ومنصبی فرض تھا بلکہ نامساعد حالات وناموافق امور کا بھی سامنا کر رہے ہیں ، جناب مولانا نے اس کار خیر میں حصہ لینے کیلئے ہمیں بھی متوجہ کیا کہ ایک تحریر جو نہ صرف معتدل اور منصفانہ بلکہ خالصتا اسلوب میں اصولوں کا احاطہ کرتے ہوئے بطرز فقہی رائے کے لکھی جائے اس کام کی حیثیت کے پیش نظر انکار ممکن نہ تھا اور اس بات کے خوف سے کہ کہیں کچھ عرصہ بعد ہم بھی اپنے ممدوح تبلیغی جماعت کے رنگ میں نہ رنگے جائیں جیسے کہ جماعت کہتی ہے کہ اصل تو کام علماء کا تھا مگر جب انھوں نے نہ کیا تو مجبورا جہلاء (جیسے ہوئں) نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اسطرح بے استعداد لوگوں کے بیڑا اٹھانے نے یوں بیڑا غرق کیا کہ اب یہ کہتے ہیں کہ جو کام محمد ﷺ نے کیا وہ کام ہر شخص کر سکتا ہے اور صحابہ کرام جیسا مجمع بنانا (اب بھی) ناممکن نہیں (العیاذ باللہ) اور رسول اقدس ﷺ کی عالی نسبت نبوت عطائی اللہ تعالی کی طرف سے اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں (دیکھیے بحوالہ بیانات حاجی عبدالوہاب صاحب ص ۱۴۷ و ۱۴۹ اور غور فرمائیے)۔۔۔۔

اصل کام تو حضرات جید علماء کرام ومفتیان عظام کا ہے کہ وہ فقہی رائے دیں نہ کہ ہم جیسے طلباء کا لیکن امتثال امر کی صورت ہم نے یہ بنائی کہ عرصہ قبل کراچی کے جید حضرات علماء نے اسی اصلاحی کام کی غرض سے ایک مجلس علمی منعقد فرمائی تھی جس میں حضرت مفتی رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ اور حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ العالی اور دار الافتاء والارشاد اور دار العلوم کراچی کے، اور کراچی کے ہی دیگر جید علماء نے جماعت کی اصلاح سے متعلق کچھ امور کو موضوع بحث بناتے ہوئے ارباب جماعت کو بھی دعوت دی تھی کہ اپنا موقف لکھ کر دیں یا ہم سے بات کر لیں مگر جماعت نے (بدل وحی) مشورہ سے فیصلہ صادر کیا کہ ہمارے ہاں تحریر کا رواج نہیں لہذا نہ تو جماعت آئی نہ

موقف بہر حال حضرات علماء کرام شکر اللہ سعیہم نے اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے ایک معتدل تحریر لکھنے پر اتفاق کیا اور جماعت کے ارباب حل وعقد کو ارسال کردی تا کہ وہ اپنی اصلاح فرمالیں مذکورہ علماء کرام نے توازن واعتدال وتدبر وفقاہت کی حامل ایسی شہکار تحریر لکھی کہ عرصہ دراز گذرنے کے بعد بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ تحریر رواں دنوں میں لکھی گئی ہے چناچہ ہم نے وہی تحریر اپنے ادارہ کی طرف سے بھیج دی کہ اس تحریر کی موجودگی میں ہمارا مزید لکھنا غیر ضروری اور نامناسب ہوگا چناچہ البرکۃ مع اکابر کم کے تحت ادارہ علماء کی تحریر کو اپنا موقف اور اپنی رائے سمجھتے ہوئے حضرت مولانا محمد امان اللہ صاحب کو ارسال کررہا ہے کہ اس تحریر کو اس کتاب کا حصہ بنایا جائے جبکہ ایک دوسری تحریر جو حضرت شیخ سواتی صاحب ؒ کی ہے وہ بھی روانہ کی جارہی ہے اگر مؤلف مناسب سمجھیں تو اکابر علماء کی آراء کے ساتھ اس کو بھی شایع فرمائیں۔

ادارہ مذکورہ دوسرے حضرات سے گذارش کرتا ہے کہ ان تحریروں کو غور سے پڑھیں سمجھیں اور جماعت کے متعلق اپنا نظریہ اور رائے قائم کریں

وما علینا الا البلاغ۔

لجنۃ العلماء لادارۃ الامام محمد ابن الحسن الشیبانی

اس دستاویز کی اصل عبارت

”لیکن اب چونکہ جماعت کا کام بہت پھیل گیا ہے۔ اور اس میں ایسے حضرات کی اکثریت ہوگئی جو علم دین میں رسوخ کے حامل نہیں ہیں۔ اور ایسے حضرات بہت سے مقامات پر کلیدی اور ذمہ دارانہ مناصب پر فائز ہوگئے۔ اس لیے اب اعتدال سے متجاوز امور کی زیادتی ہوتی جارہی ہے۔ اور اس بات کی شدید ضرورت محسوس ہورہی ہے کہ جماعت کے احباب حل وعقد ان امور پر فوری توجہ فرما کر ابھی سے انکا سد باب کریں۔ ورنہ یہ خطرہ تشویشناک حد تک موجود ہے کہ خدانخواستہ رفتہ رفتہ جماعت اس مقدس راستے سے نہ ہٹ جائے جس پر اسکی بنیاد رکھی گئی تھی۔ لہٰذا ہم اخلاص اور دل سوزی اور ہمدردی کے جذبے سے جماعت کے اہل حل وعقد

کو ان امور کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں اخلاص کے ساتھ صحیح بات کہنے اور مخاطبین کو اخلاص کے ساتھ سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ اور جماعت کو اپنی مرضیات کے مطابق کام کرنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین۔ جو جزوی امور مختلف افراد کی طرف سے اعتدال سے متجاوز معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ انکی تعداد تو کافی ہے۔ اور انکا احاطہ مشکل بھی ہے۔ اور اگر بنیادی امور طے ہو جائیں تو شاید اتنا ضروری بھی نہیں، لیکن ہماری معلومات کے مطابق اہم بنیادی امور مندرجہ ذیل ہیں۔ جنکا طے ہو جانا نہایت ضروری ہے۔

ا۔ تبلیغ کی شرعی حیثیت:

ان تمام امور میں سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ جس پر بہت سے دوسرے مسائل موقوف ہیں، تبلیغی کام کی شرعی حیثیت کا ہے، اس سلسلے میں جماعت کے حضرات کی طرف سے، بلکہ بسا اوقات جماعت کے ذمہ دار اہل علم کی طرف سے بھی، جو بیانات ہوتے ہیں، وہ تبلیغی کام کے سلسلے میں انتہائی مبالغہ آمیز دعووں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان بیانات میں بعض اوقات تو صراحۃ یہ بات کہی جاتی ہے، اور کم از کم تاثر تو یہ دیا ہی جاتا ہے کہ تبلیغ کا یہ کام جو جماعت سرانجام دے رہی ہے ہر مسلمان خاص و عام کے ذمے فرض عین ہے، بلکہ کارکنان جماعت میں عام تاثر یہ ہے کہ تبلیغ کا یہ خاص طریقہ جو جماعت نے اختیار کیا ہوا ہے، اسی خاص طریقے سے تبلیغ کرنا ہر مسلمان کے ذمہ فرض عین ہے، یہ تاثر کم و بیش جماعت کے ہر کس و ناکس کے ذہن پر چھایا ہوا ہے، جسکا اظہار مختلف عنوانات اور اسالیب سے ہوتا رہتا ہے۔ کسی بھی صاحب علم تفقہ سے یہ بات مخفی نہیں ہو سکتی کہ یہ تاثر انتہائی غلط اور دلائل شرعیہ کے قطعی منافی ہے، اول تو دعوت علم کو آج تک امت کے کسی بھی عالم نے فرض عین قرار نہیں دیا، بلکہ زیادہ سے زیادہ فرض کفایہ کہا ہے، دوسرے اس فرض کفایہ کی ادائیگی کے بہت سے طریقے ممکن ہیں، اگر کوئی جماعت سہولت یا مصلحت کے لحاظ سے کوئی خاص طریقہ اختیار کرے تو وہ طریقہ جائز اور مستحسن کہلا سکتا ہے، لیکن اگر اس خاص طریقے کو شرعا ضروری، بلکہ فرض عین قرار دیا جانے لگے تو اسی کو اصطلاح شریعت میں ،بدعت، کہا جاتا ہے۔ لہٰذا جو تاثر جماعت کے حلقوں میں عام

ہو گیا ہے، اور جسکا اظہار بعض اوقات علانیہ صراحۃ کیا جاتا ہے، کہ تبلیغ کا یہ خاص کام ہر مسلمان کے ذمے فرض عین ہے، اس سے احکام شریعت کی نہ صرف یہ کہ بالکل غلط نمائندگی ہوتی ہے، بلکہ اس سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) جو لوگ جماعت کے اس خاص طریقے سے عملاً وابستہ نہیں ہیں، خواہ دعوت و تبلیغ کا کام کسی دوسرے طریقے سے انجام دے رہے ہوں، ان کے بارے میں مذکورہ بالا تاثر کا منطقی نتیجہ یہی ہے کہ وہ فرض عین کے تارک ہیں۔

(۲) تبلیغ جماعت کے موجودہ ڈھانچے کے وجود میں آنے سے پہلے تیرہ سو سال کی تاریخ میں یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ نہ صرف جماعت کا یہ خاص طریق کار کہیں موجود نہیں تھا، بلکہ اس خاص طریق کار کے بغیر بھی دعوت و تبلیغ کے لیے نہ کوئی باقاعدہ منظم جماعت تھی، نہ اس بات کا کوئی قابل ذکر اہتمام پایا جاتا تھا کہ ہر مسلمان ضرور بالضرور اپنے گھر سے اس مقصد کے لیے نکل کر کہیں نہ کہیں جائے، اور انفرادی یا اجتماعی تبلیغ کرے، بلکہ ہر شخص اپنے اپنے دائرے میں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق دعوت دین اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خدمت انجام دیتا تھا، اگر جماعت کے اس خاص طریق کار ہی کو لازم اور فرض عین قرار دیا جائے تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جماعت کے وجود میں آنے سے پہلے پوری امت اور اسکے بڑے بڑے علماء و فقہاء، اولیاء اور صوفیاء سب اسی فرض عین کے تارک قرار پائینگے۔

(۳) چونکہ آجکل جماعت کے افراد میں یہ تاثر عام ہے کہ جماعت کے اس خاص طریقے میں شامل ہونا، اور جماعت میں وقت لگانا ہر مسلمان کے ذمے فرض عین ہے، لہٰذا شریعت کے وہ تمام احکام جو جہاد میں نفیر عام کی صورت میں مقدر کئے گئے ہیں۔ اور جو درحقیقت اصل حکم میں استثناء کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کو بلا تکلف جماعت میں نکلنے پر چسپاں کیا جاتا ہے، مثلاً نفیر عام (۱) **(یادرہے نفیر عام کی یہ بات مولانا سعد صاحب تقریباً ہر بیان میں کرتے ہیں اور وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ کا مصداق موجودہ تبلیغی کام میں نفیر یعنی نکلنے کو کہتے ہیں اور بلا تکلف کہتے**

ہیں۔) کی صورت میں جو شریعت کا حکم ہے کہ بیوی کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر، اولاد کے لیے والدین کی اجازت کے بغیر اور غلام کے لیے آقا کی اجازت کے بغیر جہاد میں جانا واجب ہے، اس حکم کو جماعت میں نکلنے پر چسپاں کیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ چونکہ یہ فرض عین ہے، لہذا اس میں نکلنے کے لیے اولاد کو والدین کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے حالانکہ جہاد کے نفیر عام کے احکام کو جماعت میں نکلنے پر چسپاں کرنا صریح طور پر غلط ہے، اور اسے کسی بھی طرح درست نہیں کہا جا سکتا۔ یہاں ایک نکتے کی وضاحت مناسب ہوگی، اور وہ یہ کہ دین پر عمل کرنے کے لئے جتنی معلومات کی ضرورت ہے، اور جن کے بغیر انسان اپنے دینی فرائض بجا نہیں لا سکتا، ان معلومات کی تحصیل بلاشبہ ہر مسلمان کے ذمے فرض ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت میں نکلنے سے ناواقف مسلمانوں کو یہ معلومات حاصل ہوتی ہیں، اور جہاں یہ معلومات حاصل ہونے کا کوئی ذریعہ موجود نہ ہو، وہاں ناواقف مسلمانوں کے لئے اس فرضِ عین کی ادائیگی کا یہی طریقہ متعین ہو جاتا ہے کہ وہ جماعت میں نکل کر یہ معلومات حاصل کریں، چنانچہ جماعت کے بعض حضرات کی طرف سے یہی بات پیش کی جاتی ہے کہ جماعت میں نکلنے کو فرضِ عین قرار دینے کی بنیاد یہی مسئلہ ہے، لیکن اس سلسلے میں دو باتیں یاد رکھنی ضروری ہیں:

1 پہلی بات تو یہ ہے کہ اگرچہ دین کی بنیادی معلومات کی تحصیل بلاشبہ فرض عین ہے، لیکن بات کہنے کے انداز سے حقیقت میں بہت فرق پڑ جاتا ہے، کہنے والوں کے دل میں خواہ اپنی بات کی یہ تاویل ہو، لیکن عوام کے سامنے جو بات رکھی جاتی ہے، اس سے عوام پر سو فیصد تاثر یہ پیدا ہوتا ہے کہ دینی معلومات کی تحصیل نہیں، بلکہ تبلیغ میں نکلنا فرض عین ہے، لہذا اس تاثر کی اصلاح ضروری ہے،

2 دوسری بات یہ ہے کہ فرض عین ہونے کی یہ بات اس وقت تک تو درست ہے جب تک کسی مسلمان کو وہ بنیادی معلومات حاصل نہ ہوں جنکی تحصیل فرض عین ہے، لیکن جب وہ مرحلہ طے ہو جائے تو اسکے بعد بھی نکلنے کو فرض عین قرار دیتے رہنا یقیناً حدود سے

تجاوز ہے جسکا سد باب ضروری ہے،

حقیقت یہ ہے کہ کسی چیز کا فرض عین، فرض کفایہ، یا سنت یا مستحب ہونا خالص فقہی مسئلہ ہے، جسکو فقہی بنیادوں پر ہی سنجیدگی سے طے کرنا چاہیے، اور اس معاملے کو جذباتی تقریروں اور بیانات کے حوالے کرنا ایک خطرناک اقدام ہے، جس سے جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔ لہٰذا جماعت کے اہل حل وعقد، بالخصوص اہل علم وافتاء سے ہماری درخواست ہے کہ وہ ایک مرتبہ اس مسئلے کو دلائل کی روشنی میں طے کرلیں، اور اگر اس سلسلے میں کوئی شکوک وشبہات ہیں تو انہیں اہل علم ہی کی مجلس رکھ کر مسئلے کو منقح کرلیا جائے، پھر حقیقت کے واضح ہوجانے کے بعد جماعت کے تمام حضرات کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ اپنے بیانات میں اس کے خلاف کوئی موقف اختیار نہ کریں۔

۲۔ بدعات ومنکرات کے بارے میں لچک

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات اب بکثرت سننے میں آنے لگے ہیں کہ جماعت بعض حضرات جوڑ پیدا کرنے کی خاطر بدعات ومنکرات کے بارے میں نہ صرف تساہل برتنے لگے ہیں، بلکہ بعض اوقات خلاف شرع اجتماعات میں شرکت پر بھی راضی ہوجاتے ہیں، بعض جگہ سننے میں آیا ہے کہ اہل حق کی مساجد ومدارس کو اہل بدعت کے سپرد کردیا گیا، نیز یہ بھی بعض جگہ سننے میں آیا کہ جن لوگوں کی اکثر آمدنی حرام ہے انکی رقوم تبلیغ کے مشترک مصارف میں شامل کرلی جاتی ہے۔ یہ امور ہمارے براہ راست مشاہدے میں نہیں آئے، بلکہ بعض مخلص حضرات نے بتائے ہیں، لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ان امور کی تحقیق ہوجائے، اور اگر صحیح ہوں تو انکے تدارک کی طرف متوجہ کیا جائے۔ یہ بات بعینہ مدنظر رکھنی چاہئے کہ مسلمان طرق مشروعہ کے تحت دعوت وتبلیغ کے مکلف ہیں اور اگر کسی جگہ اسکے بغیر جوڑ ممکن نہ ہو کہ طرق مشروعہ کو چھوڑ کر غیر مشروع طریقے اختیار کئے جائیں تو ایسا جوڑ پیدا کرنا نہ صرف یہ کہ ماء مور بہ یا مستحب نہیں ہے بلکہ بالکل ناجائز ہے اور اس سے شرعی احکام گڈمڈ ہوجانے اور دین میں تحریف

اور ترمیم کا قوی خطرہ ہے لہٰذا ذمہ دار حضرات کی طرف سے جماعت کے تمام کارکن حضرات کو اس بات سختی سے ہدایت ہونی ضروری ہے کہ وہ لوگوں سے جوڑ پیدا کرنے کی خاطر صحیح طریقے اور مسلک کو قربان نہ کریں جو بدعت یا منکر کی فہرست میں آتے ہیں مثلاً قیام کے ساتھ صلاۃ وسلام تیجہ دسواں چالیسواں وغیرہ۔

جماعت میں نکلنے کی ترغیب میں غلو:

یہ بھی دیکھنے اور سننے میں آتا رہتا ہے کہ لوگوں کو جماعت میں نکلنے کی ترغیب دینے میں بسا اوقات غلو سے کام لیا جاتا ہے اس سلسلے میں خاص طور پر مندرجہ ذیل باتیں سننے میں آتی رہتی ہیں۔

1 بعض اوقات وقتی نفلی عبادتوں کا جماعت میں نکلنے سے اس طرح تقابل کیا جاتا ہے کہ ان نفلی عبادات کی اہمیت بالکل ختم ہو جاتی ہے مثلاً کوئی شخص رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کرنا چاہے تو بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے جماعت میں نکلنا افضل ہے لہٰذا اعتکاف کے بجائے جماعت میں نکلنا چاہئے اسی طرح یہ بات بھی سننے میں آئی ہے کہ حج یا عمرہ کو گئے ہوئے افراد سیا یہ کہا جاتا ہے کہ حرم میں نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے لیکن اگر جماعت میں نکلا جائے تو ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ کے برابر ہے۔ نیز ذکر کے مقابلے جماعت میں نکلنے کی فضیلت اس طرح بیان کی جاتی ہے جس سے ذکر کی اہمیت اور فضیلت کم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ اعتکاف ہو یا حج وعمرہ یا ذکر وتسبیح یہ وقتی نوعیت کی عبادات ہیں اور جماعت میں نکلنے کے لئے سارا سال موجود ہے اس لئے ان مواقع پر یہ تقابل کرنا ان عبادات کی اہمیت کو گھٹانے کے مرادف ہے۔ اگرچہ اس قسم کی باتیں بڑے ذمہ دار حضرات کی طرف سے علم میں نہیں آئیں لیکن دوسرے حضرات کی طرف بکثرت سننے میں آتی رہتی ہیں اور اگر یہ صحیح ہیں تو ذمہ دار حضرات کو اس غلطی کی روک تھام کرنی چاہئے۔

2 بعض اوقات لوگوں کو جماعت میں نکلنے کی ترغیب دیتے ہوئے اس درجہ الحاح واصرار کیا جاتا ہے کہ مخاطب کا کوئی واقعی عذر بھی مسموع نہیں ہوتا اس درجہ الحاح واصرار بھی اصول

دعوت کے خلاف ہے اوراس سے بعض حلقوں میں جماعت سے قرب کے بجائے بعد پیدا ہوتا ہے اسلئے اس سلسلے میں بھی داعی حضرات کی مناسب تربیت کی ضرورت ہے۔

3 بعض مرتبہ اسی الحاواصرار کے دوران ایسی باتیں کہیں جاتی ہیں اور بعض مرتبہ یہ باتیں ترغیبی بیانات میں بھی کہی جاتی ہیں جن سے حقوق العباد کی اہمیت بالکل ختم یا کالعدم ہوجاتی ہے اورتوکل کی ایسی تشریح کی جاتی ہے جوتوکل کے حقیقی شرعی مفہوم کے مطابق نہیں ہے اور سلف میں سے اصحاب حال کے واقعات اس طرح سنائے جاتے ہیں جن سے یہ تاثر ہوتا ہے کہ شریعت کا اصل حکم یہی ہے اور یہ عمل جو در حقیقت غلبہ حال پر مبنی اور موؤل تھا تمام مسلمانوں کے لئے واجب الاتباع یا کم از کم لائق تقلید ہے۔

4 اگرچہ جماعت کا اصول یہ ہے کہ دینی مدارس کے علماء وطلبہ صرف چھٹیوں یا فراغت کے بعد وقت لیا جائے لیکن ایک مصدقہ اطلاع یہ بھی ہے کہ بعض جگہ تعلیم کے اوقات میں جماعت کے لئے نکالا گیا اگر واقعی کہیں ایسا ہوا ہو تو یہ جماعت کے اصول کے بھی خلاف ہے اور نامناسب بھی اسکا تدارک ہونا چاہئے۔

فقہی مسائل میں علماء سے الگ موقف

اب تک جماعت کا طرہ امتیاز یہ رہا ہے کہ اس نے اپنی مبارک جدوجہد کو تبلیغی اور دعوتی امور کی حد تک محدود رکھا ہے اور دینی وفقہی مسائل میں علماء اور مفتی حضرات کی طرف رجوع اور ان کے فتاوی پر ہی عمل کرتے رہے ہیں اور اسی اصول پر جماعت کی بنیاد رکھی گئی تھی کہ وہ کوئی الگ فقہی موقف اختیار نہ کرے بلکہ علماء اور اہل افتاء کی رہنمائی میں کام کرے اور بحمد اللہ اب بھی جماعت کے بیشتر حضرات اسی اصول پر پابند ہیں لیکن اب کچھ عرصے سے اس کے خلاف باتیں بھی سننے میں آنے لگی ہیں چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں

1 بعض تبلیغی مراکز کے بارے میں نہایت ثقہ افراد سے یہ سننے میں آیا کہ اگر جماعت کے حضرات میں سے کسی کے رشتہ دار یا دوست کا خط مرکز میں آتا ہے تو وہ متعلقہ شخص کے حوالے کرنے سے پہلے کھول لیا جاتا ہے اور امیر مرکز کے مطالعے سے گزرنے کے بعد متعلقہ شخص کے

حوالے کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو یہ صریحا خلاف شرع اصول ہے جسکو فورا بدلنا ضروری ہے۔

2 جب علماء کی طرف سے تبلیغ کی شرعی حیثیت کے بارے میں کوئی فتوی دیا جاتا ہے تو بعض حضرات یہ کہتے بھی سنے گئے ہیں کہ اس قسم کے معاملات میں مدرسوں کے حضرات سے رجوع نہ کرنا چاہئے بلکہ درحقیقت تبلیغ کی برکت سے ہمارے حضرات پر اللہ تعالی نے قرآن وسنت کے وہ معانی منکشف فرمائے ہیں جن تک رسائی اہل مدرسہ کی نہیں ہوسکتی ہے۔ حالانکہ دوسرے معاملات کی طرح تبلیغ سے متعلق مسائل بھی مستند ومسلم اہل افتاء سے دریافت کرنے چاہییں اگر خدانخواستہ یہ فکر جو ابھی تک بالکل ابتک ابتدائی درجے میں ہے اور الحمد للہ ابھی زیادہ عام نہیں ہوئی (یاد رہے کہ یہ تحریر ۱۴۱۳ھ کی ہے اور اب شوال ۱۴۳۱ھ ہے جس میں بہت زیادہ بے اعتدالیاں آگئی ہیں) اگر اس کا سد باب نہ کیا جائے تو خطرہ ہے کہ قرآن وسنت کی الگ تشریح کے نتیجے میں جماعت جمہور علماء امت سے الگ کسی فرقے کی شکل اختیار نہ کرلے اس لئے ابھی سے اس قسم کی مبالغہ آمیز باتوں کا سد باب انتہائی ضروری ہے۔ یہ تمام باتیں خدانخواستہ تنقید برائے تنقید کے طور پر عرض نہیں کی گئی اور نہ انکا مقصد خدانخواستہ جماعت کے عظیم الشان کام اور اسکی ناقابل فراموش خدمات کی ناقدری ہے اور نہ یہ تحریر اشاعت کی غرض سے لکھی گئی ہے بلکہ اس تحریر کا منشا صرف یہ ہے کہ جماعت کے کام کو صحیح رخ پر رکھنے اور اسے متوقع خطرات سے بچانے کی مخلصانہ کوشش کی جائے تاکہ امت مسلمہ کی یہ عظیم طاقت جو یقینا ابتک ہم سب کے لئے سرمایہ فخر ہی ہے زیادہ بہتر طریقے پر امت کی خدمت میں صرف ہو اور دشمنوں کی سازشوں کا نشانہ نہ بن سکے کیونکہ اسلام کی کسی ابھرتی ہوئی قوت کو دبانے کے لیئے دشمنوں کا ایک حربہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اسکی صفوں میں بعض ایسے جذباتی افراد اور ایسے جذباتی نعروں کو شامل کردیا جائے جو رفتہ رفتہ اسکے کام کو خراب کرکے اسکی نیک خامی کو داغ دار بنائیں اور اس سے مسلمانوں میں انتشار اور افتراق پیدا ہو بالخصوص اگر کسی اسلامی قوت کو علماء سے اور علماء کو اس اسلامی قوت سے بدگمان کرکے ان کے درمیان خلیج پیدا کردی جائے تو اس قوت کا کام خواہ کتنا عظیم الشان ہو تاریخ

شاہد ہے کہ اس خلیج کے پیدا ہونے کے بعد وہ کمزور پڑجاتا ہے جس کا نتیجہ بد پوری امت کو بھگتنا پڑتا ہے جو باتیں اس تحریر میں لکھی گئی ہیں ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کچھ باتیں مبالغہ آمیز بیانات پر مبنی ہوں بعض باتوں کے بارے میں ہمیں بھی مکمل وثوق نہیں ہے لیکن وہ صرف اس لئے گوش گزار کی جارہی ہیں تا کہ ذمہ دار حضرات کے علم میں تمام کچی پکی باتیں آجائیں اور جو اطلاعات درست ہوان کا تدارک کرلیا جائے البتہ نمبر ایک سے نمبر تین تک جو باتیں عرض کی گئی ہیں تفصیلات سے قطع نظر ایک عمومی تاثر کی حد تک وہ غلط نہیں ہیں امید ہے کہ جماعت کے بزرگ ان باتوں کی طرف خاطر خواہ توجہ دینگے۔ وما علینا الا البلاغ۔

مدیر المسؤل: مشرف السمائی

ادارہ امام محمد 4462d1gmail .com shibani@

علماء دیو بند کے لئے لمحہ فکریہ

حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب کے افکار

ان کے اپنے ایک خط میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمیں جو خط موصول ہوا اس کا متن حسب ذیل ہے خط کے بعد ایک علمی جواب خط بھی ہے۔ (جو قارئین میں سے ایک معتمد عالم نے بھیجا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم ومحترم جناب بھائی اسماعیل بھامجی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا خط ملا جبکہ میں بنگلہ دیش سفر میں جارہا تھا اسلئے جواب میں تاخیر ہوئی اب کچھ وقت نکال کر جواب لکھ رہا ہوں آپنے یہ لکھا کہ یہاں کچھ علماء نے جہاد کی تحریک اٹھائی ہے یہ تحریک دوسو سال سے مختلف زمانوں میں اٹھتی رہی اور کچھ عرصہ کے بعد ختم ہوجاتی تھی قرآن کو سمجھنے میں بہت غلطی ہوتی رہی اور جہاد کا لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوا۔ دعوت کے معنی میں بھی اور قتال کے معنی میں بھی جو آیات جہاد کے لفظ سے مکہ مکرمہ میں اتریں وہ سب دعوت کے معنی میں ہیں

جیسے وجاہدہم بہ جہادا کبیراا دوسری آیات **والذین جاهدوا فینا** الخ۔۔۔اور جو آیات مدینہ منورہ میں اتریں معنی میں وہ دونوں معنی میں آئی ہیں۔ دعوت میں اور قتال میں جیسے **یاایها النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیهم** اس میں تو منافقین کے ساتھ قتال نہیں کیا آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ سختی نہیں کی بلکہ نرمی سے کام لیا ایسے ہی نوح علیہ السلام سے لیکر عیسی علیہ السلام تک جن انبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالی نے نام لیکر ذکر فرمایا ان میں سے کسی نے بھی قتال نہیں کیا اور جنہوں نے قتال کیا انکے نام ذکر نہیں یا نبی بننے سے پہلے قتال کیا حضور پاک ﷺ نے مکہ مکرمہ میں قتال نہیں کیا تیرہ سال تک صرف دعوت دی۔ یہ چیزیں غور کرنے کی ہیں انبیاء علیہم السلام کو دعوت کی نسبت سے بھیجتے تھے تا کہ وہ انکو جہنم سے بچا کر جنت کی طرف لائیں اور ظلمت سے نور کی طرف لائے۔ کسی نبی کو اس لئے نہیں بھیجا کہ جنت کی طرف سے جہنم کی طرف لائے۔ کافر جب قتل ہوگا تو جہنم میں جائے گا۔ یہ نبی کا مقصد نہیں بلکہ نبی کا مقصد تو اسکو جہنم سے بچانا تھا۔ جیسے ایک حدیث میں بھی اسکا اشارہ ہے قتالجب وا جب ہوا کہ جب کافروں نے اسلام کے پھیلنے میں رکاوٹ ڈال دی۔ جزیہ اس لئے واجب ہوا کہ اگر تم اسلام نہیں لاتے تو جزیہ دیکر ہماری ماتحتی میں رہو۔ لیکن جب جزیہ دینے پر تیار نہ ہوئے۔ نہ اسلام لانے پر تیار ہوئے، تب قتال واجب ہوتا ہے جیسے ڈاکٹر فاسد عضو کو جب کاٹتا ہے جب اسکے اچھا ہونے کی امید نہ ہوئی۔ اسکے دوسرے اعضاء کو حفاظت کی امید ہوتی اس لئے علماء نے قتال حسن **لغیرہ** کہا ہے حسن لذاتہ نہیں حسن لذاتہ دعوت ہی ہے۔ اسلام جو پھیلتا ہے دعوت سے پھیلتا ہے دوسرے جب تک جہاد مجاہدین میں صفات نہ آئے تو اس وقت تک وہ محفوظ من اللہ نہیں ہوں گے۔ اس لئے جہاں بھی جہاد کی آوازیں لگی ہیں وہاں شکست کھائی۔ کامیاب نہیں ہوئے۔ قتال الی یوم القیامۃ ہے مگر وقت اور ضرورت کے اعتبار سے جب اس کو ضرورت پیش آجاتی ہے۔ یمن بغیر قتال کے صرف دعوت سے اسلام میں آیا۔ طائف قتال کے وقت اسلام میں نہیں آیا بلکہ مسلمان فتح کرنے سے عاجز آگئے تھے اور ان کو بغیر فتح کے مدینہ واپس جانا پڑا دعوت چلتی رہی یہاں تک کہ اہل طائف بھی اسلام میں داخل ہوئے۔ اس مسئلہ کو البدایہ والنھایہ وا

لوں نے، ابن القیم نے زاد المعاد میں کچھ بیان کیا ہے دیو بند کے مفتی محمود الحسن صاحب نے فتاوی محمودیہ میں اسکو بڑے بسط کے ساتھ لکھا ہے اور تبلیغ والوں پر لوگوں کے جو اعتراضات تھے ان کو نقل کر کے جوابات دئے ہیں ان میں ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ دعوت والے جہاد والی آیات کو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں اور انکا بالیقین جواب دیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد کے لفظ کو بہت ہی عموم دیا کہ ماں باپ کی خدمت بھی جہاد ہے اور مسجد کی طرف چلنا بھی جہاد ہے صرف یہ اپنے دوستوں کے اطمینان کیلئے لکھا گیا اور علماء کرام سے کچھ تعارض نہ کریں اور انکا اکرام کرتے رہیں اور دعاء مانگتے رہیں ان شاء اللہ کچھ عرصہ ہی میں انکی سمجھ میں آجائے گا اور انشراح ہوجائے گا۔

فقط والسلام بندہ سعید احمد المدنی ۹ ستمبر ۱۹۹۳ء کاکریل مسجد ڈھاکہ بنگلہ دیش

جواب خط مولانا سعید احمد خان صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم ومحترم مولانا سعید احمد خان صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اتفاقاً مجھے آپ کے خط پڑھنے کی نوبت آگئی۔ جس سے بہت صدمہ ہوا۔ آپ نے جناب بھائی اسماعیل بھاجی کو لکھا کہ جہاد کے متعلق چونکہ میں بھی مسلکاً دیوبندی ہوں اور اکابر کا معتقد ہوں لہٰذا امید ہے کہ آپ تھوڑی دیر غور وفکر فرمائینگے۔ آپ نے خط میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ تحریکیں جہاد کی اٹھتی رہی اور ختم ہوجاتی لیکن شاید قابل غور بات یہ ہے کہ ولی اللہی خاندان سے لیکر شیخ الہند تک جو بھی جہاد کی تحریکیں اٹھیں انہی کی محنت اور قربانی سے ہم یہاں تک پہنچے ورنہ انگریز کے تو ہم غلام ہوتے۔ خیر یہ تو چھوٹی بات تھی جہاد کا لفظ بیشک مختلف معنی میں استعمال ہوا جس طرح کہ صلوۃ کا لفظ مختلف معنی استعمال ہوا لیکن اس کا یہ مفہوم لینا کہ اس معنی سے فرضیت جہاد ادا ہوجا ئیگی سراسر غلط ہے جس طرح کہ صلوۃ کے لفظ کی عمومیت سے درود شریف کا معنی لینا اور اسکو نماز کی فرضیت کے لئے کافی سمجھنا غلط ہے۔

یہ بات کہ جوبھی آیات مکہ میں اتریں وہ سب دعوت کے معنی میں ہیں۔ اس میں نظر ہے کہ وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ کی تفسیر میں حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرنا اور جہاد (بالسیف) کرنا۔ آپ نے یہ آیت **یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم۔** تحریر فرما کر تشریح میں لکھا ہے کہ منافقین کے ساتھ قتال نہیں کیا ہم نے کب آپ سے کہا ہے کہ منافقین سے قتال کرو بلکہ ہمارا مطالبہ تو یہ ہے کہ کفار سے لڑے جس پر **یا ایہا النبی جاھد الکفار** دلالت کرتی ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ آپ نے کفار کے ساتھ جہاد کے تذکرہ کو محذوف کر دیا اور منافقین کی بحث چھیڑ دی۔ پھر آپ آگے فرماتے ہیں آپ ﷺ نے ان سے نرمی کی۔ سبحان اللہ۔ آپ قرآن کی آیت واغلظ علیہم (ان پر سختی کیجئے) تحریر فرما کر تشریح کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ﷺ قرآن کی مخالفت کرتے۔ جاہد المنافقین سے دعوت مراد لینا سراسر غلط ہے چونکہ جاہد المنافقین کی تفسیر میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیان القرآن میں کہ باللسان جہاد کیجئے اور آگے فرماتے ہیں ایسی ہی سختی کے وہ لائق ہیں اسی طرح جلالین میں ہے والمنافقین باللسان لیکن افسوس! کہ اگرچہ منافقین کے ساتھ جہاد باللسان کرتے ہم نے تو کافروں سے بھی جہاد باللسان چھوڑا ہوا ہے بلکہ چاہتے ہیں کہ ان پر نرمی کریں لیکن یاد رکھنا کہ صحابہ کی صفت **اشداء علی الکفار رحماء بینھم** تھی۔

آپ کا یہ لکھنا کہ نوح علیہ السلام سے عیسی علیہ السلام تک کسی نبی کے بارے میں اللہ نے نام لیکر ذکر نہیں فرمایا کہ قتال کیا ہے یہ کوئی مستدل نہیں اسلئے کہ اللہ نے قرآن میں فرما دیا **و کای من نبی قتل معه ربیون کثیر** (کتنے ہی انبیاء جنکے ساتھ اللہ والوں نے مل کر قتال کیا) دوسری بات یہ ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب شریعتوں کے مکلف ہیں حالانکہ ہم تو مسلمان ہیں اور ہم اپنی شریعت کے مکلف ہیں ہم سے پہلے شریعتوں کے نہیں۔ آپ ﷺ کا قتال کرنا میدان جنگ میں کافی اور صحیح دلیل ہے (**فقاتل فی سبیل اللہ**) الایہ کہ آپ اور انبیاء کے اقتداء

کے قائل ہوں۔ اور آپ ﷺ نے تیرہ سال تک دعوت دی پھر اسکے بعد تو دس سال تک جہاد کیا اور کروایا اور مکہ میں جو عفو کا حکم تھا وہ تو منسوخ ہو گیا جس طرح کہ تکملہ فتح الملہم جلد ۳ ص ۱۳۸ اور کنز الدقائق کے حاشیے پر اور بھی کئی کتابوں میں مذکور ہیں جس کی وقت اجازت نہیں دیتا بہر حال بلا اختلاف کہ یہ منسوخ ہیں۔ تو کیا آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہیں گے کہ سابق انبیاء نے بھی پڑھی اور مکہ میں نبی کریم ﷺ نے بھی پڑھی یہ تو بے اصل و بے بنیاد بات ہے۔ بیشک انبیاء کا مقصد ہدایت دینی ہوتی ہے لیکن صرف یہ مقصد تو نہیں ہوتا بلکہ مقاصد میں سے من جملہ ایک مقصد یہ ہے اور اسکے علاوہ مقاصد میں سے مسلمانوں کی حفاظت دلوانا خلافت کا قیام ظالموں کا مٹانا علم سکھانا وانما بعثت معلما (ابن ماجہ) عدل قائم کرنا بھی ہے۔

قرآن میں **قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم** کہ اللہ ہم کو ذریعہ بنا رہا ہے جو کہ شرافت ہے اور یہ جملہ جب کافر قتل ہوگا تو جہنم میں جائیگا یہ بہت سخت اور بہت خطرہ والا جملہ ہے کہ یہ فعل تو آپ ﷺ نے بھی کیا جس طرح کہ حدیث صحیحۃ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ابی بن خلف کو مارا تھا جس سے وہ قتل ہوا اور اسی طرح بدر میں صنادید قریش کو مروایا تھا تو کیا نعوذ باللہ انکو دوزخ میں بھیجا اور اسی کی تو صراحت ہے مفسرین نے اسکو فوائد قتال میں سے گنوایا ہے تو کیا یہ منجملہ نبی ﷺ کے مامورات میں سے نہیں ہے اور شریعت کے سامنے عقل کو استعمال کر کے اپنے موقف کو ثابت کرنا نہایت غلط اور بسا اوقات **مفضی الی الکفر** ہیں۔

آپکا کہنا کے قتال تب واجب ہوا جب کافروں نے دعوت میں رکاوٹ ڈالی۔ حضرت آپ تو یہاں پر اقدامی جہاد کی بات کر رہے ہیں جبکہ اس زمانے میں ہم دفاعی حالت میں ہیں تو کیا مسلمانوں کی حفاظت کیلئے جہاد فرض نہیں کیا قصاصا جہاد فرض نہیں؟! اگر جواب نفی میں ہے تو پھر قرآن سے لیکر واقعات صحابہ اور کتب سابقہ میں غلط لکھے ہوئے ہیں ملاحظہ ہو کہ اگر دشمن حملہ کر دے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ دشمن کو ہٹائے۔ احکام القرآن ص ۳۴۰ جلد ۳ پر

ابوبکر بن جصاص نے اس پر اتفاق نقل کیا۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا **وقاتلوا المشرکین کافة کما یقاتلونکم کافة وقاتلوا فی سبیل الذین یقاتلونکم ولا**

تعتدوا اسی مسئلہ کو قرطبی نے جلد ۸ ص ۱۵۱ میں ذکر کیا معارف القرآن میں جلد ا ص ۴۰۳ میں مفتی شفیع صاحب نے ذکر کیا بار بار۔ نواوی نے شرح مسلم میں ص ۱۳۰ میں اور صاحب فتح قدیر نے لکھا ہے اگر ایک قیدی بھی ہو مسلمانوں کا تو اسکا چھڑانا اھل شرق اور غرب پر فرض ہے اور یہ اتفاقی مسئلہ لکھا ہے (جلد ۵ ص ۴۴۰) اور کیا بدر کی لڑائی جہاد نہیں تھی جبکہ دعوت تو ویسے بھی پہنچا تھا تو پھر لڑنے کی کیا ضرورت تھی اور اسی طرح حضرت عثمان ؓ کے قصاص کے لئے بیعت علی الجہاد غلط تھا (نعوذ باللہ) یہ تو قرآن سے ثابت ہے اور بخاری ص ۴۲۷ پر ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت سعد ؓ سے **انک حکمت بحکم اللہ** جبکہ انہوں نے قتل کا فیصلہ کیا۔ اور اس قرآن کی آیت کا مطلب کیا ہے **ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الا رض** اور پھر **ولکن اللہ قتلهم** تو کیا اللہ ان کو جہنم میں پہنچا رہا ہے؟

حسن لغیرہ۔۔۔ ثابت کرنے سے فرضیت میں کمی نہیں آتی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے کہ حسن لذاتہ یا **حسن لغیرہ** ہے کذا فی حاشیہ نور الانوار اور کیا آپ قربانی کرنا بھی چھوڑ دینگے کہ یہ بھی تو **حسن لغیرہ** ہے اور اسی طرح نکاح بھی۔ اگر دعوت مقصود ہے اور قتال کے بغیر بھی حاصل ہے تو پھر وضو کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ سیدھے مقصود تک پہنچ جائے یعنی نماز پڑھ لے اور نماز کا مقصد ذکر ہے تو ایسے ہی ذکر کرلے۔ نہیں!

نبی کریم ﷺ نے دعوت کے لئے جہاد اختیار کیا اور ہم بھی کرینگے۔ اور ظلم کو روکنے کے لئے بھی جہاد اختیار کیا اور قصاصا بھی اختیار کیا تو لہٰذا ہم بھی کرینگے اور قادیانی کے علاوہ کسی نے بھی اسکا انکار نہیں کیا حتی کہ مودودی اور سرسید خان جیسے بھی دفاعی جہاد کے قائل ہیں۔

آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ جب تک مجاہدین میں صفات نہ آئے سراسر غلط ہے اس لئے کہ وہی بات تو نماز و دیگر عبادات کے بارے میں کہی جاسکتی ہے کہ جب تک نماز صحیح نہ ہو تب تک برائی سے نہیں روکتی تو کیا ان صفات کے پیدا ہونے تک نماز معاف ہے۔ ہرگز نہیں اور پھر ترمذی ص ۱۶۸ کی حدیث جس میں مجاہدین کے چار درجات ہیں تو پھر اس تربیت کا کیا مطلب اگر سب کا صفات میں کامل ہونا شرط ہے۔ اور نیز حضرت تھانویؒ نے بیان القرآن میں التائبون

العابدون الخ کے ماتحت لکھا ہے کہ یہ شرائط کے درجے میں نہیں بلکہ صرف مزید فضیلت کے لئے ہے۔ رہی محفوظ من اللہ کی بات تو محفوظ تو نہ آپ ہیں اور نہ میں ہوں وہ تو صحابہ ؓ تھے۔ اگر مجاہدین محفوظ من اللہ نہیں ہیں تو تبلیغی جماعت بھی تو نہیں ہے کہ اس میں تو بہت زیادہ خرافات ہیں لیکن اللہ کے فضل وکرم سے کام چلتا ہے جس کی طرف آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا حدیث میں کہ اگر اچھی طرح حساب لیا گیا قیامت کے دن تو میں بھی نہ بچوں (بخاری)

آپ ﷺ نے جہاد کے بغیر فتوحات کی دو مثال پیش کیں:

نمبر ۱ مثال:

یمن کی تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یمن اسلام کے غلبے کے وقت اسلام میں داخل ہوا نہ کہ مکی زندگی میں اور یہ بھی تو جہاد ہے کہ پورا نظام یوں ہے کہ دعوت، جزیہ یا قتال اور اسکو نظام جہاد کہتے ہیں لیکن غلبہ کے وقت ورنہ کیا کافر ایسے ہی حکومت کو چھوڑ دینگے۔ آپ خود ہی دیکھ لیں کہ اب تک آپ کے قدموں میں کتنے ملک اسلام میں آئے۔

نمبر ۲ مثال:

طائف کی تو اھل علم وعقل پر یہ بات مخفی نہیں کہ صحابہ ؓ نے مشورہ کیا تھا آپ ﷺ کے ساتھ کہ اب تو ارد گرد کے تمام علاقے فتح ہو چکے تو ان کو بھی مجبورا آنا پڑے گا تو لہٰذا ہم چھوڑ دیتے ہیں تو پھر یہی ہوا۔ ورنہ اگر دعوت کافی تھی تو جب آپ ﷺ نے طائف میں دعوت دی (بغیر جہاد کے) تو کیوں قبول نہیں کیا گیا اور اسکے علاوہ آدھی دنیا تو جہاد سے مشرف با سلام ہوئے آپ نے تحریر فرمایا جہاد کی فضیلت عام ہے اور ماں باپ کی خدمت جہاد کی ایک قسم ہے یعنی ثواب کے اعتبار سے لیکن وہ اس ثواب کو نہیں پہنچتا جو مجاہدین فی سبیل اللہ کو ہے جس طرح کہ ایک حدیث میں آیا کہ **عمرة فی رمضان کحجة** تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اتنا ہی ثواب ملے گا۔ فی سبیل اللہ میں بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ عام ہے لیکن قتال اور جہاد فی سبیل اللہ (ج ھ ا د۔ ف ی۔ س ب ی ل۔ اللہ) صرف اور صرف جہاد باللسیف کے لئے قرآن وحدیث میں وارد ہوئے۔ عوام کے عدم علم سے فائدہ نہ اٹھایئے یہ ساری بحث تو جہاد اور دعوت اسلام پر ہے تبلیغی

جماعت تو اصلاح کا کام کر رہی ہے لہٰذا یہ قیاس مع الفارق ہے۔

امید ہے کہ آپ دل کھول کر اس کو پڑھیں گے اور رجوع کریں گے۔ اور جواب تحریر فرمائیں۔ ورنہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فتنہ کا اندیشہ ہے۔

فقط والسلام

عبدالقدوس جمہوریہ ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ نحمده و نستعینه و نستغفره و نؤمن به و نتوکل علیه و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یهده اللہ فلا مضل له و من یضلله فلا هادی له و نشهد ان لا اله الا اللہ وحده لا شریک له و نشهد ان سیدنا و مولانا محمدا عبده و رسوله، صلی اللہ علیه و علی اله و اصحابه و اتباعه و سلم تسلیما کثیرا کثیرا، فاللهم! ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابه، و احینا علی السنة و الجماعة، یاذالجلال و الاکرام۔۔۔ أمین یارب العالمین

ایک عرصہ سے تبلیغی جماعت کے ''علامہ احمد بہاولپوری صاحب'' کے نظریات باطلہ وافکار فاسدہ علماء حق اور صحیح سوچ رکھنے والے علماء اور عام مسلمانوں کے ہاں محلِ نظر اور موضوع بحث بنے رہے ہیں۔ علماء حق نے صرف اور صرف اس لئے ان کے خلاف قلم نہ اٹھایا کہ تبلیغی جماعت کے مؤسّس اور بانی حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ علماءِ حقہ حضراتِ دیوبند سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ تبلیغی جماعت کے ایک حد تک عوام الناس کے اندر فوائد ہیں، اور اب تک بھی اس میں ''مخلصین'' کی ایک مُعْتَد بہ تعداد موجود ہے۔ نیز ان علماء کے قلم اٹھانے سے خدانخواستہ اس دورِ فتن میں (جو دین کے کسی بھی شعبہ میں جس حد تک بھی کام کر رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے) کوئی ایسا حرج نہ بننے پائے۔ جس سے امت مسلمہ کو نقصان ہوجائے جو پہلے سے ہی فتنوں کی شکار ہے، ان تمام مذکورہ وجوہات کی بنا پر قلم نہ اٹھایا گیا۔

مگر جب بات بہت بڑھ جائے اور فوائد کم اور نقصانات زیادہ، اور نظریات فساد کی طرف ہوں، تو علماء حق کے قلم اٹھانے کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اب علمائے کرام نے قلم اٹھایا، ورنہ معاملہ ”مداہنت“ کے زمرہ میں چلا جاتا۔ نیز علماء کرام کے ذمے تھا کہ وہ ان بے اعتدالیوں اور غلط وگمراہ کن آراء وافکار سے عوام کو مطلع کرتے جو خاموشی سے، بلکہ اب دیدہ دلیری سے ارباب جماعت عوام کے اندر پھیلا رہے، اور بقول مفتی تقی عثانی صاحب مدظلہ العالی ارباب جماعت ایسے فیصلے کرلیتے ہیں جو شریعت کے خلاف ہوتے ہیں اور نیز تبلیغی جماعت کے ہاں مرکز کی ایک مقتدر شخصیت کا خط بقول حضرت مفتی تقی عثانی مدظلہ موجود ہے جس میں باقاعدہ دلائل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے کہ اَب جہاد وہاد کی ضرورت نہیں۔ بقول مفتی صاحب یہ ایسی خطرناک باتیں ہیں جن پر علماء خاموش نہیں ہوتے اور علماء کے اصلاحی بولنے کو جماعت کی مخالفت نہ سمجھا جائے۔ نیز یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ علماء حقہ حضرات علماء دیوبند نے جہاں ہر قسم کے فتنوں کی سرکوبی کی وہاں علماء دیوبند کی یہ شان ان کو باقی جماعات سے ممتاز کرتی ہے، کہ غلط بات چاہے کوئی بھی کرے، فتنہ وباطل چاہے کسی بھی روپ میں آئے، علمائے دیوبند نے کبھی اس میں سستی وتساہل سے کام نہیں لیا، اور یہ سوچ کر کہ اس طرح تو ہمارے اپنوں کا نقصان ہوجائے گا، اس طرح کی فکر ان کے ہاں کبھی پروان نہ چڑھ سکی، ادلہ شرعیہ جو کہ کتاب وسنت واجماع الصحابہ ونظریات کے سلف الصالحین کی روشنی میں انہوں نے ہمیشہ حق کو حق سمجھا اور کہا، اور باطل کو باطل سمجھا اور کہا۔ دوھری پالیسی الحمدللہ آج تک نہ اپنائی گئی۔ علامہ احمد بہاولپوری صاحب ہوں یا علامہ طاہر القادری، یا علامہ ابوالاعلی مودودی، ہمارے لئے حق کو پہچاننے کے لئے ایک ہی کسوٹی اور ترازو ہے، اللہ تعالی اسی پر علماء دیوبند پر قائم ودائم رکھے۔ اور یہی طریقہ سلف الصالحین کا تھا۔ مذکورہ علامہ احمد بہاولپوری صاحب نجانے کن وجوہات کی بنیاد پر جب بھی منبر پر تشریف لاتے ہیں (اور مجمع عموماً ہزاروں یا لاکھوں میں ہوتا ہے)۔ جہاد، مجاہدین، مدارسِ دینیہ، خانقاہوں، درس وتدریس، خلافت اسلامیہ کی عدمِ ضرورت اور اذکار کی مجالس پر اشاروں کنایوں میں اور کبھی باقاعدہ گراؤنڈ ہموار کر کے ان پر تنقید کرتے ہیں۔ لایعنی

اور فضول بتاتے ہیں، ان کی اس بات کی طرف تبلیغی جماعت کے ارباب حل وعقد کو کافی (علماء حقہ حضرات دیوبند) نے مثل حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ، بنوری ٹاؤن کے استاذ الحدیث حضرت مولانا فضل محمد صاحب مدظلہ، اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی حمید اللہ جان صاحب دامت برکاتھم العالیہ ، اور جامعہ مدنیہ جدید کے استاذالحدیث حضرت مولانا خالد محمود صاحب دامت برکاتھم العالیہ، اور الہلال مسجد کے دارالافتاء کے مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب دامت برکاتھم العالیہ، حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ العالی کراچی ، نیز گوجرانوالہ کے مفتی محمد عیسیٰ گورمانی صاحب دامت برکاتھم العالیہ نے متوجہ کیا۔ بلکہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ تعالی نے تو اپنے دورِ حیات میں تحریری طور پر احمد بہاولپوری صاحب کے بارے ''شعائر اسلامیہ جہادیہ'' کے مزاح کرنے پر ''تجدید نکاح'' اور ان کے مزعومہ عقائد کی وجہ سے ایک شدید فتوی بھی جاری فرمایا (اور یہ فتویٰ اب بھی موجود ہے) مگر مسئلہ جوں کا توں ہے۔ اس کے بعد ایک دوسرے ''حضرت'' اُٹھے، جن کا عقیدہ یہ ہے کہ ''علماء پر جہاد ہے ہی نہیں''، علماء کو اسلحہ نہیں اٹھانا چاہیے''، چاہے زمانے کے کیسے بھی حالات ہوں، ''ان کا کام تو پڑھنا پڑھانا ہے'' اور اپنے اس باطل عقیدے کیلئے انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مثال دی کہ وہ کوڑے کھاتے رہے مگر اسلحہ نہیں اُٹھایا۔ واضح رہے کہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں باقاعدہ امارت وخلافت اسلامیہ موجود تھی، اور امام صاحب نے اس کیخلاف عملی طور پر کبھی ''خروج'' کا فیصلہ نہیں فرمایا۔ البتہ منکر پر نکیر فرماتے رہے، لیکن چونکہ زمانہ خیر القرون تھا اور ''شعائر اسلامیہ'' اپنی اصل نہیں تو کم از کم اپنی قریب تر شکل میں موجود تھے۔ اس لئے انھوں نے اس دور میں فقہ وحدیث کا ایسا مجموعہ مدوّن فرمایا، جو سینکڑوں سال مسلمانوں پر نظامِ اسلامی کی شکل میں رہا۔ یہ ایک الگ بحث ہے جس کیلئے علماء نے لکھا، اور خوب لکھا اصل بات یہ ہے کہ مودودی صاحب کی ''خلافت وملوکیت'' سے متاثرین کا یہی حال ہوتا ہے، (جو مولوی طارق جمیل صاحب کا ہے) یاد رہے کہ خلافت وملوکیت نامی کتاب جس میں مودودی صاحب نے ''ملوکیت'' پر رد کرنے کیلئے امت کی برگزیدہ شخصیتوں مثلا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اور اس کے علاوہ دیگر صحابہ کرام ؓ کو بھی معاف نہ کیا۔ اور انہیں خائن اور فاسقین، طلب گار دنیا وغیرہ القابات سے نوازا، جو کہ شیعہ کے عقائد ہیں۔

انہی ''حضرت'' مولوی طارق جمیل صاحب نے طلباء دینیہ سے خصوصی بیانات میں نجانے کن وجوہات کی بنا پر ''علماءِ حق'' کی اب تک کی محنتیں اور موجودہ محنتوں کو ہدف تنقید بنایا، نیز جہاد اور صحابہ کرام ؓ کو تختہ مشق بنایا، تنقید کا نشانہ بنایا اور اکابر ملّت خصوصاً سیّد الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ؒ تعالی، اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالی، اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ تعالی اور جہاد شاملی کے دیگر مجاہدین کو بزعم خویش ''نادان و ناسمجھ'' بتایا، شیخ الحدیث حضرت ''مولانا سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ العالی'' کی فرقِ باطلہ کی تردیدات و مساعی کو فضول ولا یعنی گردانا اور یہ فرمایا کہ ان کی ساری عمر ''رُدود'' میں گزر گئی۔ ۲؎ (حوالہ صفحہ نمبر ۲۰۱ پر ملاحظہ فرمائے) انہی حضرات میں سے رائیونڈ مرکز کے ''امام'' مولوی جمیل احمد صاحب نے طلباء دینیہ کے بعض استفسارات کے ضمن میں یہ فرمایا جس کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ شاہ اسماعیل شہید ؒ تعالی و امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے ''شہادت'' کا لقب تو پالیا، لیکن اُمت کا کیا فائدہ ہوا، کیا اُمت بن گئی؟ تم امت کو ذبح کر رہے ہو، اور ہم (یعنی تبلیغی جماعت والے) امت بنا رہے ہیں، اور اس سوال کے جواب میں کہ اگر انڈیا پاکستان پر حملہ کر دے تو آپ کیا کریں گے؟ جواباً فرمایا ''ہم یہی کرتے رہیں گے، جو کر رہے ہیں'' (یعنی موجودہ تبلیغ) بہر حال ان حضرات نے ایک ہی روش اختیار کر رکھی ہے۔ یاد رہے ''مولوی طارق جمیل صاحب کی بے اعتدالیاں'' کے عنوان سے ایک محقق مفتی، حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبد الواحد صاحب دامت برکاتھم العالیہ اُستاد الحدیث جامعہ مدنیہ جدید و قدیم اور مسجد الہلال لاہور کے دار الافتاء کے ''استاد طلبۃ الافتاء'' نے ایک تردیدی مضمون لکھ بھی دیا، جو ماہنامہ ''حق چار یار'' میں چھپ بھی گیا، اور کافی مقدار میں چھپنے کے بعد تقسیم بھی ہوا، یہ بھی یاد رہے۔۔۔! کہ حضرت مفتی عبد الواحد صاحب مدظلہم حضرت اقدس ''سیّد نفیس الحسینی شاہ'' صاحب ؒ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔ حضرت اقدس ''سیّد نفیس الحسینی شاہ'' صاحب ؒ کے انتقال کے بعد ان کی خانقاہ

کے مقرر کردہ نگران برائے نشر و اشاعتِ دینیہ سیّد سلیمان ندوی صاحب (انڈیا) مدظلہ العالی نے انہی دنوں ''خانقاہ سیّد احمد شہید لاہور'' ہی میں مولوی طارق جمیل صاحب کو علماء کرام کی ''اضطرابی کیفیت'' اور چہ میگوئیوں کے بارے میں ان الفاظ میں فرمایا کہ ''حضرت آپ کی تردید میں ایک فتوی گردش کر رہا ہے؟ تو ''حضرت'' بجائے اس کے کہ اس کی تصریح فرماتے، اپنی بے اعتدالیاں اور بعض دوسرے حضرات کی ''بے اعتدالیوں'' کا مدلل جواب دیتے، اس کے بجائے انھوں نے ایک طنزیہ جملہ ارشاد فرمایا، کہ ''ان لوگوں یعنی (مولویوں) نے تو انبیاء کرام کو نہیں چھوڑا۔۔۔۔ مجھے کیا چھوڑیں گے؟

تبلیغی مرکز میں جب یہ بات چلتے چلاتے پہنچی، تو وہاں سے یہ امیدیں لگائی جا رہی تھیں، کہ شاید ان کو متنبہ کیا جائے گا۔ اور صحابہ کرام و ''سلف صالحین'' رحمہم اللہ علیہم کے بارے میں ان کی دیدہ دلیری پر ان سے ضرور باز پرس ہوگی، اور دین کے اصول تَوْبَةُ السِّرِّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَة بِالْعَلَانِيَة یعنی '': خفیہ گناہ کی خفیہ توبہ اور اعلانیہ گناہ کی اعلانیہ توبہ'' کے تحت انکو مجبور کیا جائے گا کہ وہ (علی رؤس الاشهاد) اپنی ان خطاؤں سے رجوع کریں، اور آئندہ تبلیغی اصولوں کے مطابق چھ نمبروں میں ہی رہ کر کام کریں۔ لیکن وہاں سے بھی خاطر خواہ نتیجہ بر آمد نہ ہوا۔ البتہ بعض علماء کی بار بار توجہ دلانے پر اور اصرار کرنے پر صرف جامعہ اشرفیہ لاہور کے طلباء میں ایک بیان فرمایا، اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں علماء کرام کے ہاں بعض الزامات کے بارے میں فرمایا، ''یہ تو میں نے کہے ہی نہیں'' اور بعض کے بارے میں اقرار کیا اور کہا کہ ''آپ گواہ رہیں''۔ پھر جب مفتی حمید اللہ جان صاحب مدظلہ العالی نے تحریری طور پر ان باتوں کے بارے میں لکھنے کا فرمایا، تو اس کو نا قابل قبول ہی سمجھتے رہے۔ البتہ بادلِ ناخواستہ وہ تحریری ''رجوع'' فرمایا، جس کو ''رجوع'' کہنا بھی اپنے اس ''رجوع'' کے قول سے رجوع کرنا ہی ہوگا۔ مولوی طارق جمیل صاحب کے رجوع کی کہانی مولانا عبد الجبار سلفی صاحب مدظلہ العالی (اللہ ان کی عمر میں برکت دے اور حق بات کہنے لکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور استقامت نصیب فرمائے) نے ''ماہنامہ حق چار یارؓ'' (جنوری ۲۰۰۹ء) میں ''مولوی طارق جمیل صاحب کے موقف پر ایک نظر'' قسط نمبر ۳''

میں بیان کی ہے (پڑھیئے اور غور فرمایئے) اس میں ’’مولوی طارق جمیل صاحب کے رجوع کی حقیقت‘‘ کے ضمن میں مولانا سلفی رقم فرما ہیں ’’مولوی طارق جمیل صاحب نے اپنے موقف سے رجوع کرلیا‘‘ ۔۔۔ لکھتے ہیں ’’لیکن صد افسوس کہ یہ رجوع مزید اذیت ہے، بیزاری واشتعال کا باعث بنا ۔۔۔ ماہنامہ ’’الحریہ‘‘ کی علمی وتحقیقی پوزیشن کیا ہے؟ (یاد رہے ’’ماہنامہ الحریہ‘‘ نے مولوی طارق جمیل صاحب کی طرف سے ’’وکالت‘‘ کرنے کی ایک ناکام کوشش کی ہے) مولانا طارق جمیل صاحب سے ملاقات کرنے والے اور رجوع کی طرف متوجہ کرنے والے یہ ’’صاحبان‘‘ کس قد کاٹھ کے مالک ہیں؟ ہم اس پر تبصرہ نہیں کریں گے۔ یہ تحریر جو جامعہ اشرفیہ کے صدر مفتی حضرت مولانا حمید اللہ جان صاحب نے مولانا طارق جمیل صاحب سے لی ہے۔ ایک عجیب ’’طلسماتی کرتب‘‘ ہے ۔۔۔ مثلاً جامعہ اشرفیہ کے مفتیانِ کرام کی عبارت یہ ہے۔ ’’حضرت مفتی حمید اللہ جان صاحب مدظلہ العالی کے سامنے ہم سب کے روبرو موصوف نے اپنی غلطیوں پر معافی مانگ کر رجوع کا اعلان کیا‘‘

جب کہ مولانا طارق جمیل صاحب کی تحریر یہ ہے۔ ’’کچھ عرصے سے میرے بارے میں مختلف پمفلٹ تقسیم ہورہے ہیں اور ایک رسالے میں بھی کچھ چھپا تھا۔ میری ان سب تحریروں کے بارے میں ایک ہی بات ہے سبحانک ھذا بھتان عظیم (الحریہ، ص ۱۰)

(مولانا عبد الجبار سلفی فرماتے ہیں) قارئین کرام ۔۔۔! اس تحریر پر ایک بار پھر ذرہ چھلتی نگاہ ڈالیں۔ ’’خیمۂ افلاک‘‘ کے نیچے ایسے ’’رجوع نامے‘‘ بھی ہوا کرتے تھے۔

قابل صد احترام مفتیان کرام فرمارہے ہیں ’’مولانا صاحب نے ’’اپنی غلطیوں سے معافی مانگ لی ہے‘‘ اور مولانا صاحب فرمارہے ہیں کونسی غلطیاں؟ ’’یہ تو بہتان عظیم ہے‘‘ ۔۔۔ فرمایئے! اس تحریر سے ’’خیر‘‘ کا کونسا ’’چشمہ پھوٹا‘‘۔ ملت کے زعماء جب اعتقادی پستی اور پامالی کی جانب بڑھتے ہیں تو کیسے کیسے حادثات رُونما ہوتے ہیں؟ (آگے چل کر مولانا عبد الجبار سلفی مدظلہ مولوی طارق جمیل صاحب کی ایک اور گمراہی کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے لکھتے ہیں) ’’مولانا طارق جمیل صاحب برملا ’’محفوظیت صحابہ کرام‘‘ رضی اللہ عنہم کا انکار کرتے ہیں

''خطاء اجتہادی'' کی علمی اصطلاح کو بیک جنبش لب، بے معنی قرار دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ''طلبگار دنیا'' بھی کہہ دیتے ہیں۔ شیعہ اور دیگر گمراہ فرقوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے کی اپنے سامعین کو تلقین کرتے ہیں۔ اس سب کے باوجود بعض حضرات ایک ادھوری اور غیر متعلقہ تحریر کو ''رجوع'' اور ''توبہ'' کا نام دیکر اس ''فکرِ بیمار'' کو اندر ہی اندر پنپنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ فَوَا اَسَفًا۔

سیانے کہتے ہیں ''بد نصیبی برق رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر آتی ہے، اور کچھوے پر بیٹھ کر واپس جاتی ہے''۔۔۔ یعنی آنے میں دیر نہیں لگاتی اور جانے کا نام نہیں لیتی۔ اس قسم کی صورت حال کا ہمیں سامنا ہے۔ (آگے چل کر مولانا سلفی صاحب رقمطراز ہیں)

☆ ''محفوظ'' کی انوکھی تعریف:

ایک سوال کے جواب میں مولانا طارق جمیل صاحب فرماتے ہیں ''جی ہاں! میرے موقف کو درست انداز میں پیش نہیں کیا گیا۔ میں نے یہ کہا کہ ''معصوم'' تو انبیاء علیہم السلام ہیں، لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ''معصوم'' نہیں۔ اور ''محفوظ'' اس لئے (نہیں) کہ محفوظ کا مطلب ہوتا ہے ''غلطی کر کے رجوع کرنے والا''۔ لہٰذا میرے نزدیک صحابہ ''مغفور'' ہیں۔ الخ (الحریہ، ص ۹) [تحت السطور عبارت کو دیکھیں، یہ وہی انداز ہے جو فقہ میں ائمہ مجتہدین کی طرف کسی قول کی نسبت کرنے کا ہوتا ہے۔ گویا یہ بھی مجتہدین میں سے ہیں۔ اور اس کے علاوہ مولوی طارق جمیل صاحب نے محفوظ کی جو تعریف کی ہے اس کے تحت تو وہ خود محفوظ کی تعریف کے مصداق بنتے ہیں کیونکہ وہ آئے روز ''برملا غلطیاں'' کر کے ''خفیہ رجوع'' کرتے ہیں۔ (راقم)

مولانا عبدالجبار سلفی صاحب مدظلہ نے اس کا بڑا بہترین علمی جواب دیا ہے اور اس سے قبل کے شمارے ''حق چار یار'' میں ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب بھی ''معصوم'' اور اس کی قسمیں نیز ''محفوظ'' پر تفصیلی بحث فرما چکے ہیں۔ قارئین کرام! ان دونوں بحثوں کو ضرور پڑھیں کیونکہ مسئلہ عقائد کا ہے، اور عقائد پر ہی نجات اُخروی کا دارومدار ہے۔ جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نہ ''محفوظ'' مانے اور نہ ہی (مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب مدظلہم العالی نے جس طرح

’’عصمت‘‘ کی ایک ’’نوع‘‘ بیان کی اسطرح کا) ’’معصوم‘‘ مانے تو اس کے ایمانیات وعقائد کے بارے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟؟

ہم مولانا عبدالجبار سلفی صاحب مدظلہ کے اقتباسات جلیلہ کو ان کی اس بحث محقق میں ان کی ایک ’’چھوٹی سی خواہش‘‘ اور ایک ’’شرعی مطالبے‘‘ کے ساتھ ختم کرتے ہیں کہ ’’مولوی طارق جمیل صاحب نے ان دنوں جو ’’دھما چوکڑی مچائی‘‘ اس سے عوام الناس جو کبیدہ خاطر ہو رہے ہیں اس کا شاید انہیں احساس نہیں۔۔۔۔۔۔ ہم نے انہیں کوئی مگرمچھ کے جبڑے سے موتی نکال لانے کی فرمائش تو نہیں کی اور نہ ہی ’’غضب ناک‘‘ سانپ کو سر پر بٹھانے کا مطالبہ۔ مولانا صاحب واضح الفاظ میں اپنے پیش کردہ غلط نظریے کی خود ہی عالمانہ انداز میں تردید کردیں، تو نہ صرف یہ کہ مایوسی دم توڑ جائے گی بلکہ مولانا صاحب کی عزت و وقار میں مزید اضافہ ہوگا۔

’’باقی ضدی اور ہٹ دھرم ’’لباس مجازی‘‘ سے نکل کر لباس حقیقی میں بھی آجائیں تو وہ بقول ’’مرزا شاور‘‘ یہ کہہ کر جواز پیدا کرلیتا ہے۔ ع

کب ہے عریانی سے بہتر دنیا میں کوئی لباس؟
یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں الٹا، سیدھا!

(بشکریہ حق چار یار و مولانا عبدالجبار سلفی صاحب)

ہم کہتے ہیں کہ ہماری دیگر معروضات سے قبل قارئین کرام مولوی طارق جمیل صاحب کے اس بیان تفصیلی کو بھی پڑھیں اور خود غور فرمائیں! کہ ’’حضرت‘‘ کے نظریات کیا ہیں؟

☆ بیان مولوی طارق جمیل صاحب:

’’بریلویت کی اصل بنیاد تو احمد رضا خان صاحب کے ملفوظات ہیں میں نے ان کو پڑھا نہیں، ان کے کیا ملفوظات ہیں ان کی کیا تحریرات ہیں وہ ہمارے اکابر کو کافر کہیں اس سے وہ خود تو کافر نہیں ہو جاتے، یہ بھی سن لو کہ ’’صحابہ‘‘ کو کافر کہنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا، یہ اپنے ہی

اکابر کے فتاوی میں میں نے پڑھا ہے، ایک آدمی کہتا ہے سارے صحابہ کافر تھے اس پر اس کے کفر کا فتوی نہیں آئے گا وہ قران کو نہیں مانتا کہ یہ قرآن وہ نہیں کوئی اور ہے اس پر وہ کافر ہو جائے گا لیکن ''تکفیر صحابہ'' کے قائل کو کافر نہیں کہا جا سکتا ،''احمد رضا خان صاحب مرحوم'' اگر وہ اکابر دیوبند کے تکفیر کے قائل تھے۔ تو اس سے وہ کافر نہیں ہو سکتے......۔ تو میں نے خود اپنے استاد صاحب سے سنا کہ ان کی تحریروں میں کوئی ایسی تحریر نہیں ہے جو حد کفر تک پہنچاتی ہو یا بالکل کھلی گمراہی تک پہنچاتی ہو وہ صرف جذبہ عشق میں بدعت کی حد تک پہنچے پھر بدعت اپنی جگہ پر تو کھڑی رہتی نہیں، گاڑی جب اچھلتی ہے وہ ایک کلابازی نہیں لیتی پھر وہ کتنے کلابازیاں کھاتی ہے اس کے بعد آنے والے وہ خَلَف من بعدھم خلف وہ خلف تھے انھوں نے کیا سے کیا سے کیا سے کیا کر کر کر کر کر کر (حضرت نے بیان میں خود تکرار فرمایا، کتابت کی غلطی نہیں) بہت سی چیزیں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی کیسے بدلیں کیسے بدلیں تو......اب انھوں نے ''بریلویت'' کو بھی اس میں لکھا ہے اور ''مودودیت'' کوئی فرقہ ہی نہیں، مولانا مودودی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیک آدمی تھے، اچھے عالم تھے، بعض جگہ ان سے لغزش ہوئی انھوں نے کوئی الگ فرقہ نہیں بنایا کوئی الگ فقہ نہیں لکھی کوئی الگ اپنا اجتہاد نہیں کیا وہ پکے حنفی مسلمان تھے، اور حنفی عالم تھے اور ان کی بڑی خدمات ہیں، پڑھے لکھے طبقے کو دین سمجھانے کی اور ان کی بڑی خدمات ہیں سوشلزم کے خلاف قلم اٹھانے کی ان کی بڑی خدمات ہیں منکرین حدیث کے خلاف قلم اٹھانے کی حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم گزرے ہیں جن کے پھر پیروکار بنے، وہ......امین احسن اصلاحی صاحب اور اصلاحی صاحب کے پیروکار ہیں آج کل وہ غامدی صاحب وہ بالکل ہی آؤٹ ہو چکے ہیں تو حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ صاحب بڑے عالم تھے انھوں نے بعض حدیثوں پر عقلی اعتراض کیا اس کا مولانا مودودی صاحب نے رد لکھا اور بڑے طاقت سے رد کیا اور پھر حضرت تھانوی کے مواعظ پڑھو۔ عام آدمی کے لئے استفادے کی کوئی اس میں شکل نہیں وہ اتنی پیچیدہ اور علمی زبان ہے، لگتا یہ تھا کہ حضرت تھانوی کے سامنے اکثر علماء ہوتے تھے یا عوام بھی ایسے تھے جن کا علمی ذوق، شعور بیدار تھا اور ہو گا کہ وہ یوپی کے لوگ تھے یوپی کے لوگ تھے ہمارے تو لوگ اردو نہیں

سمجھتے تو اصطلاحات کیا سمجھیں گے؟ تو ہمارے اکابرین کی تحریریں ہیں وہ تھیں بڑی پیچیدہ جن میں علمی جھلک، علمی رنگ تھا پہلے شخص ہیں مودودی صاحب جنھوں نے دین کو عام فہم انداز میں پیش کیا اور لوگ اسکو سمجھے آپ لوگ کبھی مواعظ پڑھنا حضرت تھانوی کے مواعظ تو اس میں منطقی اصطلاحات اور عربی کے استعمال اور فقہی اصطلاحات اتنی زیادہ ہیں کہ عام آدمی کی فہم چھوڑو ایک مدرسے کا طالب علم بھی نہیں سمجھ سکتا تو مودودی صاحب کی بہت بڑی خدمت ہے کہ انھوں نے سوشلزم کا تعاقب کیا بڑے خوبصورت انداز میں......''

☆ ہمارا تبصرہ:

ہم نے آپ کے سامنے مولوی طارق جمیل صاحب کا پورا بیان بغیر قطع برید کے آپ کے سامنے اس لئے رکھا کہ بعض حضرات کو مفتی عبد الواحد صاحب مدظلہ العالی پر یہ اعتراض اور ناراضگی ہے کہ انہوں نے، مولوی طارق جمیل صاحب سے باوجود اتنی قربت کے ان کا نظریہ کیوں نہیں جانا اب اس میں قارئین کرام خود ہی نوٹ فرمالیں کہ اس بیان میں کونسی بات وضاحت اور تصریح طلب ہے صاف صاف بات انہوں نے کہی ہے، چنانچہ مولوی طارق جمیل صاحب نے اس بیان میں جہاں (نعوذ باللہ) تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرنے والوں کو ''کافر'' نہ کہنے کا قول کیا ہے، اور عقیدہ اہلسنت والجماعت سے انحراف کیا ہے۔ (بلکہ یہ عقیدہ تو چودہ سو سال میں کسی باطل فرقے مثل شیعہ کا بھی نہیں ہے، ان کے ہاں بھی کچھ نہ کچھ صحابہ باعث احترام ہیں، مثل حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ، حسن، حسین، حضرت عباس، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم۔ اور ان کے ہاں ان کی بے احترامی کرنے والا خارج از اسلام ہے) وہاں کچھ ''گل افشانیاں'' فرمائی ہیں جن میں ''ابوالاعلی مودودی'' کی تعریفات اور ان کے ''کارنامے'' اور ''خدمات اسلام'' بھی بیان کی ہیں۔ اور وہ خدمات بقول امام الشیعہ خمینی ''مودودی صاحب نے ''شیعت'' کی وہ خدمت کردی جو ہم ایک صدی میں بھی نہیں کر سکتے تھے'' بہرحال مولوی طارق جمیل صاحب سے یہ باتیں بعید نہیں۔ وہ مجتہد جو ہوئے، وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی اجتہادی صلاحیتوں کی ''جولانگاہ'' بنائیں یا سلف صالحین واکابر علماء حقہ حضرات دیوبند رحمہم اللہ کو۔ اور اسی اجتہاد کا ایک کرشمہ ماضی کی ایک بدنام زمانہ ''بدعتی شخصیت'' مولوی

احمد رضا خان بریلوی بھی ہیں۔ (ان کے نام کے ساتھ حضرت ''مرحوم'' کہتے ہیں، یعنی وہ ان کے نزدیک اللہ تعالی کی طرف سے رحمت شدہ ہیں) جب کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے نام کے ساتھ انہوں نے '' رحمہ اللہ '' کے ''الفاظِ ترحم'' بھی ذکر نہ کئے !!! یہ بھی سمجھیں کہ حضرت تھانوی (رحمہ اللہ) کے مواعظ سے استفادہ کی کوئی صورت نہیں'' شاباش ہے۔۔۔! مولوی طارق جمیل صاحب کو کہ ایسی خلاف عقل وحقیقت فرما گئے کہ عوام آج تک بہشتی زیور اور مواعظ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، گھروں میں خواتین پڑھتی پڑھاتی چلی آ رہی ہیں اور مولوی صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کو کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اس کو ''طنز'' ہی کہہ سکتے ہیں۔ جن کے بارے میں مولانا عبد الجبار سلفی صاحب نے خوب تبصرہ کیا ہے۔ اس کو پڑھ لیا جائے بہر حال اُن کے ہاں یعنی ''عند الامام طارق جمیل'' امام احمد رضا ''مرحوم'' کی تحریر میں کوئی ایسی چیز نہیں جو حد کفر تک پہنچاتی ہو یا ''گمراہی'' کی طرف۔ وہ انہیں ''عاشق رسول ﷺ '' قرار دیتے ہیں۔ جن حضرات نے مولوی احمد رضا خان بریلوی اور ان کے پیروؤں کی تحریرات پڑھیں یا ان کے نظریات سنے ہیں یا وہ تکفیری فتاوی جو انھوں نے علماء حقہ حضرات دیوبند اور مجاہدین آزادی ہند کے بارے میں دیئے ہیں۔

اسکے علاوہ اعلی حضرت احمد رضا خان صاحب کے وہ نازیبا کلمات واشعار جو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ''حدائق بخشش'' نامی کتاب میں ان کی ''مدح'' میں یا دوسرے لفظوں میں ''ہرزہ سرائی'' کے پیرائے میں کہے ہیں، تو وہ معاملہ تو سلمان رشدی یا اس جیسے دوسرے گستاخان رسول ﷺ کی فہرست میں چلا جاتا ہے نیز ان کے عقائد شرکیہ وبدعات شنیعہ پر جو شخص بھی مطلع ہے، وہ مولوی طارق جمیل صاحب پر تبصرہ کر سکتا ہے، کہ مولوی صاحب بھی شاید ایسے ''جذبہ عشق'' اور ایسے عقائد کو ''کھلی گمراہی'' اور ''ضلالت'' نہیں فرما سکتے، نہ جانے ان کے کون ایسے ''اکابر'' و ''استاد صاحب'' ہیں جو ایسا وسیع الظرف ذہن رکھ سکتے ہیں، جو مولوی صاحب کا ہے۔ اکابر علمائے دیوبند رحمہم اللہ کا صاف ستھرا عقیدہ وذہن تھا، جو کتاب وسنت، اجماع صحابہ، وسلف الصالحین کے عقاید پر مبنی تھا، آج کل کے یہ نئے ''داعی'' و ''صلح کلیے'' اور جوڑ وپیوند کاری کرنے والے اسطرح کے عمل میں کتاب اللہ وسنت رسول

اللہ ﷺ وصحابہ کرام ؓ نیز سلف الصالحین سے بھی کٹ رہے ہیں، جو کہ درحقیقت اس دین کی بنیادوں کو ہلانے کے مترادف ہے، جن حضرات نے ابوالاعلیٰ مودودی، احمد رضا خان بریلوی، امین احسن اصلاحی اور حمید الدین فراہی اور ان کے اصلاحی وتجدیدی ‘‘کارنامے’’ پڑھے ہیں، وہ خود مولوی طارق جمیل صاحب پر تبصرہ کر سکتے ہیں۔ اور ہمارے علمائے حقہ نے ان پر بہترین ‘‘تبصرہ’’ کیا ہے جس کو مولوی طارق جمیل صاحب فضول ہی گردانیں گے۔ حضرت تھانوی ؒ کے بارے میں آپ نے ان کی رائے دیکھ لی کہ ان کے مواعظ ‘‘بڑے پیچیدہ، اور منطقی انداز میں’’ کسی کو نہ سمجھ آنے والے تھے، یہاں تک کہ طلباء دینیہ تک کو بھی سمجھ میں آنے والے نہ تھے۔ ان کو اگر کسی نے سمجھا اور پھر آسان طریقے سے عوام کو سمجھایا تو وہ ‘‘پکے حنفی عالم’’ حضرت ابوالاعلیٰ مودودی صاحب’’ تھے، جن کی بقول مولوی طارق جمیل صاحب کے دین کیلئے بڑی خدمات ہیں۔ اور پھر انہی دنوں مولوی طارق جمیل صاحب کی ایک کیسٹ سنی گئی جو اَب بھی بازار میں ‘‘رجوع’’ کے نام سے دستیاب ہے تو اس سے یہ خلاصہ سامنے آیا کہ میری ‘‘شہرت’’ کی وجہ سے یہ کام ہو گیا ہے اور الزامات لگ گئے ہیں اور اس طرح کے الزامات تو ‘‘امام بخاری ؒ’’ پر بھی لگائے گئے تھے اور اس میں بھی اُن کی وجہ ‘‘شہرت’’ ہی تھی اور یہ بھی کہ ‘‘تبلیغی’’ تو میرے پیچھے پچیس سال سے پڑے ہوئے تھے ‘‘مولوی’’ تو اب میرے پیچھے پڑے ہیں’’ اس رجوع والی کیسٹ میں انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ نکلتا ہے ان ‘‘مولویوں’’ نے جو میرے بارے میں لکھا ہے وہ ‘‘شیطانی کام’’ تھا کیونکہ بقول مولوی طارق جمیل صاحب کے ‘‘شیطان علماء کو زنا کی دعوت نہیں دیتا، بلکہ ان سے اس طرح کے کام کرواتا ہے’’۔ گویا علماء سے شیطان نے شیطنت کروائی، جس کی وجہ سے انہوں نے ‘‘ادھورا رجوع’’ کیا۔ البتہ اس تقریر سے جو بات سامنے آئی وہ بہرحال ایک حد تک تسلی بخش تھی، کہ انھوں نے شیعوں کو باقاعدہ کافر قرار دے دیا۔ اور بقول ان کے اس میں وہ حضرت علامہ علی شیر حیدری مدظلہ کے مشکور ہیں، کہ انہوں نے اُن کے اس ‘‘مغالطہ’’ کی نشان دہی فرمائی۔ ہم ‘‘بخاری زماں’’ سے عرض کرتے ہیں، کہ حضرت علامہ علی شیر حیدری صاحب مدظلہ کی علمیت

اور جلالتِ شان مسلّمہ ہے، لیکن استفتاء کی وہ مکمل چارٹ شیٹ جس کو مفتی عیسٰی گورمانی مدظلہ العالی اور مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب مدظلہ العالی نے استفتاء اور جواب استفتاء میں مرتب فرمائی تھی جو ''عصمت یا حفاظت صحابہ رضی اللہ عنہم''، دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم''، ''مولوی طارق جمیل صاحب اور جہاد''، ''اکابر علماء حقہ حضرات دیوبند کا جہاد میں نکلنے کے بعد مفرور ہونا اور چھپتے چھپاتے پھرنا''، اور'' یہ کہ وہ جس مقصد کے لئے اٹھے تھے اس مقصد تک نہیں پہنچ سکے''، تبلیغی جماعت کا اپنے آپ کو نائب اور رسول اللہ ﷺ کا وارث بتانا'' نیز مولانا احسان صاحب مدظلہ العالی کی بے قاعدگی''، مولانا سعید احمد خان صاحب کی بے قاعدگی، ''مولوی طارق جمیل اور غیر مقلدین''، ''اعتقاد میں غیر مقلدین کا اہلسنت سے انحراف''، نیز ''اصول میں اہلسنت سے انحراف'' طالبان اور ملا عمر حفظہ اللہ پر اعتراضات حضرت امام ابوحنیفہؒ اور انکی فقہ کو مرجوح کہنا اور حضرت امیر معاویہؓ کی خطا اجتہادی کو خطا ہی کہنا اور سپاہ صحابہ کے نظریات اور طریقہ کار کو غلط سمجھنا اور یہ کہنا کہ شیعہ سے تو بڑے یہود و نصاری اسلام کے دشمن ہیں انکی تردید کیوں نہیں کرتے شیعہ کی تردید کیوں کرتے ہو؟ لفظ امتی میں شیعہ کو بھی داخل سمجھنا یہ وہ مکمل چارٹ شیٹ اور عنوانات تھے، جو مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب نے پوری دیانتداری کے ساتھ ادلّہ شرعیہ کی روشنی میں ''مولوی طارق جمیل اور ان کی بے اعتدالیاں'' کے عنوان کے تحت شائع کروائیں۔ حق تو یہ تھا کہ مولوی طارق جمیل صاحب اپنی غلطیوں یا بے اعتدالیوں سے اور اسی طرح اپنے اساتذہ کرام وعلماء کرام اور دیگر تبلیغی جماعت سے متعلق حضرات پر ہونے والے شبہات کا مکمل اور مدلّل جواب دیتے، (جیسا کہ علماء ربانی کی شان ہے) یا ان سے رجوع فرما لیتے، یا اقرار فرما لیتے کہ ایسی باتیں ہوئی ہیں۔ اور اسی اصول کا انہوں نے ''رجوع والی'' کیسٹ میں اصول بھی بتایا کہ ''جس سے تمہیں علمی فائدہ ہو اس کو اسکے نام کے ساتھ ذکر کرو۔ یعنی شکرگزار بنو'' اس کے بجائے انھوں نے اپنے رجوع والی بحث میں اسکو ''خیانت علمیہ'' سے ''تعبیر'' فرمایا اور نیز اس کی وجہ ''شہرت وحسدِ حاسدین'' فرمایا۔

قارئین۔۔۔! مولوی طارق جمیل صاحب نے جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم،

جہاد، اور اکابر سلف الصالحین پر طبع آزمائی فرمائی ہے وہاں انھوں نے علماء معاصرین و ناقدین وغیر ناقدین کو بھی نہیں بخشا۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ''آج کل کے یہ ''مُلاّ نے'' حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب کے تلووں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہو سکتے'' اور اس طرح کے الفاظ سے انہوں نے علماء کرام کے درمیان اور عام عوام کے درمیان ایک تقابل اور ٹکراؤ کی کیفیت پیدا کر دی ، جو علماء کے ہاں قابل تشویش ہوئی۔ نیز تبلیغی امور میں ان کے بعض علمی مغالطے اور غلط قیاسات جیسے مسلمانوں کے آپس میں میٹھے بول اور کافروں کے لیے بھی میٹھے بول اور یہ تمام باتیں گلگت کے امام باڑے میں شیعہ رہنما کی موجودگی میں تمام شیعوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا اور یہ بھی کہنا کہ میں مدرسے میں پڑھا ہوا ہوں ہمارے اسلامی مدرسوں میں اخلاق کی تعلیم نہیں ہوتی آپ پر کوئی سانحہ پیش آجائے تو صبر کرو صبر والا بڑھتا ہے ظلم والا مٹتا ہے پھر بکری اور کتوں کی مثال دی کہ بکریاں روزانہ کتنی ذبح ہوتیں ہیں پھر بھی بڑھتی ہیں اسکے بالمقابل کتوں کو کوئی بھی نہیں کھاتا اور نہ مارتا ہے لیکن ان کے ریوڑ کہیں نظر نہیں آتے اور انکے مجمع میں انکے اماموں کی ہی تعریفات کرنا اور صحابہ کو بھول جانا (حوالہ بیان گلگت 2014 شیعہ امام بگاڑہ) ان جیسی قابل اعتراض باتیں و بیانات ان کے جوابات یا ان سے صراحۃً رجوع نہ کرنا، اور ان تمام چیزوں کو گول کر جانا، درحقیقت یہ وہ بات ہے جس کو مولانا عبدالجبار سلفی صاحب مدظلہ نے اِن الفاظ سے تعبیر فرمایا کہ ''امت کے زعماء جب اعتقادی پستی اور بداعمالی کی جانب بڑھتے ہیں، تو کیسے کیسے حادثات رونما ہوتے ہیں؟'' چنانچہ انھوں نے نہ تو ان مذکورہ ''مفتیان کرام'' کا حق پر مطلع کرنے کا شکریہ ادا کیا (کہ انھوں نے ہی درحقیقت مولوی صاحب کو ان غلطیوں پر مطلع کیا تھا) بلکہ ان کے افتاء اور جواب افتاء کو ''خیانتِ علمیہ'' سے تعبیر فرمایا اور یہ فرمایا کہ ''جو مفتی متکلم کی مراد کو ہی نہ سمجھے یا ظاہر پر ہی فتوی دے دے وہ ''خیانتِ علمیہ'' ہوتی ہے''۔ گویا یہ ایک نیا اصول علم افتاء کے اندر طے پایا کہ مفتیان کرام مستفتی حضرات کو ان کے گھروں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کے ''اقوالِ باطنیہ'' پر فتوی دیا کریں۔ (طلباء افتاء اور مفتیانِ کرام کو حضرت کے اس نئے زرین اصل سے مطّلع ہونا چاہئے تا کہ آئندہ ایسی ''خیانتِ علمیہ'' نہ ہونے پائے)۔ یہ سمجھ نہ آسکی کہ انھوں نے اِن تین بڑے مقتدر مذکورہ مفتیانِ

کرام بشمول مفتی حمید اللہ جان صاحب مدظلہم العالی کا شکریہ کیوں نہ ادا کیا، جنہوں نے اوّلاً اور حقیقتاً تفصیلی طور پر انھیں توجہ دلائی۔

رہی بات مولانا علی شیر حیدری صاحب مدظلہم العالی کی اور ''رجوع تکفیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم'' کی تو بقول مولانا عبد الجبار سلفی صاحب ''مورخہ ۷ انومبر ۲۰۰۸ء کو علامہ علی شیر حیدری صاحب کے ساتھ راقم الحروف کی فون پر دس منٹ بات ہوئی علامہ حیدری صاحب نے بتایا کہ مولوی طارق جمیل صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں؟ میں نے جواباً عرض کیا کہ بھائی! آپ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہیں، آپ نے اجماع امت سے ہٹ کر اور اسلاف کے ساتھ ٹکر لیکر، نئے شگوفے کھولے۔

جب مولانا عبد الجبار سلفی صاحب نے ماہنامہ ''الحریہ'' میں شائع ہونے والے رجوع کی عبارت کا ذکر کیا تو حیدری صاحب نے کہا ''الحریہ'' میں نے گذشتہ رات پڑھا ہے اور اس میں مولانا طارق جمیل صاحب کی عبارت پڑھ کر مجھے بہت افسوس ہوا کہ ایک طرف غلطیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور پھر ''**ھٰذا بھتان عظیم**'' کہہ کر اپنی صفائی بھی پیش کر رہے ہیں (راقم) یعنی مولانا عبد الجبار سلفی صاحب کے کہنے پر مولانا علی شیر حیدری صاحب سفرِ حج سے واپسی کے بعد ہمارے مضمون پر تبصرہ فرمائیں گے (انشاء اللہ)''

قارئین کرام! لیجیئے مولوی طارق جمیل صاحب جہاں بھی پناہ لیتے ہیں وہی جگہ ان کے خلاف ''مورچہ'' ثابت ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف الصالحین رحمہم اللہ کے ناقدین کے ساتھ یہی حال ہوتا ہے۔ ہم سمجھ بیٹھے تھے کہ عام طبقے میں مولوی طارق جمیل صاحب بڑا کام کر رہے ہیں، ان کی تقاریر بڑی مؤثر اور مسحور کن ہوتی ہیں۔ لیکن ایک ملاقات اور اس کے بعد پے در پے واقعات سے پتہ یہ چلا کہ ''حضرت'' مسلک اہلسنت والجماعت اور علماء حقہ حضرات دیوبند اور ان کی تالیفات سے بھی واقف نہیں، چنانچہ راقم کی بشمول چند جید علماء کرام لاہور کے ایک دینی ادارے میں نشست ہوئی۔ جس میں یہ معلوم ہوا کہ ''ترجمان دیوبندیت'' مولوی طارق جمیل صاحب کو تو ''تحذیر الناس'' مؤلفہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ'' کا بھی علم نہ تھا کہ وہ

بھی کوئی کتاب ہے۔ اسی مجلس میں اس تبلیغی ''کام'' کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا یہ ''کام'' تو سات۔۔۔۔۔۔ بڑے بڑے براعظموں میں ہو رہا ہے''۔ تو وہاں بیٹھے ہوئے ایک جید عالم نے کہا کہ ''کام کے ''حق'' پر ہونے کے لئے یہ کوئی شرعی دلیل نہیں (راقم کہتا ہے ''این، جی، اوز تو اس سے زیادہ کام کر رہی ہیں۔ امریکی صدر بارک اوبامہ کے حلف برداری کی تقریب میں ساتوں براعظموں کے لاکھوں مندوبین نے اس کو سنا ،تالیاں بجائیں اور کروڑوں، بلکہ اَربوں ناظرین نے اس کو دیکھا سنا اور پڑھا۔ کیا یہ اس کے حق ہونے کی دلیل ہے؟)۔ ذَالِکَ مَبلَغُهم مِنَ العِلم (الایۃ) مولوی طارق جمیل جب مجمع کو مغالطہ دیتے ہیں تو اس بیان میں غلط بیانات اور غلط قیاسات سے کام لیتے ہیں چنانچہ

☆مولوی طارق جمیل صاحب کا واقعہ ابوجندل (ؓ) میں غلط بیانیاں کرنا:

بات یہ ہے کہ ''مولوی طارق جمیل'' صاحب ''ایمانیات'' کو پکّا بنانے کے لئے اور اس ''زمانہ تربیت'' میں اسلحہ نہ اٹھانے کے لئے جہاد نہ کرنے کیلئے اور بزعم خویش ان موجودہ حالات کو ''تربیت کا زمانہ'' اور اس زمانہ کو مکی زمانہ پر قیاس کرکے صحابہ ؓ کا رسول اللہ ﷺ کے سامنے پٹتے رہنا اور آپ ﷺ کا کچھ بھی نہ کرسکنا اور مجبور ہونا ان سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اب بھی جہاد نہیں کرنا چاہیے جس واقعہ سے وہ مذکورہ نظریات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں اس کو انھوں نے توڑ موڑ کے بیان کیا ہے ''مولوی طارق جمیل'' صاحب کا یہ بیان فیصل آباد مئی ۲۰۰۷ء میں ہوا۔ جس سے وہ ایمان کا ''کچا پکا ہونا'' اور ''تربیت کا زمانہ'' ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں: اصل واقعہ یہ تھا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ عمرہ نہ کرسکے اور واپس تشریف لے گئے اور کفار کے ساتھ معاہدہ کرلیا اگرچہ صحابہ کرام ؓ کو ناگوار گزر رہا تھا مگر آپ ﷺ کی وحی سے منور ''بصیرت افروز'' آنکھیں دیکھ رہیں تھیں کہ اللہ تعالی نے اسی معاہدہ کو فتحِ مبین کا پیش خیمہ بنانا ہے بہرحال آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے اس معاہدے

میں جو شرائط تھیں اسمیں ایک شرط ان (کفار) نے یہ بھی لگائی تھی جو شخص مکہ سے مسلمان ہو کر مدینہ جائے گا اس کو واپس کرنا ضروری ہوگا اور جو شخص مدینہ سے مکّہ آئے گا اسکو واپس نہیں کیا جائے گا مولوی طارق جمیل صاحب کا طرز استدلال دیکھیں کہ وہ صحابہ ؓ جو عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور ان کے پاس اسلحہ بھی واجبی سا تھا لشکر والا نہ تھا پھر بھی وہ آنحضرت ﷺ سے طلبگار تھے کہ ہم ان گری ہوئی شرائط پر کیوں معاہدہ کرلیں؟ کیا ہم حق پر نہیں؟ کیا آپ ﷺ سچے رسول نہیں؟ یعنی جس کو مولوی صاحب تربیت یا ''کمزور ایمان'' کا زمانہ کہہ رہے ہیں اس میں بھی صحابہ کرام ؓ کی معمولی تلواریں ان کی میانوں میں مچل رہی تھیں بس وہ تو آقا ﷺ کے حکم کے سامنے جھک گئے...... ورنہ مولوی طارق جمیل صاحب اور ان جیسے ''سمجھ دار'' اور ''مصلحت پسند'' لوگ انگشت بدندان رہ جاتے۔

بہر حال حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ معاہدے پر دستخط ہونے کے بعد بیڑیوں میں جکڑے ہوئے آئے اور کفار کے اس مطالبہ پر کہ ''معاہدہ ہے اس کو پورا کیا جائے'' اس کو اہل مکہ کے حوالے کیا جائے اور آپ ﷺ معاہدوں کے تو پاس دار تھے اس لئے حضرت ابو جندل ؓ سے فرمایا کہ ہم معاہدہ کر چکے ہیں آپ مدینہ میں نہیں رہ سکتے (اس میں کمزوریٔ ایمان یا تربیت کے زمانے کی کوئی بات نہیں تھی معاملہ ''اصولوں کی پاسداری'' کا تھا جس کو ''یار لوگوں'' نے کہا کہ ''رسول اللہ ﷺ کے سامنے پٹتے رہے'' اس سے مولوی طارق جمیل صاحب کا مقصد تو حل نہیں ہو سکتا جو وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں البتہ چند حقائق کھل کر سامنے آتے ہیں پہلی حقیقت یہ سامنے آتی ہے کہ ''تبلیغی جماعت'' کے بعض افراد واقعات واحادیث کی کھلم کھلا ''تحریف'' کرتے ہیں اور اپنے من مانے معانی بناتے ہیں (حیاۃ الصحابہ از حضرت مولانا یوسف کاندھلوی ؒ کے نئے ترجمہ میں ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ تبلیغی کام پر جہاد کی آیات واَحادیث وآثار الصحابہ ؓ کو منطبق وچسپاں کیا گیا ہے) دوسری بات اس واقعے سے جو کھل کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ''ابو بصیر'' و''ابو جندل'' رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان ایک ایسا ''معسکر'' (گوریلا چھاؤنی) بنایا جس میں مکہ مکرمہ سے آنے والے مجاہدین پناہ لیتے تھے

اور کفار کے تجارتی قافلوں پر حملے کرتے تھے اور اقتصادی طور پر ان کو نقصان پہنچاتے تھے گویا ایک گوریلا فائٹ تھی جس کا آغاز انھوں نے کیا اور آج تک اہل عزیمت اس پر عمل پیرا ہیں (یہ بھی ایک مسنون راستہ ہے) پھر اس گوریلا فائٹ نے وہ کام کر دکھایا کہ صرف سات ۷ مہینوں کے اندر اندر کفار نے خود آ کر مسلمانوں کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے اور گھٹنے ٹیک دیئے کہ ان سر پھروں (جہاد ہے ہی سر پھروں کا کام) کو مدینہ ہی بلا لیں۔ گویا خود ہی معاہدہ توڑ دیا اور پھر اسی سال فتحِ مبین ہوئی یعنی رسول اللہ ﷺ نے ایک لاکھ مجاہدین (بظاہر) جبکہ درحقیقت دس ہزار (۱۰۰۰) کے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ پر چڑھائی فرما دی اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ اس میں تربیت اور ایمان بنانے کی کیا باتیں ہیں؟ اُن میں حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کے (نعوذ باللہ) کیا اعمالِ بد تھے جن کی سزا ان کو مل رہی تھی؟ نیز حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ پر کون سی تبلیغی محنت ہوئی تھی جس سے ان کا ایمان بن گیا تھا جس کے بعد وہ اور ان کے ساتھی اس قابل ہوئے کہ انھوں نے چھاپا مار جنگ شروع کی؟ انہی حضرت مولوی طارق جمیل صاحب نے اپنے بیانات میں غلط افکار کی وجہ سے اور موجودہ زمانے میں جہاد مشروع نہ ہونے کی بنا پر مجاہدین عراق و افغانستان پر طعن و تشنیع کی اور یہ کہا کہ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی غلط ہو رہا ہے۔ چنانچہ طالبان کے بارے میں فرمایا کہ وہ انتہائی ناعاقبت اندیش اور جذباتی لوگ تھے۔ شریعت کو لوگوں پر مسلط کر دیا اور طالبان کے ایسا کرنے سے کتنے ہی لوگ کافر ہو گئے۔ طالبان حکومت نے تو ویسے ہی ختم ہو جانا تھا، اگرچہ امریکہ حملہ نہ کرتا تب بھی۔ کیونکہ ان میں عقل اور سمجھ نام کی کوئی چیز نہ تھی وغیرہ وغیرہ۔۔۔ ہم کہتے ہیں کہ دنیا جانتی ہے کہ طالبان نے انتہائی قلیل وقت اور نامساعد حالات میں اپنے ملک کی وہ اصلاح کی کہ پورا عالم اس کا معترف ہوا۔ نشہ آور اشیاء کی ممانعت، امن وامان، اور لوگوں کو سہولتیں دینا اور اس کے علاوہ بے شمار اصلاحات کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ توفیقات تھیں جس کی وجہ سے پورے عالم اسلامی کیلئے نمونہ بننے والے تھے۔ مولوی صاحب! آپ بھی حالات کے روپ میں بہ کر امریکہ اور ناٹو ممالک کے اتحادی بن گئے؟ اس میں ہمارا کیا قصور ہے اپنی عقل پہ ماتم کیجئے انہوں نے تو اسامہ کو بہانہ بنایا تھا۔ اصل

مقصود تو امارت اسلامیہ کی تباہی تھی۔ آپ نے قصہ ہی صاف کر دیا کہ وہ امارت اسلامیہ ہی غلط تھی۔ حالانکہ امارت اسلامیہ صیحہ کی وجہ سے ان کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔

☆مکی مدنی زندگی ایک مغالطہ:

ایک غلط نظریہ اور سوچ جو تبلیغی جماعت کے اندر پھیلائی گئی ہے جس کا ارباب جماعت اپنے بیانات میں تذکرہ کرتے رہتے ہیں، وہ ہے مدنی مکی زندگی میں فرق، ارباب تبلیغ یہ نظریہ دیتے رہتے ہیں کہ ہم مکی زندگی سے گذر رہے ہیں ہماری تربیت نہیں ہوئی، ہمارا ایمان بنا ہوا نہیں ہے، اس لئے ہم جہاد نہیں کریں گے۔ اس مزعومہ ضابطے کے لئے جو کہ غیر شرعی ہے، اس کے لئے مزید مزعومہ ضابطے گھڑتے رہتے ہیں، حالانکہ مکی زندگی پر جب شریعت کی روشنی میں دیکھا جائے، تو وہاں ہمیں گدھا حلال نظر آتا ہے۔ شراب پینا، متعہ کرنا بھی جائز ہوتا ہے، البتہ مسلمانوں کی قلت کی وجہ سے جہاد کی مشروعیت نہیں تھی یعنی جہاد فرض ہی نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود حضرت عمر ؓ کی ہجرت کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ نے ہجرت سے قبل طواف کیا پھر تمام اہل مکہ کو للکار کر کہا ’’آج عمر ؓ ہجرت کرتا ہے جس نے اپنے بچوں کو یتیم، اپنی بیوی کو بیوہ کروانا ہے، وہ مقابلے میں آئے! ننگی تلوار لئے کھڑے رہے اور اس کے بعد ہجرت فرمائی۔ تبلیغی جماعت کے ارباب بتا سکتے ہیں؟ کہ نبی کریم ﷺ نے پوچھا تھا کہ اے عمر! تم نے ایسا کیوں کیا؟ جہاد تو مشروع ہی نہیں، ان تمام مذکورہ باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مکی، مدنی نظریہ ہے ہی باطل۔ ارشاد ربانی ہے:

> الم ترالی الذین قیل لهم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوة واتوالزکوة فلما کتب علیهم القتال اذا فریق منهم یخشون الناس کخشیة اللّٰہ اواشد خشیة، وقالوا ربنا لم کتبت علینا القتال، لولا اخرتنا الی اجل قریب، قل متاع الدنیا قلیل، والاخرة خیر لمن اتقی، ولاتظلمون فتیلا (الایة)

اس پوری آیت کا ترجمہ معارف القران میں دیکھ لیا جائے۔

ترجمہ: کیا آپ نے اُن لوگوں کا مشاہدہ نہیں کیا جنہیں (ایک وقت تک کہا گیا) کہ ہاتھوں کو روکے رکھو نماز پڑھو، زکوۃ اَدا کرو، پھر اُن پر جب قتال فرض کیا گیا تو اُن میں سے ایک گروہ کفار سے ایسے ڈرنے لگا جیسے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرا جاتا ہے یا اُس سے بھی زیادہ ڈرنا اور کہنے لگے اے ہمارے رب! آپ نے ہم پر قتال (مع الکفار) کیوں فرض کر دیا؟ (کیا ہی اچھا ہوتا کہ) آپ قتال کو تھوڑا موٴخر فرما دیتے (ایک وقتِ قریب تک) آپ فرما دیجیے! دُنیا کی زندگی انتہائی قلیل ہے آخرت اُس کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا (اَور اُس کے احکامات سے ڈرا) اور یہ لوگ تھوڑا سا بھی ظلم نہیں کیے جائیں گے۔ یہ باتیں سنا کر کہ ایمان کچا ہے، مکی دور تربیت ہے امت کو جہاد سے روکنا امت مسلمہ کے لئے خطرناک ترین نقصان ہے۔ اور شریعت مطہرہ میں تحریف۔

☆ جماعت کی برکت سے ہمیں ہدایت ملی۔

1 یہ بھی ایک غلو فی التبلیغ والی بات ہے جس کا اظہار بعض احباب جماعت اپنی گفتگو، بیان کے دوران کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ بہت سارے لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو جماعت کے موجودہ طریقہ کار اور بے اعتدالیوں کی وجہ سے جماعت سے علیحدہ ہوئے۔ ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اب بھی بحمد اللہ مکمل دینی شعور اور اعمال صالحہ کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور ان کا اپنا اعتراف ہے کہ فلاں سال ہم جماعت میں لگے۔ تبلیغی احباب کی اکثریت کے معاملات دنیویہ اور افکار فاسدہ کی وجہ سے ہمیں جماعت چھوڑنی پڑی۔ ان کی ایک معتد بہ تعداد موجود ہے جن کو راقم التحریر ذاتی طور پر جانتا ہے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کیا جماعت کی وجہ سے اور اسی سبب سے اور اسی میں نکلنے کی وجہ سے ہدایت ملتی ہے تو حضرت عمر ؓ تو رسول اکرم ﷺ کو العیاذ باللہ شہید کرنے کے ارادے سے نکلے تھے۔ کیا کوئی کہ سکتا ہے کہ اس طرح کسی مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کر کے نکلا جائے تو اسی سبب سے اللہ اس کو ہدایت دیں گے؟

2 کفار مکہ اور بعد میں خلفائے راشدین ؓ کے زمانے میں دعوت شرعی یعنی اقدامی یا دفاعی جہاد وقتال میں پکڑے ہوئے جو کفار آئے اور بعد میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو ہدایت

دی کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں تلوار لے کر جانے اور نکلنے سے بھی اسلام کی طرف ہدایت ملتی ہے؟

3 حضرت ابومحذورہ ؓ تو (مزاحا) اپنے نوجوان ساتھیوں سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن کی نقلیں اتار رہے تھے۔ اسی واقعے کے بعد ان کو بلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان سکھلائی اور اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن کی نقل اتارنے کی "برکت" سے قبول اسلام کی دولت ملی؟

اس طرح کے بے شمار واقعات کو تاریخ اسلامی اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے جس میں ارادہ و نیت کچھ اور تھی مگر اس ابتدائی ارادے کے بعد اچانک رخ دوسری طرف پھرا۔ یہ سب کیا تھا؟ درحقیقت ہم بعض برکتوں سے انکار نہیں کرتے مگر انہی کی وجہ سے ایسا ہوا؟ اس میں ہمارا اختلاف ہے۔ اصل بات اللہ تعالی کی مرضی اور توفیق کی ہے۔ **انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشآء**۔ اے نبی ﷺ جس کو آپ چاہیں ہدایت دے دیویں (ایسا نہیں) بلکہ ہدایت تو اللہ تعالی جس کو چاہیں ملتی ہے۔ حضرت ابوطالب کو نہ ملی حالانکہ خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ تو یہ کہنا کہ فلاں کو جماعت کی برکت سے ہدایت ملی ہے تو جماعت کا کام ہی صحیح ہے اور باقی سب غلط اس سے بھی غلو کی بو آتی ہے۔ **من یهده الله فلا مضل له و من یضلله فلا هادی له**۔

☆ امر بالمعروف کرو اور نہی عن المنکر کو نہ چھیڑو:

مولوی طارق جمیل صاحب اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف تو ہر ایک کو کرنا ہے اس میں استطاعت کی ضرورت نہیں البتہ نہی عن المنکر کیلئے استطاعت ہوگی تو بقول ان کے امر بالمعروف سب کیلئے اور نہی عن المنکر (سب کیلئے نہیں) اس میں استطاعت اور قدرت دیکھی جائے گی اگر چہ بظاہر قرآن میں **اقیموا الصلوة واتوا الزکوة** ہر جگہ اکھٹا آیا مگر اس میں بھی نماز سب کیلئے اور زکوۃ کیلئے نصاب اور استطاعت۔ اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر جگہ اکھٹا آیا ہے مگر یہ منشاء خداوندی نہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ مولوی صاحب نے کس قدر بدیہی البطلان قیاس کیا ہے کیا نماز کیلئے

شرائط واستطاعت، بلوغت وطہارت مکانی ودخول وقت وطہارت جسمانی وغیرہ وغیرہ ضروری نہیں؟ مولوی طارق جمیل صاحب نے نہی عن المنکر سے بچنے کیلئے یہ غلط قیاس کیا حالانکہ بنی اسرائیل کے افعال بد میں سے بڑی بدی نہی عن المنکر نہ کرنا تھا، کانوا لایتنا ھون عن منکر فعلوہ، اور اللہ تعالی کے رسول ﷺ فرماتے ہیں ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ **والذی نفسی بیدہ لتامرن باالمعروف ولتنھون عن المنکر اولیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذابا منہ فتدعونہ فلا یستجیب لکم او کما قال ﷺ عن حذیفة بن الیمان ترمذی ج ۲ باب الامر باالمعروف والنہی عن المنکر**) کہ تم امر باالمعروف اور نہی عن المنکر کرو ورنہ (خطرہ یہ ہے) کہ اللہ تعالی تمہارے اوپر عذاب بھیج دے گا پھر دعائیں کروگے مگر قبول نہ ہونگی اوکما قال (ترمذی شریف ج ۲)

تو وہ امت جسکا خیر امت ہونا امر باالمعروف اور نہی عن المنکر ہر دو امور کے ساتھ لازم وملزوم تھا اس کو مولوی صاحب ادھورا بتلا رہے ہیں اور پھر اسکو منشاء خداوندی بھی بتلا رہے ہیں دراصل یہ غلط سوچ اس سے قبل میاں جی منشی محمد عیسی نامی شخص نے تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول مطبوعہ ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نئی دھلی کتاب میں نہی عن المنکر نہ کرنا یعنی معروف کی دعوت دینا اور منکر کو نہ چھیڑنا کے تحت اس اصول کو حضرت جی حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا اور اسکی حکمتیں اور مصالح بیان کئے جو سراسر شریعت کے خلاف اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان ہے وہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے میوات کے علاقے سے منکرات اور ہندوانہ رسومات کو دور فرمایا اور اپنے متوسلین کو خطوط لکھ کر بعض علاقائی منکرات پر نکیر کرنے کو فرمایا وہ کیسے اس اصول کو برداشت کرسکتے تھے؟ یہی حال اب بھی ہے کہ یہ متاخرین تبلیغ والے حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی طرف غلط اور خلاف شرع اقوال منسوب کررہے ہیں نیز قرآن کریم سے تھوڑا سا بھی مس رکھنے والا اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اللہ تعالی کے کلام میں حشف وزائد نہیں۔ کیا اللہ تعالی کو معلوم نہیں تھا کہ امر کے ساتھ ہی نہی بھی ہوہی جاتی ہے تو پھر علیحدہ سے نہی عن المنکر کو جگہ جگہ اتارنے کی ضرورت کیا تھی۔ اور آنحضرت ﷺ کو بھی جگہ جگہ نہی عن المنکر بتلانے اور کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

☆ شریعت مزاج کے تابع یا مزاج شریعت کے تابع؟

ہمارے ہاں علمائے کرام اور دینی حلقے میں بھی ایک بے اعتدالی پائی جاتی ہے جو کہ غلط ہے عموماً یہ سنا جاتا ہے کہ فلاں حضرت یا بزرگ ''شخصیت'' کا مزاج ''ایسا ویسا'' ہے جس کی وجہ سے وہ فلاں بے اعتدالیوں کی تردید نہیں کرتے۔ ہم کہتے ہیں کہ مزاج کو شریعت کے تابع رکھنا چاہیے نہ کہ ادلہ شرعیہ کو مزاج کے تابع۔ یہ تو معاملہ غیر شرعیہ ہے۔ کتنی ہی ایسی باتیں ہیں جو طبیعت پر ناگوار گذرتی ہیں۔ تردیدات ناگوار گذرتی ہیں مگر چونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے طبیعت ومزاج کو شریعت کے تابع بنایا ہے اس لئے ہمارے علمائے حق شریعت کے خلاف باتوں کی تردیدات کرتے چلے آئے اور یہی امر شرعی ہے اور اسی تکلیف کے سبب ہی ثواب عطاء ہوتا ہے۔ اپنی مزاج اور طبیعت ادلہ شرعیہ میں سے نہیں ورنہ ادلہ شرعیہ بجائے چار کے پانچ ہوجائیں گی۔

☆ ''کونسا رجوع''، کون سی مجلس؟'' اور علانیہ تحریر اور رجوع سے فرار کا اصول؟

ایک سوال یہ بھی کردیا جاتا ہے۔ کہ فلاں مولانا جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے انھوں نے یہ بیان ''عمومی مجمع'' میں کیا ہے یا ''خصوصی'' میں؟ سوال یہ ہے کہ فقہی طور اس بات میں کوئی فرق نہیں، کہ کوئی بند کمرے میں ''کفریہ یا ضلالت'' کی بات کہے۔ یا برسرعام حکم دونوں کا ایک ہی ہے۔ البتہ اثرات اس کے الگ الگ ہوں گے۔ لیکن میڈیا کے اس دور میں جب کہ ہر شخص کے پاس موبائل ریکارڈر اور دیگر اشیاء اشاعت موجود ہیں، بلکہ مرکز کے باہر ہی کیسٹوں کی شکل میں تمام تقاریر معترضہ بک رہی ہوتی ہیں۔ اس وقت خصوصی مجالس بھی عمومی مجالس کا ہی درجہ رکھتی ہیں اس لئے ان اعتراضات و بے اعتدالیوں سے رجوع بھی اعلانیہ کیسٹوں کی شکل میں اور تحریری ہی ہونا چاہیے

☆ الا یظن اولئک انھم مبعثون؟

اصل بات جو تجربہ سے سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ قاعدہ کہ ''ہمارے ہاں تحریر کا روا

ج نہیں'' یہ اصول دراصل دوسرے حضرات کے ساتھ معاملہ ہے کہ ان کو تحریری طور پر کوئی چیز یا رفع اشکال تحریری نہیں دیا جاتا ورنہ اپنے ہاں مدرسہ میں یا مرکز میں اس قانون کا اطلاق نہیں۔ وہاں تو طلبہ کرام سے تحریری شکل میں معذرت نامے اور دستخطوں کے ساتھ معاملات تحریر میں ہوتے ہیں یہ بھی سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ کنٹمین کا نظم اور باقی جماعتوں کی تشکیلات تو بہر حال رجسٹر وغیرہ میں ہوتا ہی ہوگا تحریر اگر اتنا ہی ''عظیم گناہ'' ہے تو یہ گناہ کیوں کیا جاتا ہے یہ بات تو سمجھ سے بالاتر معلوم ہو رہی ہے اور غیر فطری لگ رہی ہے یہاں بات دوھری شکل اختیار کر لیتی ہے جو موجب شک بنتی ہے۔ ویل للمطففین الذین اذا کتالوا علی الناس یستوفون۔

☆ سمجھ سے بالاتر بات:

ایک بات جو سمجھ سے بالاتر ہے، وہ یہ بھی ہے کہ آخر وہ کونسی ایسی بات ہے کہ تحریری اور علانیہ طور پر اپنی بے اعتدالیوں اور اعتراضات سے رجوع نہیں کیا جاتا؟ یہ اصول خلاف عقل بھی ہے اور خلاف نقل بھی ہے، خلاف نقل اس لئے کہ شریعت مطہرہ نے کتابت کا ایک مکمل ضابطہ **فلیکتب بینکم کاتب بالعدل** (الایۃ) کہ تم میں سے ایک عادل کاتب اس معاملے کو لکھ لے، قرآن کریم واحادیث شریفہ تحریری شکل میں ہیں۔ لیکن یہاں یہ حال ہے کہ رجوع تحریری سے ایسے بھاگا جاتا ہے جیسے کوئی پھنس رہا ہو، عقائد باطلہ کا جب تک اعلانیہ اظہار کے بعد اعلانیہ وتحریری رجوع نہ ہو، تو یہ بات خلاف عقل بھی ہے اور خلاف نقل بھی۔ ہمارے اسلاف، صحابہ کرام ؓ سے لیکر اکابر علمائے دیوبند تک بشمول آئمہ مجتہدین کتابۃ اپنا رجوع نوٹ کرواتے رہے ہیں، اور ''قول جدید'' اور ''قول قدیم'' کی اصطلاحات ہمارے ہاں مروج ہیں، امام بخاری ؒ پر بھی جب الزام لگا تھا تو انہوں نے باقاعدہ اسکا تحریری جواب دیا۔ رہی خلاف عقل تو کوئی آدمی بھی چاہے باطل پر بھی ہو آخر وہ بھی اپنے اس باطل عقیدے کے لئے کوئی نہ کوئی دلیل یا جواب دے ہی دیتا ہے۔ چنانچہ باطل فرقوں کا باقاعدہ لٹریچر موجود ہے، اور عقل اس کا تقاضہ بھی کرتی ہے۔

☆ رجوع میں پس و پیش تعبیر کی غلطی وغیرہ وغیرہ:

جہاں پر ان حضرات کو بار بار ان خطاؤں اور غلطیوں پر ان غلط افکار و نظریات پر متوجہ کیا گیا وہاں نت نئی باتیں اور نت نئے بہانوں سے انہوں نے رجوع، تحریری رجوع یا پھر اس کی تاویل کرنی شروع کر دی، اس سلسلے میں اگر ہم تاریخ پر نظر دوڑاتے ہیں، تو ہمیں ہمارے جلیل القدر سلف کا، چاہے صحابہ رضی اللہ عنہم ہوں، چاہے سلف صالحین رحمہم اللہ، آئمہ متبوعین رحمہم اللہ ہوں، انہوں نے باقاعدہ جب ان سے اس قسم کا کوئی تسامح، غلطی یا ایسی بات ہو جاتی تھی۔ تو انہوں نے صراحتاً علی الاعلان رجوع فرمایا۔ اور اس بات میں کوئی باک محسوس نہیں کیا۔ غزوۂ تبوک میں وہ تین صحابہ ان کا ذکر بڑے سیاق و سباق اور بہت عمدہ طریقے سے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں محفوظ فرمایا۔ جب ان سے خطا ہو گئی، ارشاد ربانی ہے:

> **وعلی الثلثة الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیهم الارض بما رحبت وضاقت علیهم انفسهم وظنوا ان لا ملجأ من الله الیه ثم تاب علیهم لیتوبوا، ان الله هو التواب رحیم ہ یاایها الذین امنوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقین (الایۃ)**

وہ تین لوگ جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے یہاں تک کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے، اور ان کا اپنا نفس ان پر تنگ ہو گئے۔ اور ان کو یقین ہو گیا کہ سوائے اللہ تبارک وتعالی کے کوئی جائے پناہ نہیں۔ کوئی ملجاً وماً وا نہیں۔ تو اللہ تعالی کی طرف توبہ کی۔ اللہ تعالی نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا۔

اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ (القرآن)۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف الصالحین کا طریقہ کار رہے کہ جہاں کچھ ایسی بات ہوئی وہاں فوراً اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور رجوع کر لیا۔ اس کے بالکل عکس منافقین کا طرز عمل قران نے یوں بیان کیا:

یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیهم قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم قد نبأنا الله من

اخبارکم وسیری اللہ عملکم ورسولہ ثم تردون الی عالم الغیب الشھادۃ۔ الی اخرہا (الایۃ)

اے نبی ﷺ! یہ (منافقین) آپ کے پاس معذرتیں کرتے ہوئے آتے ہیں۔ یعنی وہ منافقین بھی معذرت کرتے تھے لیکن حیلے، بہانے کہ سمجھنے میں غلطی ہوگئی، ہمارا منشاء یہ نہیں تھا۔ ہمارے گھر پیچھے کوئی نہیں تھا)۔ ان بیوتنا عورۃ وما ھی بعورۃ ان یریدون الا فراراً (الایۃ) وہاں پر گھروں میں (جیسے کہ یہ حیلے بہانے کر رہے ہیں) ان کے کوئی بھی ایسا (عذر شرعی) نہیں تھا یہ تو جنگ سے فرار چاہتے تھے، اگر دوبارہ ایسے ہو، تو یہ دوبارہ ایسے کریں گے۔ تو یہ منافقین کا طریقہ کار ہوتا ہے، اور وہ مختلف حیلے، بہانوں سے اپنی غلطیوں پر، اپنی خطاؤں پر پردہ ڈالتے ہیں۔ مؤمنین صادقین کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ فوراً انابت الی اللہ اور رجوع الی اللہ کرتے ہیں، اور پھر باقاعدہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس انابت الی اللہ کو قرآن کریم میں تحریری شکل اختیار دے دی۔ قرآن تحریری شکل میں آ گیا۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کو نازل فرمایا، اور صحابہ کرام ؓ نے اس کو لکھ لیا۔ اور یہ بات کہ تاویلیں کرنا اور مختلف قسم کے حیلے بہانے کرنا، یہ منافقین کا کردار ہوتا ہے آج کل بڑی شد و مد کے ساتھ یہ بات چلتی ہے کہ جی تعبیر میں غلطی ہوگئی ہے (اگرچہ مولوی طارق جمیل صاحب نے ابوالاعلی مودودی صاحب کی غلطیوں کو بھی تعبیرات کی غلطی قرار دیا نہ کہ عقائد، جس سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ مولوی صاحب کے ہاں تعبیر کی غلطی عقائد کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی اور ایسی تعبیرات کرنے میں کوئی اتنا بڑا حرج نہیں گویا ایسی تعبیرات کرتے رہنا چاہئے۔ الامان! والحفیظ!) تو تعبیر کی غلطی کا بہانہ بنا کر کہ ان کا اصل منشاء یہ نہیں تھا، بس بیان کرنے میں ان سے یہ تھوڑی سی بات ہوگئی۔ حالانکہ پورا بیان سیاق وسباق کے ساتھ سنا جائے تو ایک آدھ حرف یا غلطی ہوتی ہے، مسلسل سیاق وسباق کے ساتھ خطائیں۔ اور باقاعدہ دوسرے کو افکار اور ذہن دینا، اس کے پیچھے تو چھپے ہوئے کچھ افکار اور جرم ہوتے ہیں، جب وہ کسی طریقے سے دوسرے کے گلے میں اتارنا چاہتا ہے۔ اس کا ذہن بنانا چاہتا ہے اس کے نظریات بنانا چاہتا ہے۔ پھر جب پکڑ ہوتی ہے تو کہتے ہیں ہمارا یہ منشا نہیں تھا، ہماری یہ تعبیر نہیں تھی۔ تو میں نے

273 احقاق الحق البلیغ فی ابطال ما احدثہ

(شاید مولانا عبدالرحمن صاحب ان کا نام ہے رائیونڈ کے بزرگوں و مدرسین میں سے ہیں وہ میرے پاس تشریف لائے) تو میں ان سے کہا کہ حضرت! میں نے احمد بہاولپوری صاحب کی کیسٹیں سنی ہیں، ان کے اندر تو بالکل صراحتاً قرآن کریم اور جو نصوص شرعیہ ہیں ان کے خلاف باتیں ہوتی ہیں۔ حدیثوں کے، سنت کے خلاف باتیں ہوتی ہیں، کیوں ایسے ہے؟ کہنے لگے، کیسے ہے؟ میں نے کہا وہ جو یہ بات کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدر کے موقع پر ڈر گئے تھے۔ اور کہا اے رسول ﷺ! تو نے مروا دیا، تو وہ کہنے لگے انہوں نے یہ کہا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں انہوں نے کہا ہے۔ اور پھر ان کو میں نے پوری بات کیسٹ کے اندر سنا بھی دی۔ تو انہوں نے کہا، کہ جب خطیب بات کرتا ہے تو بات کو جب اپنے پیرائے میں کرتا ہے تو ایسے ہو جاتا ہے۔ تو میں نے کہا کہ حضرت وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ جب نبی کریم ﷺ غزوۂ بدر میں جانے سے پہلے رائے لی تو حدیثوں میں آتا ہے کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ہمیں سمندروں میں کودنے کا حکم دیں، آگ میں چھلانگیں لگانے کا حکم دیں، ہم ہر کام کیلئے تیار ہیں۔ ہم موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کی طرح نہیں کہ ہم کہیں، آپ جائیں اور آپ کا رب جا کر لڑے، ہم یہیں بیٹھیں گے، اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بدر کے معرکہ میں وہ کارنامے سرانجام دئے۔ تو پھر تعبیر، تاویل، منشاء یا خطیب کا پیرایا، باقاعدہ نص شرعی کے بعد قابل اعتبار نہیں ہوتا، تو یہ بہت بڑا دھوکہ اور دجل ہے کہ کسی کی غلطی پر، اسکی تعبیر یا منشاء پر پردہ ڈالنا۔ ۳ (صفحہ نمبر ۲۰۱ پر ملاحظہ فرمائے) یہ تو سیدھی سیدھی بات ہے کہ اللہ تعالی کا دین سیدھا سادا ہے، اگرچہ انسان خطاؤں کا پتلا ہے معصوم کوئی نہیں ہے سوائے انبیاء کے، تو جب معصوم نہیں ہے تو جب غلطی ہو جائے تو غلطی سے فوراً رجوع کر لینا چاہیئے قبل اس سے کہ جگہ جگہ باتیں ہوں۔ تو یہ بات کہ تعبیر میں غلطی ہے اور پھر اپنی طرف سے دوسروں کی وکالت کر لینا اور جعلی دستخط کر دینا یہ بہت بڑی خیانتِ علمیہ ہے اور یہ بہت بڑی خطرناک کوششیں ہیں۔ اس سے اللہ تعالی بچائے۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ وہ احقاق حق کریں ابطال باطل کریں۔ اور کسی لومۃ لائم کسی ملامت کرنے والے کی قطعاً پرواہ نہ کریں، یہی حق بات ہے اللہ تعالی اس پر ثابت قدم رکھیں۔ اور تعبیر کی غلطی

کہہ کر کسی کا رجوع مان لینا، تو پھر اللہ تعالی کی عدالت کے سامنے بھی پیشی ہے، ان سب باتوں کی وہاں باز پرس ہوگی۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اس قسم کی خطاؤں سے اجتناب کرے۔ چاہے رجوع کرنے والا ہو، چاہے رجوع کا گواہ بننے والا ہو۔ اللہ تعالی کے سامنے پیش ہونگے۔

ایک اور بات انکے اس ''طرز عمل'' کو مزید مشکوک وخطرناک بنادیتی ہے، کہ بار باران کو متنبہ کیا گیا، مگر متنبہ نہ ہونا، یا اس میں تردد کرنا، یا رجوع کر کے دوبارہ وہی بات بیان کرنا، اور پھر قدرے مشترک ایک ہی بات کہ ''جب تک ایمان نہ بنے گا'' یہ نہ ہوگا وہ نہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ تو جہاں تک ایمان بننے کی بات ہے تو نبی ﷺ کی ایک حدیث مشہور ہے جس میں ایک صحابی ؓ کا واقعہ آتا ہے، اور صحابہ کرام ؓ اس کو بطور مثال پیش فرمایا کرتے تھے۔ کہ عین میدان جنگ میں کفار کی طرف سے لڑنے والا ایک شہسوار آیا (رَجلٌ مقنّعٌ) یعنی منہ کو ڈھانپے ہوئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میں تو اپنی قوم کے ساتھ آیا تھا، اور آپ کے ساتھیوں کو شہید بھی کر چکا ہوں، اب اللہ تعالی نے میرے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے، میں کلمہ پڑھوں یا آپ کی طرف سے قتال کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی کلمہ پڑھو، اور قتال کرو۔ احادیث میں ہے فَقَاتَلَ حَتی قُتِلَ اس نے قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا اور شہداء کی صف میں لا کر رکھ دیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا، کہ اس نے نہ نماز پڑھی، نہ روزہ رکھا، نہ زکوۃ دی، اور سیدھا جنت میں چلا گیا۔ صحابہ کرام ؓ بھی یہی مثال دیا کرتے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس صحابی ؓ نے ایمان کب بنایا؟ نیز مدینہ طیبہ کی زندگی میں جب جہاد فرض نہ ہوا تھا تو مہاجر صحابہ کرام ؓ جو مکی تھے ان کے بارے میں تو آپ کا یہ عذر لنگ چل جائے گا کہ وہ وہاں مکہ میں ایمان بناتے رہے، اور آپ مکی و مدنی زندگی کا فرق تو بیان کرتے رہتے ہیں جو ایک غلط اصطلاح ہے لیکن اسی مکی زندگی میں افراد کی قلت اور جہاد فرض نہ ہونے کے باوجود حضرت سیدنا عمر ؓ کا ہجرت کرنے سے قبل تمام اہل مکہ کو للکار کہنا کہ آجاؤ! میں ہجرت کرنے چلا ہوں جس نے اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہے وہ میری تلوار کے سامنے آجائے اور جس نے اپنی بیوی کو بیوہ کرنا ہے، معلوم ہوا یہ مکی مدنی کا نظریہ ہے ہی باطل اور اس سے جو تبلیغی احباب سہارا پکڑتے ہیں

وہ بھی باطل ہے۔ نیز مدینہ منورہ کے انصار ؓ کو ایمان بنانے کا کتنا موقع ملا؟ اور پھر ہجرت کے تو فوراً بعد ہی جہاد فرض ہو گیا؟ ہماری یہ شریعت سیدھی سادھی ہے، قرآن کریم میں ہے **الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب و لم یجعل لہ عوجاً (الایۃ)** تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس کو ٹیڑھا میڑھا نہیں بنایا، یعنی دین کوئی ’’گورکھ دھندا‘‘ نہیں جو سمجھ میں نہ آسکے۔ صحابہ کرام ؓ سیدھے سادھے تھے، لمبی چوڑی تقریریں نہیں فرماتے تھے، خیر الکلام ماقل ودل سب سے بہتر وہ کلام وتقریر ہے جو مختصر ہو اور جامع ہو لمبی چوڑی نہ ہو کہ لوگوں میں اکتاہٹ پیدا کرے اس پر عمل پیرا رہے، جس نے جتنا دین رسول اکرم ﷺ سے سمجھا اس پر عمل کیا، اور قتال کے ذریعے آگے اس کو پھیلایا، جس میں صرف ۳ تین نمبر ہوتے تھے، مسلمان ہو جاؤ، جزیہ دو، ورنہ قتال کے لئے تیار ہو جاؤ۔

ماضی قریب میں فاسق فاجر مسلمانوں نے وہ کارنامے کر دکھائے جو بڑے بڑے علماء اور تبلیغی حضرات نہ کر سکے، غازی علم دین شہید ؒ کو دیکھیں، غازی ممتاز قادری دامت برکاتہم زندہ مثال سامنے ہے۔ عامر چیمہ شہید ؒ جنہوں نے ڈنمارک میں بنائے جانے والے رسول اللہ ﷺ کے توہین آمیز خاکوں کے سلسلے میں وہ کارنامہ کر دکھایا جو کسی مغرب میں رہنے والے سے متوقع نہ تھا، اس طرح بیسیوں واقعات تحفظِ ناموس رسالت ﷺ وصحابہ کرام ؓ ودین ملتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کام کے لئے بہت بڑا ’’ایمان بنانے‘‘ کی ضرورت نہیں، مؤمن ارادہ کرلے توفیق الٰہی شامل حال ہو جاتی ہے، اس باطل نظریے کے ساتھ کہ ’’ایمان نہ بنے گا، تو جہاد نہ کریں گے‘‘۔ اس سے سارے اعمال صالحہ کا تعطل و بیکار ہونا لازم آتا ہے۔

قارئین کرام! آپ نے ابتداً کچھ باتیں مولوی طارق جمیل صاحب کی سن لی ہیں جن کا تعلق تبلیغی جماعت کے اکابرین سے ہے۔ ان جیسے ہی سوچیں رکھنے والے ایک دوسرے حضرت ہیں۔

وہ ہیں تبلیغی جماعت کے ’’علامہ احمد بہاولپوری صاحب‘‘۔ وہ بھی ایک عجوبہ تضادات ہیں، موصوف تبلیغی جماعت کے منبر پر آئے دنوں فلسفیانہ انداز میں مبہم اور لغو باتیں اور ارشادات فرماتے رہتے ہیں خصوصاً جب جہاد کا موضوع آتا ہے تو ’’حضرت‘‘ جذباتی ہو جاتے

ہیں، پھر الف اور یاء برابر کرتے ہیں، خود ان کو سمجھ نہیں آ رہی ہوتی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ وہ چھپی ہوئی سوچیں وافکار ہیں جو جماعت کے اندر مدتوں سے پروان چڑھتی رہیں جس کو ان جیسے بعض حضرات نے یہاں تک پہنچا دیا۔ ''علامہ صاحب'' کا یہ ''قصور'' ہے یا ''اخلاص'' ہے کہ وہ اس کو دل میں نہیں چھپا سکتے، کچھ نہ کچھ بیان ہی فرما دیتے ہیں۔ وَمَا تُخْفِی صُدُوْرُھُمْ اَکْبَر (الآیۃ)

ان کے مکمل افکار ونظریات پر مطلع ہونے کے لئے ان کی کی ہوئی تقاریر سنی جائیں جو کیسٹوں کی شکل میں ملتی ہیں اور تبلیغی جماعت کے خطباء ومبلغین ان کے مزعومہ عقائد ونظریات کو بیان فرماتے رہتے ہیں۔ لیجیے ۔ ۔ ۔! آپ بھی ان کے کچھ مزعومہ ضابطے ملاحظہ فرمائیں:

☆''اہلِ دعوت'' کی اہمیّت اور اس پر زور:

قارئین کرام! یہ بات یاد رہے کہ قرون اُولی سے لیکر اب تک ''اہل دعوت'' سے مراد اس مکمل دین شرعی کے عقائد، اعمال صالحہ، جہاد، اور دیگر علمی وتحقیقی شعبوں کے حاملین سمجھے جاتے تھے جو قرون اولی سے لے کر اب تک کوششوں میں مصروف ہیں۔ اور یہی اس کی تعریف شرعی ہے۔ جبکہ علامہ مذکور صاحب نے اُمّت اسلامیہ کو دو دھڑوں میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ ''اہل دعوت'' اور ''عام نیک لوگ''۔ علامہ صاحب کا اکثر بیان اسی بات کے اِرد گرد گھومتا ہے کہ بس ''اہل دعوت'' کے ساتھ ہی اللہ کی نصرت ہوتی ہے اور انہی کے ساتھ ''معیت الٰہیہ'' ہوتی ہے اور انہی کے ساتھ ہی وعدے ہیں اور اسی راستے سے ہی دین آئے گا اور یہی راستہ یعنی (تبلیغی) تمام سابقہ انبیاء اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ اور طریقہ ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر ''اہل دعوت'' سے مراد آپ کا تبلیغی طریقہ کار ہی ہے اور وہی اصل راستہ ہے اور اس پر آپ مصر ہیں تو ان باتوں اور سوالات کا جواب دیجئے؟

(۱) ''حضرت نوح علیہ السلام'' نے کم وبیش ساڑھے نو سو سال دعوت دی اور اس کے نتیجہ میں ۸۰ اسی، ۸۲ بیاسی یا ۸۶ چھیاسی لوگوں نے آپ کی دعوت کو مانا تو آپ کے قاعدے کے مطابق تو ان کی ساری اُمت کو سمجھ جانا چاہیئے تھا اور حضرت نوح علیہ السلام اس بد دعا پر نہ مجبور ہوتے

اور اُسی بیاسی کے علاوہ ساری دنیا غرق نہ ہوتی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (الایۃ)(سورۃ نوح کی ان آیات کو ماقبل ومابعد کے ساتھ پورا پڑھ لیا جائے) ترجمہ: اے میرے رب اس خطہ ارض پر کافر نام کا کوئی فرد نہ چھوڑ!۔ یارب میں نے رات ودن یعنی چوبیس گھنٹے لَيْلًا وَّ نَهَارًا اپنی قوم کو دعوت دی مگر انھوں نے میری دعوت کا نتیجہ فرار ہونے کی صورت میں دیا ''اگر اہل دعوت کی ''دعوت'' سے ہی دین آنا ہوتا تو ساڑھے نوسو سال کوئی معمولی وقت نہیں ہوتا تو پھر کیوں نہ اللہ تعالی کی نصرت حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ہوئی؟ انبیاء کرام تو معصوم ہوتے ہیں کیا آپ یہ فرمائیں گے، کہ ان سے دعوت دینے میں سُستی ہوگئی تھی؟ (العیاذ باللہ) ایسی بات ہرگز نہیں۔ ''دعوت شرعیہ محمدیہ'' کے اصل معنی کو جسکو آپ نے امت سے چھپا رکھا تھا آپ اگر اُمّت محمدیہ ﷺ کے سامنے پیش کردیں تو یہ اشکالات ہی نہ ہوں اور وہ وہ معنی ہے جس کو نبی ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جانا اور اس پر عمل کیا یعنی تلوار لے کر کفار کو اسلام کی طرف دعوت دینا کہ تم مان جاؤ، ا: پورے شریعت میں آجاؤ۔ (۲) ورنہ جزیہ (ٹیکس) دو۔ (۳) ورنہ تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کردے گی۔ یعنی قتال کا راستہ۔

1 رہے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا اتنے عرصے کے بعد ایمان نہ لانا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نتائج کی ذمہ داری اللہ تعالی کے ارادوں اور فیصلوں پر ہوتی ہے۔ کسی کو کفر یا ایمان کی توفیق دینا۔ اللہ تعالی کا ہی کام ہے۔ ان کی دعوت اس زمانے کے لحاظ سے ''شرعیہ'' تھی اس میں انھوں نے کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ امت محمدیہ ﷺ کی دعوت شرعی قرآن وسنت میں دیکھی جائے گی۔ اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء کرام ومجاہدین کرتے رہے۔ رہی تبلیغی جماعت کی دعوت وتبلیغ تو ہم کہتے ہیں کہ مروجہ تبلیغی جماعت کا کام تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر ہے ہی نہیں تو پھر نتائج کیسے؟

2 آپ کی موجودہ دعوت وتبلیغ جس کی اہمیت پر آپ بہت زیادہ زور دیتے ہیں اور اس کو ہی ''اعلاء کلمۃ اللہ'' کا سبب قرار دیتے ہیں تو اس طریقے کو خیر القرون سے لے کر اب تک جو بڑے بڑے تابعین رحمہم اللہ، تبع تابعین رحمہم اللہ، اولیاء کرام رحمہم اللہ، علماء اُمت رحمہم اللہ بلکہ اگر ماضی

قریب میں حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ کے زمانے کو دیکھ لیا جائے تو مدرسین دار العلوم دیو بند مثل شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، حضرات علماء کرام مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، مولانا ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ، مولانا اعزاز علی دیو بندی رحمہ اللہ، مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ ، شاہ عبد القادر رائے پوری رحمہ اللہ، حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ، مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ، حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی رحمہ اللہ صاحب ، حضرت شیخ الحدیث مولانا حامد میاں صاحب رحمہ اللہ، مولانا عبد الحق صاحب رحمہ اللہ(اکوڑہ خٹک) رحمہ اللہ وحضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی (کندیاں شریف)، مولانا سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ، شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمہ اللہ علیہ، اور دیگر ہند و پاک کے بیشمار علماء مشہورین متقدمین ومعاصرین وگمنام مخلصین نے اس موجودہ ترتیب پر دین کے لئے کتنا ''وقت'' لگایا؟ اور نہ لگانے میں وہ کونسے درجے کے تارک ہوئے؟ مستحب، سنت، واجب یا فرض کے؟ علی الاعلان فتوی صادر فرمایئے تا کہ تمام علماء کرام کو شرح صدر ہو جائے۔

☆''داعی'' اور بار بار اس کا استعمال واہمیت:

ہمارے جامعہ مدنیہ قدیم والجدید کے اساتذہ میں سے ایک استاذ الحدیث حضرت مولانا خالد محمود صاحب مدظلہ العالی نے چھ نمبر ترتیب دئے ہیں جن کو عموماً تبلیغی رفقاء کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر ''داعی'' کا کام اتنا اہم ہے اور موجودہ ''دعوت'' ہی ذریعہ نجات ہے تو ان باتوں کا جواب دیں؟

1 مؤمنین کے اعمال کو قرآن کریم میں بعض جگہ بطور فعل کے استعمال کیا گیا ہے جیسے: ''اَنْ تَصُوْمُوْا'' ''وَتُجَاھِدُوْا'' ''وَیصلون' اور بعض جگہ ان کو بطور ان کی صفات کے ذکر کیا گیا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے'

' اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِیْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِیْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِیْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِیْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِیْنَ وَالصَّائِمَاتِ

وَالْحَافِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِیْنَ اللّٰہَ كَثِیْراً وَالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَغْفِرَۃً وَّاَجْراً عَظِیْماً"۔ (الآیۃ)

ترجمہ: بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں، اور (اللہ کی طرف) جھکنے والے مرد اور (اللہ کی طرف) جھکنے والی عورتیں، اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، اور (اللہ تعالی سے) ڈرنے والے مرد اور (اللہ تعالی سے) ڈرنے والی عورتیں، اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ تعالی نے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

اسی طرح بعض احادیث میں بعض صفات محمودہ کو ذکر کرکے ان کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے جیسے: اَلْمُؤَذِّنُوْن اَطْوَلُ اَعْنَاقاً یَوْمَ الْقِیٰمَۃ اس طرح المجاهد، المهاجر، الذاكر وغیرها۔۔۔ اب سوال یہ ہے کہ قرآن وحدیث کے پورے ذخیرہ میں "الداعی" کے لفظ کو کسی جگہ ذکر کرکے اسکی کوئی فضیلت بیان کی گئی ہو؟ جیسے فِی الْجَنَّۃ بَاب یُقَالُ لَہُ الرَّیَّان لَایَدْخُلُھَا اِلَّا الصَّائِمُوْن: تو ہمیں وہ بتلا دیجئے۔

بعض لوگ اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں نبی ﷺ کی صفت داعیاً الی اللہ بیان کی گئی ہے۔ اور اسی طرح بخاری شریف میں حدیث مأدبۃ میں الداعی "ھو محمد" کا لفظ آیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے "نفس دعوت" کی فضیلت کا انکار نہیں کیا بلکہ یہ بات ہم ان لوگوں کے تناظر میں کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ "یہ سب سے اونچا کام ہے" مدارس اور خانقاہوں میں محدث، فقیہ، مفتی، عالم اور ذاکر تو پیدا ہو رہے ہیں لیکن "داعی" کوئی نہیں بن رہا ہم لوگوں کو "داعی" بنانا چاہتے ہیں جو سب سے "افضل کام" ہے۔

اس طرح تو قرآن پاک میں آپ ﷺ کی صفات میں مزمل، مدثر یعنی آپ ﷺ

چادر اوڑھنے والے، بھی آیا ہے اب اس سے کوئی یہ استدلال کر کے کہ چادر اوڑھنا سب سے اونچا عمل ہے اور ایک جماعت بنائی جائے جو چادریں اوڑھ کر پھرے۔

2 نبی کریم ﷺ کے اسماء میں آپ ﷺ خود فرماتے ہیں:

"انا النبیؑ الخاتم، انا العاقب، انا الحاشر، انا نبی الملاحم مگر کھیں نہیں فرمایا کہ انا النبیؑ الدّاعی"۔

3 نبی کریم ﷺ سے مختلف صحابہ ؓ نے مختلف اوقات میں سوال فرمائے ہیں ای الاعمال افضل کونسا عمل بہتر ہے؟ تو آپ ﷺ نے کہیں **الجهاد فی سبیلِ اللہ**، کہیں **الصلوة لوقتها**، کہیں **بر الوالدین** فرمایا۔ مگر کہیں بھی آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا **الدعوة الی اللہ**

4 نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام یا تابعین کرام جب کسی واقعے کو بیان فرماتے ہیں تو اس میں لفظ "خرج" یعنی نکلنے کا مطلب اور اس کی نسبت مختلف اعمال کی طرف ہوتی ہے، مثلاً خَرَجْنَا نُرِيْدُ الْحَج، خَرَجْنَا نَغْزُوْا فِی سَبِيْلِ اللّٰہ، خَرَجْنَا نُرِيْدُ الْعُمْرَة، وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔ مگر کتب حدیث میں کسی واقعے میں کسی صحابی نے یہ نہیں فرمایا کہ **"خَرَجْنَا نُرِيْدُ الدَّعْوَة الی اللّٰہ"** **اگر دعوة الی اللہ** الگ سے کوئی اہم عمل ہوتا تو اس طرح کے الفاظ آ ہی جاتے۔

5 کتب جرح والتعدیل میں اصحاب الجرح والتعدیل جب کسی راوی کا خصوصی وصف بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں:

و کان ثقةً، و کان مؤذناً، و کان اماماً، و کان مجاهداً، و کان بدریاً، و کان ممن شهد بدراً، و کان ممن شهد أحداً، و کان محدثا و کان فقیها، کان صائما النهار قائما اللیل۔ الی آخره۔

مگر پوری کتب جرح والتعدیل میں کہیں بھی و کان داعیاً نہیں ملتا۔ نیز خیر القرون میں بچوں کو جو دعا دی جاتی کوئی کہتا اللہ اسے عالم بنائے کوئی کہتا اللہ اسے مجاہد بنائے، اللہ اسے فقیہ بنائے خیر القرون میں کسی نے کسی بچے کو یہ دعا دی ہو کہ اللہ اسے داعی بنائے؟ بخاری شریف میں

آتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مرتبہ کہا کہ آج کی رات میں اپنی سو بیویوں کے پاس جاؤں گا جن سے سو بچے پیدا ہوں گے کُلُّهُمْ فَارِسٌ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اگر صرف ''داعی'' بننا ہی سب سے زیادہ فضیلت والا ہوتا تو کم از کم ایک آدھ کے داعی بننے کی تو تمنا کر دیتے؟

6 البتہ اگر ''دعاۃ'' کا لفظ کہیں آتا ہے تو کتب حدیث میں ''تتبعا'' یعنی تلاش کے بعد جو ملا ہے وہ عموماً شر کے معنٰی میں ملا ہے۔ جیسے حدیث شریف میں ایک جگہ برے لوگوں کا بیان ہے آخر میں حدیث کے الفاظ ہیں ''اُولٰئِکَ هُمْ دُعَاةٌ عَلٰی اَبْوَابِ جَهَنَّمَ''

ترجمہ: یہ لوگ ہیں جو داعی ہیں، جھنم کے دروازہ پر (یعنی جہنم کی طرف بلانے والے)

☆ یوں تو تتبع اور تلاش کے بعد قرآن کریم اور سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجودہ تبلیغی طریقہ کار وھیئت کا کہیں صراحتاً وجود نہیں ملتا، البتہ اس وقت کی ثقافت اور افراد و جماعات کا ذکر قرآن وسنت میں بکثرت مل جاتا ہے، انہی میں سے ایک اس آیت قرآنیہ میں بھی ذکر ہے:

اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ اللَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِ یْنَ مَعَکَ۔۔۔ (الایۃ۔ المزمل)

آگے اللہ تعالیٰ تین طبقے بیان فرماتے ہیں اور آیت قرآنی یوں ہے

عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ من فضل اللّٰه وأخرون يقاتلون في سبيل اللّٰه فاقرؤا ماتيسر منه واقيموا الصلوة وأتوا الزكوة واقرضوا اللّٰه قرضاً حسناً (الی آخر الایۃ)

ترجمہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رات کی عبادت کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ یقیناً تم میں سے کچھ لوگ بیمار ہونگے، اور کچھ دوسرے سفر کرتے ہوں گے اللہ کے فضل (روزی رزق) کی تلاش میں، اور کچھ دوسرے لڑتے ہونگے اللہ کی راہ میں پس جتنا تم آسانی سے قرآن پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو، اور قائم رکھو نماز کو (ہر حال میں) اور دیتے رہو زکوۃ (اپنے مال کی) اور قرض دیا کرو اللہ تعالیٰ (غنی و بے نیاز) کو اچھا قرض۔۔۔ ہم کہتے ہیں: کہ اگر ہر مسلمان کے لئے ساری زندگی اللہ کی راہ میں وقت

لگانا، لوگوں کو دعوت دینا اتنا ہی اہم تھا جیسا کہ آپ جماعت والے کہتے رہتے ہیں تو کم ازکم اس طبقے کا بھی ذکر ہوتا اور الفاظ کچھ یوں ہوتے واٰخرون ید عون الی اللّٰہ۔ معاشرے وثقافت اسلامیہ کے بارے میں سنن ابن ماجہ کی روایت کچھ اس طرح سے ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے، کہ اس امت محمد یہ ﷺ میں کثیر تعداد میں غلام اور یتیم ہونگے، تو ان کا اکرام کرنا جس طرح تم اپنی اولاد کا کرتے ہو، اور ان کو وہی کھلانا جو تم کھاتے ہو، صحابی ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ۔۔۔! پھر ہمیں دنیا میں مال غنیمت کا کیا فائدہ ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک ایسا گھوڑا جو ہوگا ہی اس لئے کہ اس پر اللہ کی راہ میں قتال کرو، اور غلام جو تمہارے گھر کے کام کاج کے لئے کافی ہوگا، اگر وہ مسلمان ہوگیا تو تمہارا بھائی ہوگا۔ (باب حق الیتیم۔ سنن ابن ماجہ جلد ثانی) تو گو یا اصل ثقافت اسلامیہ اور کام سے ہم دُور ہیں، جو جہاد وقتال اور غلبہ اسلام، وحصول خلافت سے حاصل ہوتی ہے، اس کے بعد مسجد و مدرسہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ادارہ وغیرہ وغیرہ......

☆ ایک اور بات کو نوٹ کرلیں، اگرچہ اس کو ہم اصطلاحاتِ شرعیہ کے ضمن میں تفصیلی طور پر نقل کریں گے۔ وہ یہ ہے کہ ایک عام مغالطہ یہ دیا جاتا ہے جس میں ان کے ہم خیال saculer اور Broad minded یعنی ''روشن خیال'' طبقہ بھی ہے وہ آجکل جب بحث کے لئے ٹی۔ وی کی سکرین پر نمودار ہوتا ہے تو کرسی پر سر کو ٹیک کر ٹائی کو ہلا کر کہتا ہے ''ہم بھی غربت کے خلاف ''جہاد'' کر رہے ہیں، جہالت کے خلاف ''تعلیمی جہاد'' کر رہے ہیں اور ''دہشت گردی'' کے خلاف ''امن کا جہاد'' کر رہے ہیں'' یہ بہت بڑا مغالطہ وتحریف ہے، یہ بات یاد رہے کہ میڈیا کے اس دور میں کفر نے اصطلاحات شرعیہ کے معنے یکسر بدل دیئے ہیں جہاد کو ''دہشت گردی'' سے تعبیر کرتے ہیں اور ''دور حاضر کی جاہلیت'' کو علم اور ''روشن خیالی'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ''جُہد'' کا لغوی معنٰی ''اَن تھک کوشش'' ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ شریعت غرّاء نے جب تمام اصطلاحات مقرر فرمادیں تو اس کے بعد اگر کوئی یہ کہے کہ ''صِلو'' یعنی نماز کا معنی رانوں اور کولہوں کو ہلانا ہے یا ورزش کرنا ہے کیونکہ عربی لغت میں صِلوٰ

کا معنی جوڑوں یا رانوں کا ہلانا ہے‘‘ یا ’’جہادٗ‘‘ کا معنی کوشش کرنا ہے یا ’’زکوٰۃ‘‘ کا معنی میل کچیل کو پاک کرنا ہے۔ تو یہ انتہائی سطحی قسم کی تعبیر وتحریف ہوگی۔ جو پرویزی فرقے کا شعار و مذہب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صلوۃ، زکوۃ، جہاد، صوم کے اصطلاحی معنی بتا دیئے ہیں اور کر کے دکھلا دیا اور صحابہ کرام ؓ نے اس کو عملی طور پر تابعین کو اور انھوں نے تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچا دیا ہے اس لئے گذارش ہے کہ آپ بشمول تمام سیکولر حضرات جو اسلام کا دعوٰی کرتے ہیں تحریف کے اس دروازہ کو بند فرما دیں بڑی عنایت ہوگی۔ اسلام پر بڑا احسان ہوگا۔ آپ یہ کام یہود ونصارٰی پر چھوڑ دیں۔ اور وہ کر رہے ہیں۔

☆ تبلیغی کار پردازان کے مقولے وضابطے:

موجودہ تبلیغی جماعت کے کار پردازان اور اس کو چلانے والوں نے اپنے کارکنوں کو ان افکار ونظریات سے آراستہ کیا جنہیں وہ آئے دن اپنے مواعظ و بیانات میں ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ ان کارکنوں کو مرکز میں جو شخصیت سب سے زیادہ ’’ایمانیات‘‘ و ’’مزعومات‘‘ سے مزین کرتی ہے وہ علامہ احمد بہاولپوری صاحب کی ذات شریفہ ہے۔ ان کے بیانات بڑے ’’فلسفیانہ ومُبہم‘‘ ہوتے ہیں۔ ان کا اصل مقصد علم، جہاد، و مدارسِ دینیہ کو بے اثر وفضول بتلانا اور مسلمانوں کو ’’کولہو کے بیل‘‘ کی طرح ایک ہی چکر میں پھراتے رہنا ہے۔ ہر مقولے وضابطے کے پیچھے ایک فکر ونظریہ دینا ہوتا ہے۔ ضابطے سب کے سب غیر شرعی، غیر فطری، غیر عقلی ہوتے ہیں۔ آپ بھی پڑھیں افسوس فرماتے جائیں............

☆ ’’ابھی جہاد نہیں ہو رہا‘‘ ’’ہم جہاد نہیں کریں گے‘‘ ’’جہاد فریضۂ عادلہ ہے مگر ابھی اس کا وقت نہیں‘‘ ’’تم نے اسلام کو دہشت گرد مذہب بنا دیا ہے‘‘ ’’کافر ڈرتے ہیں اور اس کو خونخوار مذہب سمجھتے ہیں‘‘ ’’میں ایسے جہاد کو نہیں مانتا جس میں مجاہدین کو جوتے پڑیں‘‘ ’’بدر میں صحابہ (کرام ؓ) کفار کے لشکر کو دیکھ کر ڈر گئے تھے اور نبی ﷺ سے کہا ’’اے رسول (ﷺ) تو نے مروا دیا۔

رسول اللہ ﷺ چپ ہو گئے جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور کہا ان سے کہ دو’’ کہ

تمہارے ہاتھوں میں بھی اسلحہ اوران کے ہاتھوں میں بھی اسلحہ تو میرے خدا ہونے کا کیا مطلب؟''۔ ''صحابہ بدروحنین میں اسلحہ لے کرنہیں جاتے تھے'' میں چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں اور پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ پوری انسانی تاریخ میں کافروں نے کبھی انسانی ہاتھوں سے مارنہیں کھائی'' ''فرماتے ہیں ایک ضابطہ ہے پہلے نبی آتا ہے دعوت دیتا ہے دوگروپ بن جاتے ہیں ایک کہتا ہے سمجھ میں آ گئی، دوسرا کہتا ہے سمجھ نہیں آئی (نتیجتاً جو سمجھنے والے ہیں وہ بے سمجھوں کو سمجھاتے ہیں اور سمجھاتے ہی رہتے ہیں۔ راقم) یہ ''اہلِ دعوت'' ہوتے ہیں یہ عمل دنوں میں ہوجائے تو دنوں میں ہوجائے، سالوں میں ہوجائے تو سالوں میں ہوجائے، کوئی مدت متعین نہیں ہے لیکن یہ بات پکی ہے کہ جو ''اہلِ دعوت'' کے مقابلہ میں آیا بس وہ مارا جائے گا یہ طے شدہ ضابطہ ہے'' ''عام مؤمنین کے ساتھ تو صرف جنت کا وعدہ ہے اور ''اہلِ دعوت'' کے ساتھ نصرت ومعیت کا وعدہ ہے'' (نیز جن کی سمجھ میں نہیں آتا، اُن کو کھلی چھوٹ ہے وہ جب تک نہ سمجھیں مزے سے رہیں مسلمانوں کو مارتے رہیں، اور مسلمان مار برداشت کرتے رہیں، کیونکہ بقول علامہ بہاولپوری صاحب یہ ان کے گناہوں کی سزا ہے۔ راقم) ''معیت الٰہیہ ہو اور مار پڑے یہ ہو ہی نہیں سکتا'' یاد رہے علامہ مذکور صاحب ''اہلِ دعوت'' سے مراد ''موجودہ تبلیغی جماعت'' لیتے ہیں، ایک ارشاد یہ بھی فرماتے ہیں ''یہ کام یعنی دین کا کام نہ مساجد کے درس سے، نہ مدارس کی درس وتدریس، اور نہ خانقاہوں کے ذکر واذکار سے ہوگا بلکہ اسی ''دعوت'' کی ترتیب سے ہوگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہی عمل کرتے تھے''

علامہ احمد بہاولپوری صاحب کا یہ بھی ''فرمان'' ہوتا ہے کہ ''کفر نے کبھی مسلمان سے مار نہیں کھائی فرشتے آتے ہیں''۔ بلکہ خود اللہ تعالی آتے ہیں'' ------------

،،،،، ''اللہ تعالی نے دنیا میں دو قسم کے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ ایک بگڑے ہوئے مسلمانوں کی طرف (جو زیادہ تعداد میں آئے) دوسرے کافروں کی طرف (جو کم آئے)'' ان تمام باتوں کا جواب علماء کرام خوب جانتے ہیں، ان کو سمجھ ہے کہ یہ ضابطے کیوں دئے جا رہے ہیں؟ اسکے پیچھے کونسی سوچ کارفرما ہے؟

عموماً کہتے ہیں کہ ’’کافر بغیر کلمہ کے مر رہا ہے دعوت نہیں پہنچی‘‘ (اختصار کے ساتھ جواباً عرض ہے: غزوہ بنی قریظہ اور قبیلہ بنونضیر کے یہود کو ذبح کر کے کھائیوں میں ڈالنا اور نبی کریم ﷺ کی سرپرستی میں ڈالنے کا عمل جو کتب حدیث میں تفصیل کے ساتھ آتا ہے۔ وہاں آپ ﷺ نے انکو کلمہ اسلام کیوں نہیں پڑھایا؟ علامہ صاحب کیا تبصرہ فرمائیں گے؟ نیز مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ (الایۃ) ترجمہ: نبی ﷺ کے لیے یہ مناسب تھا کہ جب اُن کے پاس بدر کے قیدی آئے تو اُن قیدیوں کے خون بہاتا (اور فدیہ نہ لیتے) یہاں اِثْخَان فِى الْاَرْض کا کیا ترجمہ کریں گے؟

(اطلاعاً عرض ہے کہ اس سے مراد کافروں کے خون سے زمین کو سیراب کرنا ہے)

احباب تبلیغ کی طرف سے حضرت علی کرّم اللہ وجھہ کا قول عموماً پیش کیا جاتا ہے کہ ’’ایک کافر کو مسلمان بنا دینا دنیا و مافیھا سے بہتر ہے‘‘ یہاں غور طلب بات یہ ہے حضرت علی ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر بدر، حنین، خیبر کی جنگیں کس سے لڑیں؟ اور اس سے بھی آگے دیکھئے خوراج سے اور خود باہم صفین وجمل میں ’’اجتہادی جہاد‘‘ فرمایا۔ اس میں کیا کہیے گا؟ اہلسنت والجماعت تو اس میں واضح نقطہ نظر رکھتے ہیں جو کتب عقائد میں مذکور ہے یہی علامہ احمد بہاولپوری صاحب ایک کیسٹ میں جزیہ وقتال کا ذکر نہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جہاد تو خود ’’خلیفہ‘‘ ہے۔ اصل تو ’’اعلاء کلمۃ اللہ‘‘ ہے وہ کسی طرح بھی حاصل ہو جائے تو کام چل جاتا ہے، جس طرح وضو کا خلیفہ تیمم ہے مقصد پر عمل اگر کسی اور طریقہ سے ہو جائے تو خوامخواہ خون بہانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور یہ جملہ کہ بھائی ’’قتال‘‘ تو ایک وقتی وعارضی ضرورت تھی جب اصل پر عمل نہ ہو سکے تو یعنی قتال پر تو علاج بالضد کرنا چاہیئے یعنی (تبلیغی کام کر کے ’’منتیں کر کے‘‘) لوگوں کو مسلمان کرنا۔ جس طرح وضو پر قادر نہ ہونے کی صورت میں ’’علاج بالضد‘‘ یعنی مٹی سے طہارت حاصل کرتے ہیں، (اور اس قول کو انھوں نے حضرت مولانا یوسف ؒ علیہ کی طرف منسوب کیا) اس کے بعد بہاولپوری صاحب فرماتے ہیں کہ تم (مسلمانوں) نے یہ کیا کر دیا؟ اسلام کو خونخوار مذہب بنا

دیا۔ کافر اسلام سے بھاگتا ہے۔ نبی ﷺ تو دن میں ان کفار کے پیچھے بھاگے بھاگے پھرتے تھے، اور راتوں کو ان کے لئے دعا کرتے تھے۔ اور پھر آیت پڑھ دی ''وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعٰلَمِیْنَ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعٰلَمِیْنَ'' (الآیۃ) تم تو اس رحمۃ للعالمین نبی (ﷺ) کے امتی ہو، تم خوامخواہ ان کفار کے پیچھے پڑ گئے ہو؟ جس طرح باؤلے کتے کو خون کا چسکا پڑ جاتا اور اُس کا علاج ہمارے پاس نہیں (آجکل امریکہ و یورپ و اسرائیل جو ہاتھ دھو کر مسلمانوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہے، وہ علامہ احمد بہاولپوری صاحب کو نظر نہیں آتا؟) مفتیان عظام ان اکابر تبلیغ کے بیانات کا جائزہ لیں اور فتویٰ صادر فرما کر ان نظریات والوں کی شرعی حیثیت واضح کر دیں تا کہ امانت علمیہ ادا ہو جائے۔

☆وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعٰلَمِیْنَ:

یاد رہے مذکورہ آیت کو اہل بدعت نے اس آیت کو اپنے میلاد کے جلسوں کے لئے موضوع بنایا ہوا ہے۔ اور وہ اس سے اپنے مفادات مالیہ و بطنیہ کے لئے چندے اکٹھے کر کے کھانا پینا کر لیتے ہیں اور یہ نظریہ دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تو بس میٹھی میٹھی سنتیں، میٹھی میٹھی باتیں، میٹھے میٹھے اعمال، غرضیکہ ہر چیز میٹھی میٹھی لے کر آئے۔ ان کو کر لو تو بہت بھلا ہے ورنہ حضور ﷺ کی نیاز دلا کر ''رحمۃ للعالمین'' کے سائے کے نیچے آجاؤ۔ وہ سفارش و شفاعت فرمادیں گے۔ وہ لوگ بھی منکرات پر انکار نہیں کرتے، جہاد و قتال کا ان کے ہاں بھی کوئی تصور نہیں ہے ان کے ساتھ ایک دوسرا ''پڑھا لکھا'' اباحیت پسند طبقہ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعٰلَمِیْنَ کو ''پرامن'' رہنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا لایا ہوا پورا دین جس میں منجملہ ایک جہاد بھی ہے وہ بھی باعث رحمت ہے۔ چنانچہ علمائے حق نے تصریح کی ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کے باقی اعمال عالمین کے لئے رحمت تھے اسی طرح ''جہاد و قتال'' بھی تمام امت کے لئے باعث رحمت تھا، چاہے وہ امت دعوت ہو یا امت استجابت۔ صحیح حدیث شریف میں آتا ہے ''اللہ تعالیٰ اُن بندوں پر انتہائی خوشی کا اظہار فرماتے ہیں، جو جنگ کے بعد زنجیروں میں جکڑے ہوئے اسلام میں داخل ہوتے ہیں اور پھر وہ اسلام

ان کے دخول جنت کا باعث بنتا ہے'' (اوکما قال علیہ السلام)

☆ علامہ احمد بہاولپوری صاحب کا ایک مقولہ یہ بھی ہوتا ہے، ''مسلمانوں کو سزا اپنے اعمال بد کی وجہ سے مل رہی ہے''

اس کے لئے دلیل: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الی اخرالایۃ) دی جاتی ہے۔ لیکن یہ بات مدنظر رہے کہ عام حالات میں تو اَعْمَالُكُم عُمَّالُكُم یعنی تمہارے اعمال تمہارے گورنروں یا حکام کی شکل میں ہونگے، یہ بعض اسلاف کا مقولہ ہے اور حق بات ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جب احمد بہاولپوری صاحب جہاد ومجاہدین کے ضمن میں اور مخلصین مسلمانوں کو بیان کرتے ہوئے یا اُمت پر آئے ہوئے احوال ومصائب جو درحقیقت پُرفتن دور کی پیشن گوئیاں اور کفار کے ظالمانہ اعمال کا ثمرہ ہیں اس آیت وضابطے کو پیش کرتے اور اس کے بعد یہ آیت ونظریہ دیتے ہیں تو بہاولپوری صاحب ان نظریات کو پیش کر کے کہ'' کافر مسلمانوں کو مارتے رہیں، یہ اللہ کی طرف سے مقدر شدہ بات ہے۔ اس میں کفار کا کوئی قصور نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں سے گناہ کئے ہیں'' کیا کوئی ذی شعور مسلمان یہ اوٹ پٹانگ باتیں سن کر جہاد سے رُک جائے گا؟ (جو کہ درحقیقت احمد بہاولپوری صاحب کا مشن ہے) جہاں تک مصائب وآلام کا تعلق ہے یہ تو حق راستے کی نشانیاں ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ جب کسی جگہ سے جہاد ومجاہدین کی مخالفت ہو تو عمومی طور پر ہر آدمی کا ذہن عراق، افغانستان، فلسطین کے جہاد ومجاہدین کے شرعی جہاد کی طرف جاتا ہے۔ اس کی دوسری تاویل نہیں کی جا سکتی۔ کہ علامہ صاحب کا مقصد فلاں جماعت یا فلاں فرد تھا۔ بلکہ علامہ صاحب کو وضاحت کے ساتھ نام لیکر بیان کرنا چاہیئے

☆ جماعت تبلیغ علی منہاج النبوۃ ہے یا نہیں؟

ایک اور سوال شروع سے ہی بڑے شد ومد سے موضوع بحث رہا کہ یہ کام (تبلیغی کام اس طریقے پر) ''علی منہاج النبوۃ'' ہے بھی یا نہیں؟

چنانچہ اگر جماعت کا کام عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّۃ ہوتا اور اگر وہی دعوتِ شرعیہ ہوتی جو شرعی دعوت ہے تو اس پر بھی وہی تکالیف ومصائب وشدائد آتے۔ جو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)، تابعین، تبع

تابعین، مجاہدین پر آئے۔ قرآنی اصول ہے وَلَنَبلُوَنَّکُم حَتّٰی نَعلَمَ المُجَاهِدِینَ مِنکُمْ وَ الصّٰبِرِینَ وَنَبلُوَا اَخبَارَکُم (الایۃ)۔

اس اصول کے تحت آپ پر یہ احوال کیوں نہیں آئے؟ نسبت وتناسب، کمی زیادتی تحمل وبرداشت کے لحاظ سے بڑھتی گھٹتی ہے ان اشد البلاء الانبیاء، ثم الامثل فالامثل کا قانون اپنی جگہ حق ہے، لیکن ہم نے آپ کی اس جماعت میں کبھی کوئی تکالیف نہیں دیکھیں۔ قرآن کریم کی آیت الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّترَکُوٓا اَنْ یَّقُولُوٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفتَنُونَ‘ (الایۃ) کے تحت آپ پر بھی کیوں نہ آزمائش آئی؟

ایک حدیث کا اردو مفہوم ہے: کہ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی سنتوں اور منہاج پر عمل کرنا چاھتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا ”تو پھر مصائب کے لئے تیار ہو جا، تجھ پر مصیبتیں ایسے آئیں گی جیسے بلندی سے پانی نیچے کو آتا ہے“۔ آپ پر ایسی مصیبتیں کیوں نہیں آتیں؟ (قطع نظر اس سے کہ ہمارے بعض علماء کرام کے خیال میں تبلیغی جماعت کا کام یعنی وعظ وارشاد اپنی تمام شرائط کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ایک مباح یا جائز کام ہے اور بعض حضرات علی الاعلان اسکو بدعت حسنہ میں شمار کرتے ہیں)

البتہ یہ دیکھا گیا ہے کہ اُن یورپین وامریکن ائیرپورٹوں پہ آپ پروہ پابندیاں نہیں، جو آپ جیسے داڑھیوں والے کچھ دوسرے لوگوں پر ہیں۔ وہ لوگ چیکنگ کے مراحل سے گزر کر آخر کار پکڑے جاتے ہیں، ماوراء عدالتوں میں لے جائے جاتے ہیں، اُن کے ناخن اکھیڑے جاتے ہیں، برہنہ کیا جاتا ہے۔ جزیرہ کیوبا گوانتانامو بے جیل، ابوغریب جیل عراق، میں مبتلا ہیں۔ وہاں آزمائشوں کی گھڑیوں میں مسلمانوں سے دور اللہ تعالی سے آہ وزاریاں کررہے ہیں، یہ وہی آہ وزاریاں اور مصائب کی شکلیں ہیں جو شعب ابی طالب کی یاد دلاتی ہیں، حضرت بلال وخبیب رضی اللہ عنہما کے مصائب کی یاد دلاتی ہیں۔ قرآن کی آیت: الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّترَکُوٓا اَنْ یَّقُولُوٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفتَنُونَ (الایۃ) کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ آپ کبھی ملا عبدالسلام ضعیف کی وہ تلخ اور مسلمانوں کے سر کو شرم سے جھکا دینے والی، بلکہ انسانیت

کے سروں کو جھکا دینے والی جیل کی یادیں جوان کی کتاب ''جرم ضعیفی'' کے اندر ہیں، جوانھوں نے پاکستان سے گوانتانا موتک کے مظالم لکھے، اس کا مطالعہ فرمائیں۔ تو آپ کو بھی یورپ وامریکہ کی عام پبلک کی طرح اندازہ ہو جائے گا، کہ مجاہدین پر کتنی سختیاں ہو رہی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی عام پبلک بھی اس ظلم پر سراپا احتجاج بن گئی۔ (جس وقت یہ تحریر لکھی جا رہی ہے، تو خبریں کچھ یوں آ رہی ہیں، کہ سیاہ فام صدر بارک اوبامہ نے اس جیل کو صرف اور صرف اس وجہ سے بند کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔ کہ اس سے دنیا میں امریکہ کی بدنامی ہو رہی ہے۔ اور امریکہ کی وہ نام نہاد جمہوریت جس کا ڈہرا معیار ہے، اس کے بارے میں غلط تاثر ابھر رہا ہے۔ اگرچہ یہ حکم ایک سال بعد لاگو ہوگا اور اس طرح کے ٹارچر سیل تو پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے اندر بھی اُن صلیبی ویہودی آقاؤں کو خوش کرنے اور ڈالر وصول کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ (الایۃ) ترجمہ: جو شخص یہود ونصاریٰ کا ساتھ دے گا اس کا حکم بھی وہی ہے'' اس آیت کے تحت ان آقاؤں کے ملازمین کا بھی شرعاً وہی حکم ہے، جو آقاؤں کا ہے۔ (مسلمانوں کو ان دنوں ''علمائے ہند کا شاندار ماضی اور علمائے حق کے مجاہدانہ کارنامے'' پڑھنے چاہیئے جو حضرت مولانا محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات ہیں)

خدارا۔۔۔! مسلمانوں کو وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ (الایۃ) سے نہ روکیں، ورنہ امت مسلمہ کے لئے پوری دنیا گوانتانا مو جیل بنا دی جائے گی۔

حضور نبی کریم ﷺ کو طائف کے سفر میں دعوت پر پتھر پڑیں اور آپ پر نوازشیں ہوں؟ وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ یہ وہ تبلیغ شرعی نہیں جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیا کرتے تھے ورنہ آزمائشیں اور نتائج بھی وہی سامنے آتے۔ جہاں تک آپ کی نمازوں، روزوں کا مسئلہ ہے تو ہم نے وضاحت کے ساتھ لکھ دیا ہے کہ کفر کو آپ کی نماز، روزوں اور اس قسم کی تبلیغ وغیرہ سے خطرہ نہیں، یہ تو آپ ان کی حکومتوں کے زعم میں ان کے امن وامان کیلئے رضا کار پیدا کر رہے ہیں۔ کفر کو اصل خطرہ اسلامی نظام اور اس دین اسلام کے تمام ادیان پر غالب ہو جانے سے ہے۔ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (الایۃ)

مسلم کو جو ہند میں ہے سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

ایک اور بات جو صدر مفتی جامعہ اشرفیہ نے راقم کو ایک مجلس میں ارشاد فرمائی وہ یہ کہ تبلیغی جماعت والوں سے پوچھا جائے کہ آپ تبلیغی جماعت والوں کا کام علیٰ منھاج النبوۃ ہے یا نہیں؟ اگر علی منھاج النبوۃ ہے تو تیئیس ۲۳ سال کے اندر تو شریعت اور امارت شرعیہ کا قیام ہو جاتا، کم از کم تین سو تیرہ (۳۱۳) احباب کا ایمان بن جاتا، اور وہ جہاد کے قابل ہو جاتے۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ تو صحابہ تھے اور ساتھ نبی ﷺ تھے، تو آپ کا دعوٰی ہے کہ آپ بھی تو نبیوں والا کام کر رہے ہیں نیز آپ کا یہ بھی دعوٰی ہوتا ہے کہ ''محنت'' پر نتائج مرتب ہوتے ہیں، ''اشخاص'' پر نہیں ہوتے۔ تو آپ کے اصول کے تحت تو تیرہ سال بعد تو تین سو تیرہ ۳۱۳ حضرات صحابہ کرام ؓ کی طرح دشمن کے مقابلے میں تلوار تانے ''اللہ کی معیت'' کے ساتھ کھڑے ہوتے؟ مگر نظر یہ آ رہا ہے کہ کام علی منھاج النبوۃ نہیں ہے۔ یہ آپ کا قاعدہ ہے آپ اس کا جواب دیں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ ابھی تک ۳۱۳ تین سو تیرہ بھی تیار نہیں ہوئے، تو آپ کے خیال میں یہ ''بانجھ امت'' ہے نجانے کوئی آدھا مؤمن ہے بھی یا نہیں؟؟؟

طالبان کو دیکھئے صومالیہ والوں کو دیکھئے چیچنیا، عراق، فلسطین کے مجاہدین کا کردار و عمل دیکھئے کام ''علی منھاج النبوۃ'' ہے، ان پر وہ تکالیف اور صورتیں ہیں اور قوموں کی تاریخوں میں ۲۰؛ ۳۰ سال کوئی زیادہ نہیں ہوتے جو اس طرح کا کام کرنے والے پر آتی ہیں، فتوحات کا دور کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے اور یہی بات حضرت ابوسفیان ؓ نے قیصرِ روم کے دربار میں جب سوال و جواب ہوا تو قیصرِ روم نے یہ بھی پوچھا تھا کہ فتح و شکست کا سناؤ کہ تم غالب آتے ہو یا وہ؟ تو حضرت ابوسفیان ؓ جو اس وقت مشرف باسلام نہ ہوئے تھے جواب دیا تھا کبھی ہمیں فتح ہوتی ہے کبھی انہیں۔ قیصرِ روم نے کہا تھا یہی اہل حق کی علامت ہے اور یہ تسلسل و امتحانات ہیں (اللہ تعالی نے چاہا تو بڑی فتح مبین اسی راستہ (جہاد) سے حضرت مھدی رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھوں آئیگی لیکن جہاد کا تسلسل جاری رہے گا۔ الجہاد ماض الی یوم القیمۃ (الحدیث) (اگر چہ

بہاولپوری صاحب کا فرمان ہے کہ دوسری صدی ہجری سے جہاد نہیں ہو رہا)

☆ ’’کافر کافر کو مار رہا ہے‘‘:

قارئین کرام! علامہ احمد بہاولپوری صاحب کے بیانات پر غور کریں، یہ مقولہ وہ مجاہدین کے بارے میں فرماتے ہیں گویا ان کے نزدیک دنیا میں ایمان و مؤمن نام کی کوئی چیز ہی نہیں۔ کیونکہ ’’ایمان‘‘ جو نہیں بنا۔ مجاہدین بھی کافر اور جن کفار سے نبرد آزما ہیں وہ بھی کافر۔ امت محمدیہ ﷺ نے یہ حال بھی دیکھنا تھا، حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی ادنیٰ سی چنگاری کفر کا خرمن پھونک سکتی ہے۔ مسلمانو! ذرہ حرکت تو کر کے دیکھو، برکتیں خود دیکھ لو گے۔ امریکہ ، برطانیہ اور غیر مسلموں نے دیکھ لیں، دنیا نے دیکھ لیں نہ دیکھ سکے تو اپنے نہ دیکھ سکے ’’چراغ تلے اندھیرے‘‘ والی بات ہے۔ اگر علامہ بہاولپوری صاحب سمجھتے ہیں کہ ان کی جماعت ہی مومن ہے اور ایمان بنانے والا مدرسہ کھولے بیٹھی ہے تو پھر کفر کے خلاف ان کو جہاد کرنا چاہیئے۔ اگر ایک آدھ مومن ہو تو آپ ﷺ کو ایک یہ بھی حکم ہے **لاتکلف الا نفسک وحرض المومنین عسی اللّٰہ اَن یکف بأس الذین کفروا واللّٰہ اَشد بأسا واَشد تنکیلا** (الایۃ)

☆ خلافت کی انوکھی تعریف:

ایک ملفوظہ یہ بھی صادر ہوتا ہے ’’دوسری صدی ہجری سے کوئی جہاد نہیں ہو رہا، اسلاف کے مارے ہوئے سانپ کو مار کر جہادی بنے ہوئے ہیں‘‘ اور ’’خلافتِ اسلامیہ‘‘ کا یہ مقصد نہیں کہ ملک یا کسی خطے پر قبضہ کر کے وہاں چند شرعی حدود و احکام کا نفاذ کیا جائے (اشارہ امارتِ اسلامیہ طالبان کی طرف ہے) بلکہ خلافتِ اسلامیہ کا مقصد یہ ہے کہ ’’آدمی ایسے اوصاف پیدا کر لے کہ دنیا کا ذرہ ذرہ اس کے تابع ہو جائے پھر وہ ہواؤں کو حکم دے، ہوائیں چلنے لگیں، سمندروں کو حکم دے سمندر تھم جائیں‘‘ (رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِي (الایۃ) یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام والی حکومت مل جائے۔ ایسی حکومت تاریخ اسلامی میں کس کو ملی ہے؟ راقم) ارشاد فرماتے ہیں۔

’’معیتِ الٰہیہ ہو اور مار پڑے، یہ ہو ہی نہیں سکتا‘‘۔

سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ شھید ہوئے، خود آپ ﷺ کے دندان مبارک شھید ہوئے، غزوہ موتہ و یرموک میں شھادتیں ہوئیں، ماریں پڑیں۔ اس وقت ان کے ساتھ ''معیت الہیہ'' تھی یا نہیں؟ وہ ''اصحاب دعوت'' تھے یا نہیں؟ آپ کے قاعدہ کے مطابق نہ تو شھید ہوتے نہ مار پڑتی بلکہ ''صاحب دعوت'' ہونے کے ناطے ان کے سامنے دشمن بچ نہ پاتا۔ ورنہ دوسری صورت میں نعوذ باللہ آپ نہ ان صحابہ کرام ؓ کو اصحاب دعوت مانتے ہیں نہ ان کے ساتھ ''معیت الہیہ'' ہوتی تھی۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ جب مرکز میں علامہ احمد بہاولپوری صاحب کی اِن باتوں کو پہنچایا جاتا ہے تو وہاں سے یہ جواب ملتا ہے۔ ''بس بوڑھے ہوگئے ہیں ان کو سمجھ نہیں آتی ان کے لئے بس دعا کریں''۔ سوال یہ ہے کہ شرعی طور پر ایسے آدمی کو لاکھوں، ہزاروں کے مجمع میں بیان دینا چاہیئے؟

☆ احتساب و براُت:

اس کو شریعت میں عقیدہ ''الولاءہ والبراءہ'' کہا جاتا ہے جس کا فقہی معنی یہ ہے کہ جو شریعت مطہرہ کے مطابق عقائد و اعمال کرے اس کے آپ مؤید و ولی اور دوست ہوں اور جو مذکورہ ضابطے کے مطابق پورا نہ اترتا ہو (اور باوجود سمجھانے کے) اپنی بات پہ اڑا رہے اس سے علی الاعلان براُت کا اظہار کیا جائے اس کے لئے تو بہت ساری نصوص قرآن و سنت و عمل صحابہ ؓ سے ثابت ہیں، ہم روزانہ عشاء کی نماز میں دعاءِ وتر میں ونخلع ونترک من یفجرک پڑھتے ہیں اس کا معنی بھی یہی بنتا ہے اس لئے تبلیغی جماعت کے ارباب حل وعقد سے یہ گذارش ہے کہ اس عقیدے کی روشنی میں آپ اپنے مقررین مثلاً علامہ احمد بہاولپوری صاحب ※ مولوی طارق جمیل صاحب، یا جماعت کے دیگر مقررین مثلاً مرکز کے امام مولوی جمیل صاحب کی آراء و افکار کا دفاع کریں گے یا نہیں؟ یعنی انہیں قدر سے دیکھتے ہیں یا نہیں؟

اگر نہیں دفاع کرتے تو اُن کو ''مرفوع القلم'' (یعنی جن پر شریعت کا حکم نہیں آتا، مثلاً معصوم بچے یا پاگل، مجنون وغیرہ) سمجھتے ہیں تو پھر اُن سے علی الاعلان براُت کا اعلان فرمایئے۔ اور منبر پر نہ آنے دیں ورنہ آپ کے خیال و افکار بھی وہی سمجھے جائیں گے۔ جن کے بارے میں ہم نے مکمل اظہار رائے کیا ہے، صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں ہوگا کہ ''وہ بات کو سمجھتے

نہیں''، کہ ''وہ عمر اس حصے میں پہنچ چکے ہیں بس اب ان کے لئے تو دعا ہی کریں''...... تو اس سلسلے میں گذارش یہ ہے کہ انہیں اتنے بڑے مجمع میں بیان کیوں دیا جاتا ہے؟ اگر مجبوری ہے تو اس کے پیچھے کونسی قوت کارفرما ہے؟ یا کونسی شرعی مجبوری ہے؟

☆ راقم نے ایک کتاب کے ابتداء میں پروفیسر احمد بہاولپوری صاحب کا نام لکھا ہوا دیکھا تھا اور اس میں ان کے نام کے ساتھ پروفیسر لکھا ہوا تھا، جس پر یہ گمان ہوا کہ پروفیسروں سے اس قسم کی باتیں بعید نہیں ہوتیں، لیکن ایک مقتدر شخصیت سے یہ سن کر بڑا رنج وتعجب ہوا کہ موصوف دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہیں اور میرے استاد ہیں تو بے اختیار یہ شعر دماغ میں گردش کرنے لگا

فان کنت لاتدری فتلک مصیبة۔۔۔۔۔و ان کنت تدری فالمصیبة اعظم

بہر حال کتاب وسنت، واجماع الصحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف الصالحین کے مقابل ہمارے لئے کوئی حجت نہیں، اور نہ ہی اکابر علماء دیوبند کے یہ افکار واعمال تھے۔

جیسا کہ ہم آگے احباب تبلیغی جماعت کے بیان کریں گے تو وہاں عموماً جماعت کی انفرادی یا عمومی افکارِ باطلہ کا ذمہ دار جماعت کو نہیں ٹھہرایا گیا اور یہ کہہ دیا گیا کہ برائیاں کس جماعت میں نہیں ہوتیں؟ سوال یہ ہے کہ احتساب، برأت، نمائندگی نہ دینا منبر پر نہ آنے دینا یہ تو آپ کے اختیار میں ہے نا؟ آپ نے کبھی کارگزاری میں اپنے کارکنوں سے یہ بھی پوچھا ہے کہ کتنے آئمہ مساجد وعلماء کرام سے توڑ پیدا کر کے آئے ہیں، کتنے علماء کو مصلوں سے کھینچا ہے، کتنی مساجد کی کمیٹیوں پر قبضہ کیا ہے، اور محلوں میں آپ کے خلاف کیا کیا شکایات ہیں؟ کارکنوں سے ہی جماعت بنا کرتی ہے، اور کارکن ہی جماعت کے سفیر اور کارندے ہوتے ہیں، وہی نیک نامی یا بدنامی کا باعث بنتے ہیں، آپ نے جہاں مرکز میں ایک قید خانہ بنایا ہے وہاں ایک عدالت بھی قائم فرمالیں، جس کو شعبہ احتساب کا نام دے دیں۔

☆ خواص وعوام:

آج کل مرکز میں یا اجتماع کے موقع پر ''خواص'' کے خصوصی جملے کا استعمال بڑے بڑے وزراء اور امراء دنیویہ ''زمین داروں''، ''صنعت کاروں'' کرکٹروں'' اور ''موسیقاروں'' کے لئے ہو رہا ہے (اور موسیقاروں اور فنکاروں سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ آپ نے جو اتنے ''پاک صاف'' کمائی کے کاروبار سے کوٹھیاں بنائیں گاڑیاں لیں اور جو دیگر مال بنایا کیا وہ بھی مشرف بالتبلیغ ہو کر حلال ہو گیا؟ بعض تو ساتھ ساتھ گانے بھی گاتے ہیں او وقت بھی لگا رہے ہیں) جبکہ حضرت مولانا الیاس صاحب ؒعلیہ کے زمانہ میں اس کا استعمال ''علماء کرام وطلباء کرام'' کے لئے تھا اسی سے آپ تبدیلی کا اندازہ لگالیں۔ ''شیخ الحدیث'' اور ''مفتی'' عام مجمع میں عوام کے ساتھ ہوتا ہے (ویسے یہی سنت نبوی ﷺ ہے) لیکن نہ جانے ان ''دنیا داروں'' اور سابقہ یا موجودہ ''فساق وفجار'' کو بھی خواص کا لقب کیوں دیا گیا؟ آنحضرت ﷺ پر تو ایک دفعہ ایک ''مصلحت ضروریہ'' کی وجہ سے ایسا کرنے پر تو سورۃ عَبَسَ وَتَوَلّٰی نازل ہوئی۔ خواص وعوام کا معیار تو اسی دن متعین ہو گیا تھا اب نہ جانے یہ کون سے ''خواص'' کن وجوہات کی بنا پر بنا دئے گئے؟ حدیث شریف کا ہر طالبعلم جانتا ہے کہ تالیف قلب کا دروازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بند کر دیا تھا۔ اور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع ایک عام سی سواری اور ایک عام سے کجاوے پر ادا فرمایا تھا، آپ بھی تو نبیوں والا کام کر رہے ہیں۔ شاید عوام کو یہ معلوم نہیں کہ حضرت مولانا زکریا کاندھلوی ؒ نے اپنی آخری عمر میں خطوط کے ذریعے اپنے متوسلین سے جماعت کے موجودہ کام سے بیزاری کا اظہار فرمایا تھا۔ اور انہی بے اعتدالیوں کی وجہ سے بہت سارے مخلصین احباب جماعت تبلیغی جماعت سے علیحدہ ہو گئے اور ہو رہے ہیں، اللهم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین (امین) یہ آنحضرت ﷺ کی مبارک دعا تھی۔

☆ جوڑ ہی جوڑ اور توڑ نہیں:

اس کا مظاہرہ عموماً اپنوں کے ساتھ توڑ اور دوسروں کے ساتھ جوڑ کی صورت میں ہوتا ہے جوڑ چاہے شیعہ، بریلوی، مودودی یا دوسرے باطل فرقوں کے ساتھ ہو، اور اس جوڑ کو کرتے کرتے توڑ چاہے صحابہ کرام ؓ اور اپنے ہی طبقہ کے علماء سے ہو جائے۔ چنانچہ اس باطل

نظریے نے ایک اور باطل نظریے کو جنم دیا جس کا اظہار وہ ان لفظوں میں کرتے ہیں،

☆ کفر کو برا سمجھو، کافر کو برا نہ سمجھو:

اگر اس نظریے کو مان لیا جائے ،تو تمام کفار اچھے ،شرابی اچھے ،زانی اچھے ، ڈاکو اچھے ، چور اچھے ۔ اگر اس نظریے کے مطابق افکار و نظریات بتائے جائیں ،تو پھر ’’زنا‘‘ کو کوڑے لگیں نہ کہ ’’زانی‘‘ کو اور اسی طرح ’’شرابی‘‘ اچھا ہوگا اور شراب کی بھری ہوئی ’’بوتل‘‘ اچھی نہیں ہوگی ،اور اسی طرح اور اعمال و میٹریل کو بھی دیکھ لیں ،صرف وہ اچھا نہیں ہوگا ۔ چنانچہ اس نظریے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ:

> اشداء علی الکفار رحماء بینهم، ان اللّٰہ یحب المحسنین، یحب المجاهدین اور لایحب الکافرین، لایحب الظالمین، لایحب الفاسقین، لایحب المقسطین:

وغیرہ وغیرہ اصطلاحات شرعیہ باطل و فاسد ٹھہریں گی (نعوذ باللہ) کچھ تو ہوش کے ناخن لیں ۔ ! اس تبلیغی مقولے کا ایک نقصان عظیم یہ بھی ہے ، کہ جب یہ نظریہ پختہ ہو جائے گا ،تو باطل فرقے اور اہل باطل مثلاً یہود و نصاری برے نظر نہیں آئیں گے ۔ جب برے نظر نہ آئیں تو ان کو دعوت بالقتال دینا کیسے ممکن ہوگا ؟ گویا کفار کو کھلی چھٹی مل گئی ، وہ ’’توبہ‘‘ کرنے تک مسلمانوں کو مارتے رہیں ، کیونکہ ایک باطل نظریہ یہ بھی دیا جاتا ہے ، کہ کافر کو اس لئے برا نہ سمجھو ، کہ وہ کسی بھی وقت ’’توبہ‘‘ کر سکتا ہے ۔ سبحان اللہ ! یعنی ظاہری شریعت کے احکامات کو بیکار کرنا پھر چور ، ڈاکو ، زانی ، شرابی وغیرہ وغیرہ کو سزا کا کیا مطلب ؟ ونخلع ونترک من یفجرک کا کیا مطلب ہوگا ؟ عقلیات میں مناطقہ بھی کہتے ہیں کہ اوصاف بغیر ذات کے نہیں پائے جاتے ،تو پھر چوری ، ڈاکہ ، زنا وغیرہ وغیرہ بغیر ذات و اشخاص کے کیسے پائے جائیں گے ؟ رہا صوفیائے کرام کے ہاں کسی برے کو برا نہ سمجھنا ،تو وہ ایک انتہائی باریک فرق ہے ۔ جس میں مسئلہ ’’کبر‘‘ کا پیدا نہ ہونا ہے ۔ بہر حال کافر عند اللہ و عند الناس مبغوض ہی ہے ، حدیث شریف میں آتا ہے من احب للّٰہ و ابغض للّٰہ فقد استکمل ایمانه (الحدیث) ترجمہ : جس نے اللہ ہی

کے لئے محبت کی اور اللہ ہی کی وجہ سے بغض رکھا اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا، البتہ جناب رسالت مآب ﷺ نے مومنین کو اس موقع پر ایک دعا تلقین فرمائی، اور وہ یہ ہے۔ **الحمد للہ الذی عافانی ممّا ابتلاک بہ و فضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا** یہ وہ دعا ہے کہ جب کسی کو روحانی یا جسمانی مرض میں مبتلا پائے اسکو دیکھ کر دل میں پڑھ لیا جائے۔ (ایک ضروری وضاحت) بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اور باطل فرقے تھوڑے تھے آپ نے ان تبلیغی جماعت والوں کی مخالفت شروع کر دی میں نے ان سے عرض کیا یہ مخالفت نہیں یہ تو منشاء شریعت اصطلاح ہے ایسے جب کچھ لوگ شراب کو زم زم کر کے پیش تو اس وقت وضاحت بھی ضروری ہو جاتی ہے باقی باطل فرقے تو وہ الحمد للہ پہچانے گئے ہیں۔

☆ارباب تبلیغی جماعت کے ارشادات وافکار ”جہاد وقتال“ کے بارے میں:

علامہ احمد بہاولپوری صاحب تو فرماتے ہیں ”میں ایسے جہاد کو نہیں مانتا، جس میں جوتے پڑیں۔ علامہ صاحب سے گذارش ہے! جہاد وقتال میں مارنا اور مرجانا ہی تو ہوتا، وہاں مٹھائی نہیں بٹا کرتی اور نہ ہی ”اکرام“ ہوتا ہے، فیقتلون ویقتلون کا قرآنی فیصلہ ہے۔ علماء کرام کو بہاول پوری کے بارے میں فیصلہ کرنا چاہیئے۔

نیز فرماتے ہیں اور جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ان کے نزدیک آج کل کے مجاہدین ”اسلاف کے مارے ہوئے سانپ کو مار کر جہادی بنے ہوئے ہیں۔ الخ“۔ اور ”جہاد کئی صدیوں سے نہیں ہو رہا“

مولوی طارق جمیل صاحب کا بھی یہی کہنا ہے کہ ”ابھی وقتِ جہاد نہیں اور ان کا کہنا ہے کہ علامہ احمد بہاولپوری صاحب کی باتوں کو اگر غور سے سنا اور سمجھا جائے تو وہ بھی صحیح کہتے ہیں۔ کیونکہ ”مصالح الانام“ نامی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جب جہاد کا فائدہ نہ ہو تو اس وقت جہاد نہ کیا جائے اور علامہ صاحب اسی کتاب کے تناظر میں بیان فرماتے ہیں“ راقم نے مکتبہ الشاملة میں اس کتاب کو ڈھونڈھ ہی نکالا، مگر اس میں کہیں بھی اس قسم کا ضابطہ جو علامہ بہاولپوری صاحب بیان فرماتے ہیں وہ نہ ملا البتہ اس کے برخلاف جہاد کے فوائد اور فضائل ملے) اور مولوی جمیل

صاحب (امام مرکز) سے جب یہ سوال کیا گیا کہ ان حالات میں یعنی امریکہ و ناٹو افواج عراق وافغانستان میں نیز پاکستان کے شمالی علاقوں میں مسلمانوں کے خلاف کاروائیاں کر رہی ہیں۔ تو اس سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں اور جماعت کا کیا موقف ہوگا؟ تو فرمانے لگے کہ ہم لوگ امت کو بنا رہے ہیں اور تم بگاڑ رہے ہو'' حضرت حسین ؓ سیّد شاہ اسماعیل شہید سیّد احمد بریلوی ؒ نے کیا پایا۔ یا یہ کہ انھوں نے کیا کر لیا؟ شہید کا لقب تو پالیا مگر امت کا اجتماعی فائدہ کیا ہوا؟''

ایک سوال بڑی شد و مد کے ساتھ یہ کیا جاتا ہے کہ شاہ اسمٰعیل شہید ؒ و سید احمد شہید ؒ نے کیا پالیا؟ اور امت کو کیا فائدہ ہوا؟ سارا مسئلہ بکھر گیا۔ کیونکہ انہوں نے طاقت کے زمانے پر ضعف کے زمانے کو قیاس کر کے جہاد کیا تھا۔ یہ مولوی طارق جمیل کا مؤقف ہے اور اس میں وہ علماء دیوبند کو بھی شامل کر لیتے ہیں جو شاملی کے معرکے میں اترے تھے، مناسب سمجھا جاتا ہے کہ ہم حضرت شاہ صاحب کی زبانی ہی ان معترضین حضرات کو جواب دے دیں۔

☆ کیا جہاد میں کفار کیلئے قوت میں برابری شرط ہے؟

(مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید ؒ کا ایک تاریخی خط) مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید ؒ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ کے پوتے۔ امیر المومنین سید احمد شہید ؒ کے رفیق خاص اور نہ صرف برِصغیر بلکہ عالمِ اسلام کی ایک نابغۂ روزگار شخصیت تھے۔ آپ ؒ اپنی ذات میں علم کا ایک ایسا سمندر تھے جو دین اسلام کے بہت سے شعبوں کا احاطہ کئے تھا۔ ساتھ ہی آپ ؒ توفیقِ الٰہی سے عمل کی ایسی رفعت و بلندی پر فائز تھے جو بہت ہی کم افراد کو عطا ہوتی ہے۔ آپ ؒ تیرہویں صدی ہجری میں برِصغیر میں اسلام و مسلمانوں پر انگریزوں، سکھوں اور دیگر کفری اقوام کے تسلط کے خلاف سید احمد شہید ؒ کی قیادت میں اٹھنے والی عظیم تحریکِ جہاد کے روحِ رواں اور سرگرم قائد و سپہ سالار تھے۔ ایک جانب آپ ؒ نے برِصغیر کے کونے کونے میں احیائے دین اور اصلاحِ امت کی تعلیم پہنچائی تو دوسری جانب محاذوں پر صفِ اول میں کھڑے ہو کر کفار کے مقابل مجاہدین کی سپہ سالاری فرمائی۔ پھر جب سید احمد شہید ؒ کی امامت میں اسلامی امارت قائم ہوئی تو آپ ؒ نے ذمہ داری کی حیثیت سے زندگی کے ہر لمحے کو وہاں کھپا دیا۔ ہجرت و جہاد اور تمکین کے اس تمام دور میں شاید کوئی آرام کی گھڑی آپ کی

قسمت میں آئی ہو، نہ دن میں فراغت نہ شب میں استراحت۔ اور اسکے رسول کی محبت واطاعت اور دین اسلام کے احیاء وقیام کے لئے مسلسل عزیمت کی راہ پر مشقتوں کا سفر کرتے رہے، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ علم کا اصل مقصد اللہ تعالی کی رضا میں کلمہ توحید کی سربلندی اور کلمہ کفر وکفار کی سرنگونی وبیخ کنی ہے اور اس علم پر عمل کی انتہا تو مرتبۂ شہادت سے سرفرازی ہی ہے۔ لہذا عالم اسلام کا یہ عظیم عالمِ دین ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ کو بالاکوٹ کے مقام پر اپنے بیمثال قائد کے ہمراہ اس حال میں شہید ہوا کہ ہاتھ میں ننگی تلوار تھی، کندھے پر بندوق تھی اور پیشانی مبارک سے رِستی خون کی بوندیں چہرے اور داڑھی کو رنگین کئے جارہی تھی، اور رہتی دنیا تک یہ پیغام دے رہی تھیں کہ علم کا مدعا اور اس کی ابتدا وانتہا آنحضرت ﷺ، صحابہ کرام ؓ اور اسلاف ؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عزیمت کی راہ کو اپنانا اور اس میں متاع جان کو کھپانا ہے۔ ذیل آپ ؒ کے خط کا ایک حصہ پیش کیا جارہا ہے جو آپ نے محاذ پر قیام کے دوران ہندوستان میں اپنے ایک رفیق میر شاہ علی صاحب کو لکھا تھا۔ اس خط میں آپنے امیر المجاہدین سید احمد شہید ؒ کے متعلق معترضین کے مختلف اعتراضات وشبہات کا شرعی جواب دیا ہے۔ ان میں سے ایک نمایاں اعتراض یہ تھا کہ مجاہدین کو دشمنوں کے برابر طاقت حاصل نہیں ہے۔ آج بھی مجاہدین اور ان کے قائدین پر یہی اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس امریکہ، نیٹو اور ان کے اتحادیوں کے مماثل ٹیکنالوجی اور قوت موجود نہیں اور قوت کے اس صریح عدمِ توازن کی حالت میں جہاد کرنا درست نہیں۔ لہذا اس کا جواب شاہ صاحب ؒ کے قلم سے پیش کیا جارہا ہے۔ یہ جوابِ خط جہاں تبلیغی جماعت کے پروفیسروں وعلاموں کیلئے راہ ہدایت ہے وہاں جمہوریت کو مشرف باسلام کرنے والے اہل بصیرت لیڈروں کیلئے بھی صراط مستقیم جو موجودہ جمہوریت کے ذریعے شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں۔ مسئلہ صرف اپنے نظریات کو صحیح کرنے وسلف الصالحین کی طرف پلٹنے کا ہے۔ رہی یہ بات کہ شاہ صاحب ؒ نے کیا کرلیا تھا؟ تو ہم اس کا جواب حقائق کی روشنی میں یہ دے سکتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب ؒ نے کتاب وسنت وعمل صحابہ ؓ کے دائرے میں جو کچھ تھا وہ انہوں نے کر دکھایا۔ خلافت بھی قائم فرمائی۔ ان کے اعمال کتاب وسنت سے ہٹ کر نہ تھے اور یہی سب سے بڑی کرامت ہے اور انسان سے علی منہاج الکتاب والسنہ کام کی پوچھ ہوگی

اور اس کا مکلف نتائج کی ذمہ داری انسان کے اوپر نہیں، وہ اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہیں۔

☆ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خط کا متن (بہاول پوری بمع طارق جمیل اینڈ کمپنی متوجہ ہو) :

"ہم مان لیتے ہیں شوکت قویہ کا حاصل ہونا اہل شوکت کے ساتھ جہاد کرنے کی شرط ہے اور آنجناب (یعنی سید احمد شہید) کو بالفعل قوت وشوکت حاصل نہیں، لیکن میں پوچھتا ہوں کہ امام وقت کیلئے شوکت حاصل کرنے کا طریقہ آخر کیا ہے؟ کیا شوکت اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ ایک شخص اپنی اماں کے پیٹ سے فوجوں، لشکروں اور سامان جنگ کے ساتھ پیدا ہوتا ہے، یا جس وقت جہاد کرنے کیلئے مستعد ہو جاتا ہے، اسی وقت فی الفور غیب سے تمام لشکر وافواج اور سامانِ جنگ عطا ہو جاتا ہے؟ یہ بات نہ کبھی ہوئی ہے اور نہ کبھی ہو سکتی ہے۔ اس کا طریقہ یہی ہے کہ جس طرح امام کا مقرر کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے اور اس میں مداہنت موجب معصیت ہے، اسی طرح امام وقت کو قوت وشوکت فراہم کرنا بھی ان کا فریضہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کے گرد جمع ہو جائیں اور ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق سامان جنگ فراہم کرنے کی کوشش کرے اور اس کو امامِ وقت کے سامنے پیش کرے اسی لئے آیتِ کریم **واعدوا لھم ما استطعتم** (الایۃ۸:۶۰) اور آیت **جاھدوا باموالکم وانفسکم** (الایۃ۹:۴۱) میں تمام مسلمانوں کو خطاب تھا، نہ کہ صرف آئمہ کو۔ پس ہر وہ شخص جو کہتا ہے کہ امام کی قوت وشوکت جہاد کی شرط ہے اور یہ شوکت ہم کو حاصل نہیں، اس کو لازم ہے کہ پہلے خود آئے اور بقدرِ استطاعت سامانِ جنگ ساتھ لائے اور اس معاملے میں کسی دوسرے کی شوکت کا انتظار اصلا جائز نہیں۔ جہاد کے معاملے میں جو تعویق وتعطیل واقع ہوگی، اس کا وبال تمام خانہ نشین اور پیچھے رہنے والے لوگوں کی گردنوں پر ہوگا، جس طرح نماز جمعہ کی ادائیگی ہر شخص پر واجب ہے، اور اس کا ادا جماعت کے بغیر متصور نہیں، اور انعقاد جماعت امام کے بغیر ممکن نہیں ہے، پس اگر ہر شخص اپنے گھر میں بیٹھا اس کا انتظار کرتا رہے کہ جس وقت امام آ جائے گا جماعت موجود ہو جائیگی، میں بھی حاضر ہو جاؤں گا، تو یقینا جمعہ کی نماز فوت ہو جائیگی، اور ہر شخص گناہگار ہوگا۔ اسلئے کہ ارواح مقدسہ میں سے کسی امام کا اترنا اور فرشتوں کی جماعت میں سے کسی جماعت کا جمعہ قائم کرنے کیلئے آنا ہونے والی بات

نہیں۔ اس کا طریقہ یہی ہے کہ ہر شخص اپنے گھر سے خواہ تنہا ہو، باہر آئے اور مسجد میں چلا جائے، اگر جماعت مجتمع ہو تو اس میں شریک ہو جائے ، ورنہ مسجد میں بیٹھا رہے اور دوسرے کا انتظار کرے۔ اگر اس نے مسجد خالی دیکھ کر اپنے گھر کا راستہ لیا تو جمعہ کی جماعت و امامت قائم ہو چکی! اسی طرح لازم ہے کہ ہر شخص اگرچہ تنہا، کمزور، قلیل الاستطاعت ہو، امام کی دعوت کا آوازہ سن کر اپنے گھر سے نکل دوڑے، اور جس قدر سامان میسّر آ سکے، اس کے ہمراہ مسلمانوں کی جماعت میں پہنچ جائے۔ تاکہ جہاد کے قائم ہو جانے کی صورت پیدا ہو؛ نہ یہ کہ اپنے آپ کو اللہ کے بندوں کے زمرے سے نکال کر ڈرپوک بندوں میں شامل کرے اور دینِ متین کے اس رکن رکین کو ہاتھ سے جانے دے، سرکش دولت مندوں کی کاسہ لیسی اور ناقصات العقل عورتوں کی کنگھی چوٹی میں مشغول رہے۔ سبحان اللہ! کیا اسلام کا حق یہی ہے کہ اس کے رکن اعظم کی جڑ کھود کر پھینک دی جائے، اور اس شخص کو جس کے سینے میں کمزوری و ناتوانی کے باوجود اسلامی حمیت جوش مار رہی ہے، طعن و تشنیع کا ہدف بنا لیا جائے؟ یہ لوگ نصاریٰ و یہود اور مجوسی و ہنود کی طرح ہیں، کہ ملت محمدیہ ﷺ کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں۔ ''محمدیت'' کا تقاضا تو یہ تھا کہ اگر کوئی شخص کھیل اور مزاح سے بھی جہاد کا نام لے لے تو مسلمانوں کے دل سنتے ہی پھول کی طرح کِھل جائیں، اور سنبل کی طرح لہلہانے لگیں۔ اور اگر دُور دراز کے مقامات سے بھی جہاد کا آواز اہل غیرت کے کانوں تک پہنچ جائے، تو دیوانہ وار دشت و کہسار میں دوڑنے اور شہباز کی طرح اُڑنے لگیں نہ یہ کہ جہاد کا مسئلہ اس کے باوجود کتابِ حیض و نفاس کی تعلیم و تعلم کے درجے سے بھی کم سمجھا جائے۔

مناسب ہے کہ ان ہواجسِ نفسانی اور وساوسِ شیطانی کو دل سے دور کریں، ایمانی غیرت و اسلامی حمیت کو جوش میں لائیں اور مردانہ وار مجاہدین کے لشکر میں داخل ہو جائیں، زمانے کے نشیب و فراز پر صبر کریں، دور دراز کے خیالات کو چھوڑ دیں اور دنیاوی تعلقات کو، جو اس مشغولیت سے مانع ہوں، خیر باد کہیں۔

مصلحت دید من آن ست کہ یاراں ہمہ کار بگزارند و خم طرۂ یارے گیرند!

ترجمہ: (میرے نزدیک تو مصلحت یہ ہے کہ دوست سارے کام چھوڑ کر یار کے

طرّے کی شکن کو تھام لے یعنی سیّد احمد شہید کے ساتھ ہو جائیں)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''جس نے بس ایک آخرت کے غم ہی کو اپنا غم بنایا تو اللہ تعالی اس کیلئے دنیا کے غم میں کافی ہو گیا، اور جس کو طرح طرح کی دنیاوی فکروں نے الجھا دیا تو اللہ تعالی نے بھی پروا نہیں کی، وہ دنیا کی کس گھاٹی میں گر کر ہلاک ہوا''۔

(تاریخ دعوت و عزیمت ؛ حصہ ششم، ج ۱ ص ۵۵۶ ـ ۵۵۴)

اس خط کی روشنی میں علماء کرام سے اور مخلصین ارباب تبلیغ سے استدعا ہے کہ وہ ان نظریات و افکار کا جائزہ لیں اور حق و باطل کا فیصلہ فرمائیں۔ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ ''تم زمین میں اللہ تعالی کے گواہ ہو''۔ کے تحت حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھیں۔ ہمارے ہند و پاک کے علماء نے بالاجماع مرزا غلام احمد قادیانی (ملعون) کے بارے میں جو فتوٰی دیا تھا اس کے نبوت کے دعوے کی وجہ سے دیا تھا اور اس کی نبوت کاذبہ کے پیچھے مسلمانوں کو انگریزوں کے خلاف مسلح جہاد سے روکنا کارفرما تھا اس نے کہا تھا کہ ''اب جہاد کا وقت نہیں رہا اب دوسری طرح اصلاح امت ہو گی'' چنانچہ اس کا ایک مشہور شعر ہے؛

دوستو......! چھوڑ دو اب جہاد کا خیال
شریعت میں اب جائز نہیں جنگ و قتال

کہیں ایسا نہ ہو کہ آگے چلتے چلتے عام احبابِ جماعت کا یہ نظریہ عوامی نہ ہو جائے جو انتہائی خطرناک ثابت ہو گا، اور فتن کے اس دور میں نقصان عظیم و ٹکراؤ کا باعث بنے گا (بلکہ بنا ہوا ہے)

☆ ایک عام مقولہ:

''ان حالات میں ہم جہاد نہیں کریں گے'' عموماً تبلیغی جماعت کے افراد سے سنا جاتا ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ کیا آپ تبلیغی حضرات جہاد کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں یا پوری امت مسلمہ جہاد نہ کرے؟ یا آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ تو کریں ہمارا ان سے کوئی سروکار نہیں؟ تو نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے؟ مسلمان ایک جسم ہیں، جسم کے ایک حصے میں تکلیف ہو تو ساری رات جسم بے خوابی و بخار میں رہتا ہے'' کیا آپ مسلمانوں کے جسم کا حصہ نہیں یا وہ (یعنی جہادی)

مسلمانوں کے جسم کا حصہ نہیں؟ اور اس نازک وقت میں جب امت ہر طرف سے کفر سے پیکار ہے آپ پر **من حیث الجماعۃ** کوئی ذمہ داریاں بھی نہیں بنتیں؟

☆ مسلمانوں کو اپنے اعمال بد کی سزا مل رہی ہے:

عموماً آپ یہ کہ دیتے ہیں کہ ”مسلمانوں کو اپنے اعمال بد کی سزا مل رہی ہے“ جوتے پڑ رہے ہیں“ تو سوال یہ ہے کہ جن جگہوں میں سزا مل رہی ہے۔ مثلاً؛ طالبان نے کیا اعمالِ بد کئے تھے؟ عراقی عوام اور معصوم بچوں کا کیا قصور تھا؟ اور بیت المقدس کے مسلمان، صومالیہ، چیچنیا کے مسلمانوں کے کونسے اعمالِ بد ہیں؟ اس سے بڑھ کر ماضی بعید میں اور خیر القرون میں حضرت ابوجندل، حضرت خبیب، حضرت بلال، حضرت یاسر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور خود حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی اور اسی طرح ”مستضعفین“ کو قریشِ مکہ کن ”اعمال بد“ کی سزا دیتے رہے؟ اور طائف میں (معاذ اللہ) آپ ﷺ کو کن اعمال کی سزا دی گئی تھی؟ اور غزوہ اُحد میں سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ، بشمول ستر ۷۰ صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو جوتے تو کیا تلواروں سے ٹکڑے اور نیزوں سے چھلنی کیا گیا۔ وہ کن اعمالِ بد کی سزا تھی؟ حالانکہ حقائق یہ ہیں کہ قرآنی اصول ہے **وَلَنَبۡلُوَنَّکُم حَتّٰی نَعۡلَمَ الۡمُجَاهِدِيۡنَ مِنۡكُمۡ وَ الصّٰبِرِيۡنَ وَ نَبۡلُوَا اَخۡبَارَكُم** (الایۃ)۔

☆ ہم دہشت گرد نہیں:

”ہم دہشت گرد نہیں“ جہادیوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، ہم لوگ جہاد نہیں کرتے اور نہ ہی ہمارا ان سے کوئی تعلق ہے۔ ان کو یہ جملے اور عقائد اس لئے دئے جاتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کرو گے تو بیرون ممالک میں تبلیغ بند ہو جائے گی **(استغفر اللّٰہ)** ایک زمانہ تھا کہ دعوت شرعی کے حاملین علی الاعلان تین شرائط سرحدوں پر کفار کے سامنے پیش کرتے تھے۔۔۔

(۱) مسلمان ہو جاؤ (۲) جزیہ دے کر رہو (۳) ورنہ تلوار تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ”شرعی دعوت“ کا عمل سرحدوں کو ختم کرتا تھا اس شرعی دعوت کے ذریعہ دوسرے ممالک میں کفار کو دعوت دینے کا عمل تیز رفتاری سے چلتا تھا آج اس کے بالکل برعکس عمل بتایا جاتا ہے۔ کہ ”درمیانی بات“ کرو اور اپنے آپ کو موحد ظاہر نہ کرو پھر دعوت

میں جوڑ لینے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ بریلوی، اہلِ بدعت کی مساجد میں جا کر ان کی بدعتوں میں شریک ہو کر دعوت دی جاتی ہے اگر چہ میں بارے میں تاویل کی جا سکتی ہے کہ ایک نصیحت کے عمل کو زندہ رکھنے کے لئے جواز کی صورت ہے اگر بدعت شرکیہ نہ ہو۔ تو نماز بھی کراہۃ ہو ہی جاتی ہے مگر بہر حال جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔ ہمارے اسلاف نے عظیم تر مقاصد کے راستہ میں بھی کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ صحابہ کرام ؓ سے تسلسل شروع کریں اور اکابر علماء حقہ حضرات دیوبند تک لائیے۔ حضرت بلال ؓ کے ''الاحد الاحد'' کے نعروں کی صداؤں سے ابھی تک صحراء مکہ گونج رہا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد ؒ نے بھری عدالت میں سنگینوں کے سائے میں کہا تھا کہ (جب جج نے کہا کہ یہ توہینِ عدالت ہے تو مولانا ابوالکلام آزاد ؒ نے واشگاف الفاظ میں انگریز جج کو کہا) ''یہ عدالت نہیں کمین گاہ ہے'' حضرت نفیس شاہ صاحب ؒ سے یہ واقعہ کئی دفعہ سنا کہ فرنگی نے حضرت شاہ عبد الرحیم رائے پوری ؒ سے حضرت شیخ الہند ؒ کے بارے میں پوچھا کہ محمود الحسن ؒ سے تمہارا کیا تعلق ہے ''تمہارے بھائی ہیں؟'' حضرت ؒ نے فرمایا ''بھائی سے بھی زیادہ قریب ہیں'' اور ''علی الاعلان'' تانگے پر سوار ہو کر اُس سختی کے زمانے میں حضرت شیخ الہند ؒ کے خالی گھر پہنچے جو اسیر مالٹا کی وجہ سے خالی ہو چکا تھا۔ شیخ الاسلام حضرت سیّد حسین احمد مدنی ؒ اپنے شیخ ؒ کے ساتھ اسیرِ مالٹا ہوئے۔ پیٹھوں پر کوڑے برسے اور جیلیں سہیں، اور ماضی قریب ہی میں صحابہ کرام ؓ کے تحفظ کے لئے علماء حقہ حضرات دیوبند اور نوجوان تختہ دار پر نعرے لگاتے ہوئے جھول گئے بموں سے پرزے پرزے کئے گئے (کیونکہ یہ اہلِ حق تھے) تحفظ ختمِ نبوّت کے سلسلے میں گولیاں کھائیں اور جیلوں میں زندگیاں گزاریں۔ (**اللھم اغفرھم وارفع مقامھم**) ارض جہاد افغانستان مزار شریف کی شبرغان جیل قلعہ جنگی، دشتِ لیلیٰ اور نہ جانے کتنے دشت وصحراء شہداء کرام کی ''اللہ اکبر'' کی صداؤں سے گونجے اور ہمت وعزیمت کے یہ پہاڑ ''شریعت ودین'' کے لئے غاصب صلیبی قوتوں سے ٹکرائے۔ ''**فیقتلون ویقتلون**'' پر عمل ہوا اور ہو رہا ہے۔ یہ سب کردار ''غزوہ احد وبدر ویمامہ'' کی مثالیں سموئے ہوئے ہیں۔ دنیائے کفر تو حق ودین کو پہچان گئی ''نہ پہچانے تو اپنے نہ پہچان سکے۔ ان کا ابھی تک شرح صدر نہیں ہوا'' عراق کو دیکھیے دنیا نے دیکھا اور دیکھ رہی ہے کہ حق کن

رکن باطل محاذوں پر لڑ رہا ہے۔ ' ان کا عظیم لیڈر ''کچے ایمان کے ساتھ'' نعرے لگاتا ہوا کلمہ شہادت کا وِرد کرتے ہوئے قرآن کو سینے سے لگائے یہ کہتے ہوئے ''فلسطین مسلمانوں کا ہے روافض اور یہود ہمارے دشمن ہیں عراق مسلمانوں کا ہے میں جنّت میں جا رہا ہوں'' ان آخری جملوں اور **اشھد ان لاالٰہ الااللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ** کے تختہ دار پر جھول گیا۔ اور ''کچے ایمان کے ساتھ'' کلمہ حق ادا کر گئے، اور امت اسلامیہ کو یہ سبق دے گئے کہ ایمان کی ادنی سی غیرت باطل کے سامنے نہیں جھکتی، بقول حضرت نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کام اہلِ جنوں کا ہے وہی اس کو سمجھتے ہیں
یہ کام اہل خرد سے بالا بالا ہونے والا ہے

یاد رہے! اہل خرد کا معنی ہے سوچ وبچار ''عقلمند'' یا دوسرے مضمون میں آج کل کی ''بصیرت'' رکھنے والے حضرات۔

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ان الہامی اشعار میں سے ایک ہے جو فتح خوست سے ایک دن قبل حضرت نے وہیں (ارض افغانستان) میں پڑھے تھے۔ تبرکاً پورے اشعار لکھے جاتے ہیں:

بحمداللہ! حق کا بول بالا ہونے والا ہے
سیاہی چھٹ رہی ہے اجالا ہونے والا ہے
سواد ''خوست'' سے دشمن خدا کے بھاگنے کو ہیں
اک دوروز میں یہ خطہ کشت لالہ ہونے والا ہے
کوئی جاکے ''کابل'' میں ''نجیب اللہ'' سے یہ کہہ دے
تہ وبالا ترا ایوانِ بالا ہونے والا ہے
شہید! ناز کر اپنے مقدر پر کہ توکل کو
شہیدانِ اُحد کا ہم پیالہ ہونے والا ہے
یہ ''کام'' اہل جنوں کا ہے وہی اس کو سمجھتے ہیں

یہ کام اہل خرد سے بالا بالا ہونے والا ہے
”نفیسؔ“ ایمان کہتا ہے مرا وجدان کہتا ہے
ظہور نصرت باری تعالی ہونے والا ہے

☆☆☆☆

{علماء حق کے کارنامے}

اگرچہ مولوی طارق جمیل صاحب نے اپنے ایک بیان میں علمائے دیوبند وشاملی کے مجاہدین کو بزعم خویش نادان ونا سمجھ اور فضول ولایعنی گردانا۔ مگر اسی شیخ الہندؒ کے قبیل سے اور تعلق رکھنے والے حضرت شیخ الاسلام حسین احمد مدنی ؒ کے شاگرد رشید شیخ عبد الحمید بادیس الجزائری ؒ نے حضرت مدنی ؒ کے مدینہ منورہ کی تدریس میں جہاں ان سے حدیث وفقہ کا درس لیا تو وہاں درس جہاد بھی لیا۔ اور پھر حضرت نے انکو الجزائر روانہ فرمایا، انھوں نے اپنی قوم کو ”مدنی افکار“ کے ساتھ چند سالوں میں ہی فرانسیسی استعمار سے نجات دلانے کا کردار ادا فرمایا۔ روس جیسی عظیم طاقت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے وہ درویش صفت مجاہدین درحقیقت علماء حقہ حضرات دیوبند کے ہی تلامذہ تھے۔ یہ دیوبند مدرسے کا ہی تسلسل تھا۔ دیوبندی مکتب فکر سے متعلق طلباء کرام نے ”امارت اسلامیہ“ قائم فرمائی، کفر کو نہ بھائی، اینٹ سے اینٹ بجائی، امیر المؤمنین ملا محمد عمر الحال اللہ بقارہ نے اعلان کیا امریکہ بھی اپنا ”شوق“ پورا کرلے کچھ دن اور سہی اگرچہ اب بھی عملی طور پر 90 فیصد علاقے پر طالبان کا ہی کنٹرول ہے۔ اور اب سسکتی ہوئی معیشت کے ساتھ امریکہ ویورپ اور ناٹو کے دیگر اتحادی زخم چاٹ رہے ہیں، دنیائے کفر حیران ہے چند مٹھی بھر مجاہدین نے پوری دنیائے کفر کی نیندیں حرام کی ہوئی ہیں۔ اور اب تو امریکہ اور اس کے حواریین مذاکرات کا رونا رو رہے ہیں شکست سے دوچار ہوگئے۔ یہ ”نصرت الٰہیہ“ ”معیت الٰہیہ“

نہیں تو اور کیا ہے؟ ''نصرت الٰہیہ و معیت الٰہیہ کے کوئی سینگ ہوتے ہیں؟ اور یہی وہ نصرت شرعی ہے جس کا وعدہ اللہ تعالی نے قران کریم میں اِنْ تَنْصُرُوْ اللّٰہَ یَنْصُرْ کُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ (الآیۃ) اگر تم اللہ کی نصرت کرو گے تو اللہ تمہاری نصرت کرے گا اور تمہیں ثابت قدم کر دے گا۔

قارئین کرام......! یہ نکتہ بھی نوٹ فرمالیں کہ ارض افغانستان کا جہاد ہو یا فلسطین و عراق کا جہاد۔ یہ سب ''دفاعی جہاد'' ہیں، نہ کہ ''اقدامی''۔ جو نقلا و عقلا مسلمانوں کا حق ہے اور اس کی مخالفت کرنا عقلا و نقلا دونوں کی مخالفت ہے، جو مخالفت کرے اسے کیا سمجھا جائے؟

☆ایک ساتھی نے سنایا کہ میرے ایک بہت پکے دوست پرانے تبلیغی ہیں لیکن وہ بھی معترف ہوئے کہ اصل راستہ جہاد ہی ہے۔ چنانچہ وہ سناتے ہیں کہ ہم دبئی سے آرہے تھے، کہ ''دبئی ائیر پورٹ پر ایک باشرع خوبصورت عرب نوجوان کو دیکھ کر جماعت والے گئے آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں تو اس نے کہا ''پاکستان'' (ان دنوں تبلیغی اجتماع ہو رہا تھا) اُنھوں نے نوجوان کو دعوت دی تو نوجوان نے ایک ساتھی سے بڑی راز داری کے ساتھ کہا ''میں شھادتی یعنی فدائی حملہ کرنے پشاور کے راستے افغانستان جارہا ہوں صلیبی فوجوں پر'' انھوں نے بہت ترغیب دی کہ کچھ دن جماعت میں لگالیں اجتماع ہو رہا ہے مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا، کہ آپ تشریف لے جایئے (یعنی یہاں دوسرا معاملہ ہے یعنی مکمل ایمان و محبت الٰہیہ کا مظہر اور اللہ تعالی کے دشمن سے ٹکرانے کا جذبہ) پھر وہ تبلیغی ساتھی خود ہی فرمانے لگے اصل میں یہ لوگ (عرب) قرآن کو سمجھتے ہیں (سورۃ توبہ و انفال پڑھتے ہیں) ان کو معانی سمجھ آتے ہیں اس لئے کوئی دوسرا آدمی ان کو متاثر نہیں کرسکتا۔

یہ وہی معیت الٰہیہ ہے جس کا علامہ بہاولپوری صاحب اپنے مزعومہ ضابطے میں تبصرہ فرماتے ہیں مگر اس ''معیت الٰہیہ'' کو نہیں سمجھ رہے۔ علماء کرام کی توہین کے ضمن میں عموما ایک واقعہ بیان کرتے رہتے ہیں جسے نذر قارئین کیا جاتا ہے۔

☆جبّے کا واقعہ، اور توہین علماء:

علامہ احمد بہاولپوری صاحب ایک بیان میں فرماتے ہیں: ''میرے پاس ''مولویوں

کا ایک جتھا آیا اور ایک جگہ عربوں کے بارے یہ تکلم ہوا (یاد رہے جن کو یہ حقارتاً مولویوں کا جتھا فرمارہے ہیں اس میں مفتی نظام الدین شامزئی a، مفتی فضل محمد صاحب مدظلہ العالی، کراچی کے دیگر علماء کرام ومفتیانِ کرام، حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب a کی مشاورت سے اِن ‘‘حضرت’’ کی خدمت میں تشریف لے گئے تھے) میں نے اس ‘‘جتھے’’ سے کہا کہ تمہاری ترتیب یہی ہے کے سب کافروں کو مار دو جو چھپ چھپا کر جنگلوں میں چلے جائیں اُن پر جزیہ لگادو اور جو قبروں میں چلے جائیں اُن پر اسلام کو پیش کرو‘ انہوں نے کہا ایسی بات تو نہیں، میں نے کہا آج کا ‘‘مولوی’’ یہی ترتیب بیان کر رہا ہے، سبق پڑھا ہوا ہے، انہوں نے کہا اچھا! آپ ہی بتائیں، شاید اللہ تعالیٰ نے آپ پر بات کھولی ہو؟ میں نے کہا کہ آپ بھی اگر آنکھیں کھلی رکھیں تو بات سمجھ آجائے گی، انہوں نے کہا کیا؟ میں نے کہا یہ بتاؤ جب نبی e کو وہ صفا سے پہلی وحی لے کر آئے تو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا تھا؟ ‘‘کہ جاؤ نماز پڑھ لو، جاؤ روزہ رکھ لو، جاؤ حج کرلو، جاؤ جہاد کرلو‘ (یہ نہیں فرمایا) بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فرمایا ‘‘بلغ ما انزل الیک من ربک (الایۃ) تبلیغ کرو تبلیغ’’ یہ ‘‘حضرت’’ کا بیان ہے۔ نوٹ: علامہ احمد بہاولپوری صاحب اور ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ فلسطین، عراق، افغانستان، بوسنیا، میں (وہ ‘‘بیچارے کافروں’’ نے جن پہ حضرت علامہ صاحب کو بڑا رحم آتا ہے کہ وہ بغیر ‘‘کلمہ’’ کے اور ‘‘دعوت’’ کے مر رہے ہیں دراصل وہ ‘‘بیچارے کافر’’ حضرت کے ‘‘ضابطہ مذکورہ’’ پر عمل پیرا ہیں) ضابطہ صلیبیہ و یہودیہ ہے کہ جتنے مسلمان ہیں سب کو بال بچوں سمیت مار دیا جائے جو چھپ چھپا کر پہاڑوں میں چلے جائیں ان ‘‘دہشت گردوں’’ کو چن چن کر ‘‘ڈراؤن حملوں میں مارا جائے’’ اور جو مسلمان کفریہ حکومتوں کے ماتحت رہیں ان کو دوائیاں اور دعوت صلیبیہ اور ‘‘قوت لایموت’’ کے تحت امداد فراہم کی جائے۔ یہ ضابطہ ان کافروں کا ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔ یاد رہے علماء حق اور مجاہدین حق پر علامہ احمد بہاولپوری صاحب نے جس ‘‘ضابطہ’’ کا الزام لگایا وہ نہ اسلام میں ہے نہ کوئی مسلمان اس طرح کا نظریہ رکھ سکتا ہے اس سے بڑا بہتان اور توہین علماء اور کیا ہوگی؟ پھر بھی دعویٰ ہے کہ ‘‘اکرامِ علماء’’۔

☆ ’’کالا چودھری‘‘ ’’گورا چودھری‘‘، افکار ونظریات؟

ایک بات سیدھی سادھی ہوتی وہ یہ کہ تبلیغی جماعت والے ’’جہاد وخلافت‘‘ کو چھیڑتے ہی نہ اور صرف عام لوگوں کو مکمل دین کی طرف متوجہ کرتے تو کیا ہی خوب بات تھی، مگر جب انہوں نے اس اپنے کام کے حد سے زیادہ فضائل وغیرہ بنائے تو اس کے لئے غیر شرعی مقولے اور ضابطے بھی بنانے پڑے، چنانچے اسی راستے سے اعلاء کلمۃ اللہ کو ثابت کرنا اور خلافت تک پہنچنا اس کو ثابت کرنے کے لئے، افکار ونظریات غیر عقلیہ وشرعیہ گھڑے۔

ارباب تبلیغی جماعت کے تمام مقولے ومزعومہ ضابطے قرآن وسنت پر نظر رکھنے والے ہر مسلمان کو اس سوچ پر لے آتے ہیں کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ سارے مزعومہ ضابطے وطرز عمل امت محمدیہ ﷺ کو مصائب کے احوال کے زمانے میں اس جگہ تک لے آئے ہیں کہ تبلیغی جماعت سے تعلق رکھنے والے اراکین جہاد سے اپنا نظریہ ترک کر بیٹھے ہیں، ان افکار ونظریات کو آپ مولانا محمد عمر پالنپوری وعلامہ احمد بہاولپوری صاحب کے بیانات میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں، مولانا محمد عمر پالنپوری: خلیفہ کا مفہوم ’’اخلاق کو مہذب بنانا‘‘ بتلاتے ہیں، اور ’’خلافت‘‘ کے بارے میں اگر ان کا نظریہ سنا جائے تو وہ تو سمجھ میں ہی نہیں آتا، آپ بھی ملاحظہ فرمالیں۔ دعوت سے خلافت تک کے عنوان میں فرماتے ہیں: ’’جب سب کے سب ایمان کی طرف آجائیں گے تو ان کا نظم □ چلانے کے لئے کوئی امیر المؤمنین ہونا چاہیے، تب سب کے سب لوگ اور علماء تلاش کریں گے۔ کہ امیر المؤمنین کس کو بنائیں؟ خلیفہ کس کو بنائیں؟ جسمیں صلاحیت ہو اور صلاحیت تو حکومت چلانے والوں میں ہے، دین نہیں آیا تھا وہ ان میں آگیا۔ انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ چلو ’’گورے چودھری‘‘ سے کہیں گے کہ آپ ہمارے خلیفہ بن جائیں۔ وہاں جا کے دیکھا ’’گورا چودھری‘‘ رات کو رو رہا ہے۔ سب لوگ اور علماء اس سے ملے اور کہا کہ آپ ہمارے خلیفہ بن جائیں۔ وہ ہچکیاں مار مار کر روئے گا، انشاء اللہ کہیں گے بھائی نہیں میں تو اپنے ہی لئے ڈرتا ہوں، قیامت کے دن عدالت عالیہ میں حاضر ہونے سے۔ جب سارے لوگوں کا خلیفہ بن جاؤں گا، تو سب کا حساب مجھے دینا پڑے گا۔ میں خلیفہ

نہیں بنوں گا۔ اب تم لوگ ''لال چودھری'' کے پاس چلے، دیکھا تو اس کا بھی وہی حال، اس نے کہہ دیا کہ میں نہیں۔ میرا قیامت کا معاملہ بگڑ جائے گا۔ مشورہ ہوگا کہ اب ''کالے چودھری'' کے پاس جاؤ، تو وہ لوگ ''کالے چودھری'' کے پاس جا کر کہتے ہیں، آپ ہمارے خلیفہ بن جائیں۔ ہمارے حاکم بن جائیں اس سے بھی مایوسی ہوگئی، تو علماء (نجانے کونسے علماء؟) مل بیٹھ کر مشورہ کر کے کسی ایک کو خلیفہ بنادیں گے، پھر پورے عالم کے اندر تین باتیں چلیں گی، یا تو کلمہ پڑھو، یا جزیہ دو اور صلح کرلو، یا تو آجاؤ قتال کے لئے۔ (تو) ابھی سے وہ ''کام'' جو اس امیر (خلیفہ) کے کرنے کا ہے، تم کرنے لگ جاؤ، ابھی ابھی اگر آپ نے غیر مسلموں کو مارنا شروع کر دیا تو مجھے بعض موقعوں پر اس میں ''گناہ'' ہونے کا خطرہ معلوم ہوتا ہے۔ تب وہ مجبور ہوں گے اپنی جان بچانے کیلئے۔ اپنے بچاؤ کے لئے کچھ نہ کچھ کرنے پر۔

قارئین! آپ نے یہ بیان ملاحظہ فرمالیا۔ میں نے ایک جید عالم سے اس کے بارے میں سوال کیا کہ آپ سمجھے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا یہ ''افلاطون کی ریاست'' ہی معلوم ہوتی ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں (بیانات مولانا محمد عمر پالنپوری۔ مطبوعہ: مکتبہ خلیل یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور) آگے فرماتے ہیں

☆ اللہ نے ہمیں کس کام کے لئے خریدا ہے؟ ہمارے کرنے کا کام کیا ہے؟

فرماتے ہیں ہمارے کرنے کا کام ہے: **التائبون... العابدون... الحامدون... السائحون...** تو یہ امت بھی ایک جگہ بیٹھنے والی نہ ہو بلکہ چلنے پھرنے والی ہو ''**سیاحة امتی الجهاد فی سبیل اللّٰہ**'' یہ ارشاد ہے نبی کریم ﷺ کا۔ یعنی میری امت کا ''چلنا، پھرنا'' اور میری امت کا ٹور (Tour) اللہ کے دین کی محنت ہے۔

قارئین کرام! یہاں مولانا نے ایک اَور تحریف کی کہ ایک صحابی نے جب حضور اقدس ﷺ سے tour یعنی سیر وسیاحت کرنے کے بارے میں اِجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے امت کے لیے جہاد وقتال کو ہی سیاحت بنادیا مولانا نے اُس کو دین کی محنت کا عنوان دیا اور اُس کا یہ معنی کر دیا تاکہ جہاد سے ذہن تبلیغ کی طرف آجائے۔ آگے چل

کر فرماتے ہیں **الراکعون الساجدون** (الخ)

(یہاں مولانا نے **ان اللّٰہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنة یقتلون فی سبیل اللّٰہ فیقتلون ویقتلون** (الی اخر الایۃ) اللہ تعالی کی راہ میں قتال کرنا اور شہید ہوجانا، اس کام کو ذکر ہی نہیں کیا، بلکہ التائبون سے الی اخرہ سے کام کو شروع فرمادیا، کہ یہ کام کرنے کا ہے)

قارئین! ۔ یہ حقیقت ہے اس حدیث مذکورہ اور قرآنی آیات کی ۔ باقی جو اس کو جہاں لگالے وہ اس کی اپنی مرضی ۔ ان تمام مذکورہ باتوں اور مسلسل تحریفات، الگ شاخیں، الگ وقت لگے ہوئے علماء، الگ مشائخ، الگ اصطلاحات، اس بات کی غمازی اور نشاندہی کرتی ہیں کہ علماء حق ان حضرات کو قرآن وسنت واجماع صحابہ ﷡ کی روشنی میں دیکھیں اور پھر ایک اجتماعی موقف، مسلک، اہلسنت والجماعت کو دیں ۔ تاکہ علماء حقہ ودیگر دین کے شعبوں سے ٹکراؤ ختم ہوجائے ۔ جبکہ مولانا عمر پالنپوری نے ایک دوسرے بیان میں یہ فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷛ نے آنحضرت کی وفات کے بعد ایک ہاتھ میں قرآن لیا اور دوسرے میں تلوار اور فرمایا کہ جب تک یہ دونوں ہمارے ہاتھوں میں ہوں گی اللہ تعالی کی نصرت آتی رہے گی پھر فوراً متصل فرمادیا تلوار کا مطلب ہے تلوار سے پہلے کرنے والی چیز یعنی تبلیغ کرنا انہی پالنپوری صاحب نے ہی ایک دوسرے بیان میں جو ہدایات رائیونڈ ۱۹۹۶ء کے سلسلے میں ہوا اسمیں ہدایات دیتے ہوئے فرمایا،، جب یہاں سے چلیں تو ایک جگہ اپنی جگہ بنالیں جانے کے اندر ریلوے اسٹیشن یا موٹر سٹینڈ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن اسٹیشنوں پر اسمیں تعلیم کا حلقہ کرنے کے اندر ''جہاد'' وغیرہ کی جو چیزیں ہیں یہ لوگ عام سمجھ نہیں سکیں گے ''جہاد'' کے معنی لوگوں نے لڑائی سمجھ رکھا ہے حالانکہ جہاد کے معنی لڑائی نہیں ہیں جہاد کے معنی جہد وجہد کے ہیں،، اسی طرح پالنپوری صاحب بیان اجتماع رائیونڈ ۱۹۹۶ء میں فرماتے ہیں کہ جہاد کا جو معاملہ تھا اسکے اندر صحابہ ز کے بعد دنیا طلبی اور خود غرضی آگئی تھی (تابعین وتبع تابعین کے دور میں) جو جہاد ہونے لگے تو ملک اور مال کیلئے ہونے لگے الخ،، (قارئین کرام! یہ سب بیانات ہمارے پاس اور دیگر احباب کے پاس کیسٹوں

کی شکل میں موجود ہیں ان کو آپ سن سکتے ہیں اسکے بعد فیصلہ فرمایئے کہ یہ سب کچھ کیا تھا اور کیا حقائق ہیں؟ اور ان حضرات کا ان جیسے بیانات ونظریات کے بعد بزرگی یا تقدس مجروح اور تنقید کا نشانہ نہیں بن سکتا؟ یا اھانت جہاد مجاھدین تابعین تبع تابعین کے مرتکب کو ہم کو کیا قرار دیں؟ بینوا توجروا

☆ مولانا محمد عمر پالنپوری اور علامہ احمد بہاولپوری صاحب کے مشترکہ افکار ونظریات:

مولانا محمد عمر پالنپوری اور علامہ احمد بہاولپوری صاحب دونوں عربی اُردو میں (علی الترتیب) ''اُردن'' کی جماعت کا قصہ سناتے ہیں جس پر سامعین قہقہ لگاتے ہیں۔ علامہ احمد بہاولپوری صاحب پر تو اسی قصہ سنانے پر مفتی اعظم پاکستان مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی ؒ نے کفر کا فتوی لگایا تھا۔ دس لاکھ کے مجمع میں کفریہ بات جو کی اور وہ واقعہ دراصل مجاہدین آزادی فلسطین کا اسرائیلی طیاروں کے حملے کی وجہ سے احتیاطاً خندق کے اندر گھس جانا تھا جس پر احمد بہاولپوری صاحب نے مجاہدین کی بزعم خویش (بزدلانا) آوازیں نکالیں اور ان کا مذاح اڑایا، جس پر لوگوں (سامعین) کا قہقہ پڑا یاد رہے کہ علاماتِ جہاد مثل خُود، زِرہ، ڈھال، نیزہ، خندق، اور اسمیں پناہ لینا یہ سب شعائر جہاد میں سے ہیں۔ جس کا قرآن کی آیت واعدوا لھم مااستطعتم من قوۃ (الی آخرالایۃ) سے وجوباً ثابت ہے اور رسول اللہ ﷺ کا خندق کھدوا کر اس کے اندر پناہ لینا اور سفرِ ہجرت میں غار کے اندر چھپ جانا یہ سب شعائر اسلامیہ اور سنّت نبویہ ﷺ ہیں، ان کا مزاح کرنا درحقیقت سنّت کا مذاح ہے اور اس کا تمسخر کے انداز مین بیان کرنا انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ مفتی جامعہ اشرفیہ مولانا حمید اللہ جان صاحب

مدظلہم العالی گواہ ہیں۔ اوراسی واقعہ پر مفتی حمید اللہ جان صاحب مدظلہم العالی رائیونڈ میں مجمع سے ناراض ہوکر تشریف لے آئے تھے۔ اور یہ فرمارہے تھے، کہ مجھے معلوم تھا کہ آخرکار علامہ احمد بہاولپوری صاحب نے وہی نقلیں اتارنی ہیں جس پر اس کے کفر فتوی لگا ہے، اوراسی وجہ سے میں اٹھ کر آگیا ہوں۔ بعد میں اسی دن مرکز والے ان کو منانے آئے اور پھر مفتی صاحب نے شرائط لگائیں (جن میں سے اہم شرائط یہ ہیں کہ آئندہ ان علامہ بہاولپوری صاحب کو مجمع میں بیان نہ دیا جائے اور تبلیغ والے حضرات جہاد کے بارے میں نہ مثبت نہ منفی دونوں اعتبار سے کوئی بات نہ کریں، بلکہ ''چھ نمبروں'' میں رہتے ہوئے بات کریں، لیکن اس کے بعد بھی احمد بہاولپوری صاحب منبر پر آتے رہے، اور بیان کرتے رہے، اور کررہے ہیں۔ اس کے بارے میں ہم کیا نظریہ رکھیں اور جماعت کے ارباب حل وعقد کو ذمہ دار ٹھہرائیں یا نہ ٹھہرائیں؟ ہمارے ایک ساتھی قاری منصور صاحب دامت برکاتھم نے کیا خوب بات کی علامہ بہاولپوری صاحب اپنے عقائد ونظریات کے بارے میں ''مخلص'' ہیں، جو دل میں ہوتی ہے کہہ دیتے ہیں، اور برسرعام کہہ دیتے ہیں، باقیوں کا بھی وہی نظریہ ہے، سامنے ان کو لگا رکھا ہے، حالات وحقائق ایسے آنے والے نہیں، جو حق کو حق اور باطل کو باطل کردینے والے ہونگے (انشاء اللہ تعالی) رہا مولانا محمد عمر پالنپوری کا معاملہ تو ان کی ایک عربی بیان کی ایک کیسٹ میں اسی واقعہ کو وہ عربی میں سناتے ہیں، اوراس کے بعد دو ۲ اور واقعات سناتے ہیں۔ جن میں ایک واقعہ یہ ہے کہ اردن میں مجاہدین کے مورچوں میں جب تبلیغ کرنے گئے، تو انھوں نے کہا کہ ہم پہلے تمہیں ماریں گے اور یہود کو ثانیاً اور بعد میں، کیونکہ تم لوگ مسلمانوں کو جہاد سے منع کرتے ہو۔ انہوں نے بندوقیں تان لیں، ہم نے ان سے کہا کہ تم ساری بات سن لو! قصہ کوتاہ ان کو جماعت کے طریقے کار اور گشت ونماز کے بارے میں بتلایا گیا، جس پر وہاں کے مقامی حضرات نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی، اور تھوڑا بہت مارا ہوگا۔ جس پر مجاہدین کو کہا گیا، کہ اس ''تبلیغ'' کا طریقہ کار شاید آپ کو نہیں آتا۔ اس کو پیار ومحبت سے سمجھایا جاتا ہے، انھوں نے فرمائش کی جس فرمائش کی تکمیل، ان کو بستی نظام الدین، دِلی بھیج کر کرایا گیا۔ اور یہ کہا گیا کہ اس طریقہ کو وہیں سیکھ سکتے ہو۔ ایک

سال کے بعد ان مجاہدین سے پوچھا گیا۔ کہ آپ بتلائیے، کیا آپ جہاد کے منکر بن گئے؟ ھل لبستم الخلخال؟ کیا تم نے چوڑیاں پہن لیں؟ انھوں نے کہا، نہیں۔ لیکن اس وقت ''امت'' پر ''محنت'' کرنے کی ضرورت ہے جس پر ان حضرات تبلیغ نے فرمایا'' کہ ہمارا مقصد بھی یہی ہے'' اور امت ابھی اس قابل نہیں کہ جہاد کرے۔

☆واقعہ ۲:

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اردن میں یونیورسٹی کے طلباء و علماء کرام نے جماعت سے پوچھا کہ ہم فلسطینیوں کے لئے مدد و نصرت کیوں نہیں آتی؟ حالانکہ ہم بھی اللہ تعالی کی راہ میں قتال کر رہے ہیں۔ تو انہوں (مولانا پالنپوری) نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میرے دل میں بات ڈال دی (اور یہی بات علامہ احمد بہاولپوری صاحب بھی اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ جو لوگ میرے ساتھ جہاد کے بارے بات چیت کرتے ہیں۔ میں ایک جملہ کہتا ہوں۔ کہ پھر اللہ تعالی انہیں میرے لئے مسخر کر دیتے ہیں) کہ دیکھئے! اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتے ہیں **اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر** (الایۃ) اس میں دیکھئے آپ (فلسطینیوں) پر ظلم بھی ہوا، آپ کو گھروں سے بھی بغیر حق کے ظلماً نکالا گیا، یہ سب شرائط تو موجود ہیں، لیکن سب سے بڑی شرط **الا ان یقولوا ربنا اللہ** (الایۃ) یعنی تم یہ نہیں کہتے کہ ''ہمارا رب اللہ ہے''۔ ورنہ اللہ تعالی **علی نصرھم لقدیر** (الایۃ) کے تحت تمہاری امداد کر دیتا۔ اس پر مجمع تبلیغی جماعت نے بڑی داد و دہش دی۔ لف و نشر نیز سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا کا مقصد تھا کہ تم تبلیغ نہیں کرتے، اس وجہ سے مدد نہیں ہو رہی۔

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیے، جو حضرات مجاہدین موت کو ہتھیلی پر رکھ کر اللہ کی راہ میں یہودیوں سے قتال کر رہے ہیں وہ ربنا اللہ نہیں کہتے، یعنی ان کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ ہمارا رب اللہ ہے؟ ان کو یہود جو مار رہے ہیں وہ ربنا اللہ ہی کی وجہ سے تو مار رہے ہیں۔ اس عربی بیان میں حضرت نے یہ بھی فرمایا ''**اما نحن فلا نقاتل**'' کہ ہم (تبلیغ والے) تو قتال نہیں کریں گے۔ اس کی وجہ یہ بتلائی کہ ایمان و امت مکمل طور پر اس قابل نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس نامکمل ایمان کے ساتھ نمازیں

پڑھ سکتے ہیں، روزے رکھ سکتے ہیں، حج کر سکتے ہیں، زکوۃ ادا کر سکتے ہیں، بلکہ آپ کے بقول افضل ترین عمل "تبلیغ" کر سکتے ہیں۔ مجاہدین کو اگلے مورچوں سے نکال کر بستی نظام الدین میں لا کر۔ ان کے ایمان کی تکمیل کرا سکتے ہیں، اور اگر نہیں کر سکتے تو جہاد نہیں کر سکتے......؟

☆ مولانا محمد عمر پالنپوری کا ایک اور بیان ہمارے پاس محفوظ ہے جس میں وہ صراحۃ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام ؓ لڑنے بھڑنے والے نہ تھے البتہ اسلحہ لیکر جانا پڑتا تھا کیونکہ عربوں میں اسوقت ڈاکہ ڈالنا، مارنا وغیرہ عام تھا تو صحابہ کرام ؓ لڑائی (قتال) کیلئے اسلحہ لیکر نہیں جاتے تھے۔ اپنے دفاع اور تحفظ کیلئے (اس وقت کی ثقافت کے مطابق) چوروں ڈاکوؤں کیلئے اسلحہ لے کر جانا پڑتا تھا۔۔۔۔۔ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ ان کی مدد تو آسمانوں سے آتی تھی۔ وہ تو کرتے تھے وضو، پڑھتے تھے نماز، بہاتے تھے آنسو، اور مانگتے تھے دعا، اور دھڑام سے مدد آجاتی تھی!

ہمارا علماء کرام سے یہ مطالبہ اور سوال ہے کہ اسلامی تاریخ اور قرآن وسنت کے تناظر میں دیکھا جائے کہ کیا مذکورہ سوچ ونظریہ شریعت کے مطابق ہے۔؟ اور ایسے،، بزرگ،، ان افکار کے ساتھ کیا ارادہ رکھتے ہیں؟

☆ جہاد وقتال دراصل وعدہ "اَلَسْتُ بِرَبِّکُم" کا پورا کرنا ہے:

اللہ تعالی جو ہمارے محبوب ہیں، اور جنہوں نے ہمیں اس خیر امت میں پیدا فرمایا، اسی اللہ تعالی نے عالم ارواح میں ہم سے وعدہ لیا تھا عبودیت کا، رب ماننے کا الست بربکم۔ جس کا پورا کرنا ہم سب پر فرض ہے۔ پھر اسی رب نے اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ۔ (الی آخر الایۃ) تو ایک وعدہ تو عبودیت کا لیا اور ایک وعدہ اپنی راہ میں جہاد کا لیا۔ نیز اس مذکورہ آیت ربانی میں یہ بتا دیا گیا کہ سابقہ کتب وقران کریم میں یہ بتایا گیا ہے کہ مؤمنین نے اپنی جان بیچی ہوئی ہے۔ جنت اس کا عوض ہے، اور کام ان کا اللہ کے راستے میں مارنا اور مرجانا ہے۔ گویا محبوب رب پر جان فدا کرنی ہے۔ اور یہ وہ وعدہ ہے، جس

کے بارے میں فرمایاوَ مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِه مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا (الایۃ) توجس نے اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کو پورا کرلیااس کوخوشخبری سنادو۔ اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ (یعنی یہی اہم کام ہے) قارئین کرام! یہ راستہ ہے، وعدۂ اَلَسْتُ پورا کرنے کا، اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی جان کواسی پر نچھاور کرنے کا۔ بس! اب راستے میں تکالیف وآلام، قید وبند، صعوبتیں، اور پھر فتوحات اس عارضی زندگی میں علامتیں ونشاناتِ حقہ ہیں۔ اگر معاملہ اسی طرح ہے تو مبارک ہیں، وہ لوگ جو یہ وعدہ پورا کرر ہے ہیں۔ خدارا! ان کولگا رہنے دیجئے، وہ آپ کے رب کے محبوب ہیں۔ انہیں مت چھیڑیں، مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ جس نے میرے دوست کو چھیڑا، عداوت رکھی۔ اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کردیا۔

☆تبلیغی بے اعتدالیاں وافکار:

ویسے توتبلیغی جماعت کے ان بعض ناعاقبت اندیش افکار والوں نے اپنے کارکنوں کووہ نظریات وافکار دیئے جس سے پوری ملّت اسلامیہ جہاد سے دور ہوئی علمی مراکز اور خانقاہوں سے دوری پیدا ہوئی مساجد کے ائمہ وخطباء سے ٹکراؤ پیدا ہوا اور دین کی من مانی تشریح کی جس کا نقصان عظیم خود جماعت کے مخلصین بھی محسوس کرر ہے ہیں مگر اب معاملہ اس حد تک آگے بڑھ چکا ہے کہ وہ بے بس ہیں کارنامے بے شمار ہیں، ہرجگہ علماء حقہ مجاہدین ودیگر دینی شعبے ''متاثرین'' میں سے ہیں۔ بطور نمونہ ان افکار کی وجہ سے جو واقعات پیش آرہے ہیں ان میں سے کچھ ملاحظہ فرمائیں۔ چناچہ تبلیغی نصاب فضائل اعمال میں سے فضائل درود شریف کا نکالنا، مخلصین کا جماعت سے اس وجہ سے علیحدہ ہوجانا اور اس کی پرواہ نہ کرنا۔ اور علماء کرام کے باربار توجہ دلانے کے، کسی بات کا جواب نہ دینا کہ ہمارے پاس فضول وقت نہیں، اور اس ''کام'' کواہم ثابت کرنے کیلئے تحریفات اور مزعومہ ضابطوں کا دروازہ کھولنا۔

چنانچہ مشتے نمونہ خروارے ------------

☆کارنامے، ٹکراؤ، نتائج:

مری میں مولانا زرین عباسی صاحب جو جامعہ مدنیہ قدیم لاہور کے فاضل تھے اور ''مدرسہ سبحانیہ بانسرہ گلی'' مری کے مہتمم تھے وہاں یہ کاروائی کی گئی ان کے تبلیغ سے تعلق رکھنے والے والد صاحب سے ان کی رنجش کروائی گئی اور تقریباً ساڑھے چار سو طلبائے کرام پر مشتمل مدرسہ صرف اس بہانے سے بند کروایا گیا کہ طلباء کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی دی جاتی ہے اب وہ بند ہے۔

☆ ایک بہت بڑے شیخ الحدیث صاحب ؒ کے جنازہ میں ایک تبلیغی ساتھی نے سوال کیا کہ ان کا ''وقت'' لگا ہوا ہے؟ جواب میں بتایا گیا کہ اکوڑہ خٹک کے دار العلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث اور حضرت مدنی ؒ کے اجل تلامذہ میں سے ہیں تو کہا ''بس اللہ ہی رحم کرے'' یعنی وقت نہیں لگایا۔

☆ راقم الحروف کا خود اپنا واقعہ کہ ایک دفعہ مرکز میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں مجھے ''اپنا'' سمجھا گیا۔ فرمانے لگے آپ کیا کرتے ہیں؟ عرض کیا تخصص فی الفقہ والافتاء کی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ انھوں نے کہا ہمارا ابھی ارادہ ہے کہ اپنے ہی ''مرکز'' میں تخصصات کا سلسلہ شروع کیا جائے کیونکہ ہمارے طلبہ ان تخصصات کے لئے باہر جاتے ہیں تو ان پر دوسرا رنگ چڑھ جاتا ہے اور فضول کاموں میں لگ جاتے ہیں (فضول کاموں سے مراد شاید غیر شاخی مدارس میں تدریسی یا جہادی سرگرمیاں یا صحابہ کرام j کی عظمت کا دفاع، یا دین کی دوسری ضروریات ہوں گی) پہلے دورہ حدیث شریف بھی مرکز میں نہ تھا، اس وجہ سے شروع کرایا گیا ہوگا کہ ہمارا دیا ہوا ذہن دوسری طرف نہ لگ جائے، اور تخصصات کا بھی یہی مقصد ہوگا۔ واللہ اعلم

نوٹ: بندہ نے حضرت مفتی حمید اللہ جان صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے عرض کیا حضرت ان کے بارے میں لکھنا اس لئے بھی ضروری ہوگیا ہے کہ یہ لوگ دیوبندی مساجد کو ہی اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ تبلیغی جماعت کے اندر کچھ لوگوں کی دراندازی کی وجہ سے آج کل یہ لوگ منحرف ہو رہے ہیں ہم ایک زمانہ تک غیر مقلدین کو یہ کہتے تھے کہ مرزا غلام احمد قادیانی (ملعون) بھی پہلے غیر مقلد تھا پھر جہاد کا منکر ہوا پھر مہدی بنا پھر نبی بنا اور ہم ان کو الزام

دیتے تھے کہ یہ سب ''غیر مقلدیت'' کی وجہ سے تھا (جیسا کہ بعض سینئر حضرات ''تبلیغی جماعت'' سے یہ نظر آتا ہے کہ یہ لوگ جہاد ہی کے منکر ہوجائیں گے عملی طور پر یا اشاروں کنایوں میں تو ہو ہی گئے ہیں) تو گمراہ فرقوں کو یہ موقع مل جائے گا کہ وہ کہیں گے ''دیوبندیوں نے بھی منکرین جہاد پیدا کئے۔''

☆ عام ''مدارس'' دینیہ کے ساتھ یہ رویہ ہے:

تبلیغی جماعت کے مولانا سعید احمد خان صاحب ایک بہت بڑے ''دینی ادارے'' کے قریب سے گزر رہے تھے۔ حضرت نے خود فرمایا کہ یہ اہل حق کا بڑا ادارہ ہے مجھے خصوصی طور پر اس ادارے کے سربراہ سے تعلق تھا تو میں اتر جاؤں، اور جامعہ دیکھ لوں، مدرسہ رائیونڈ روڈ برلب سڑک تھا، ساتھ بیٹھے ہوئے ایک حضرت نے فرمایا ''کہ حضرت چھوڑیے مدرسے نہیں ہیں دکانیں اور دکان داریاں ہیں''۔ گواہ زندہ ہیں اور باشرع ہیں اور موقع کے چشم دید گواہ ہیں۔ الخضر یہ کہ:

ہزاروں شکایتیں ایسی کہ ہر شکایت پہ دَم نکلے
بہت نکلے دل کے ارماں مگر کم نکلے

کیا ہی سچ فرمایا تھا مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے ''کہ جماعت اگر اُن اصولوں سے پھِل گئی (پھسل گئی) تو جو فتنے صدیوں میں آنے ہونگے وہ دنوں میں آئیں گے'' (اور وہ ہو چکا)۔ عجیب بات یہ دیکھی گئی ہے کہ جو جماعت اس کے لئے اٹھائی گئی تھی کہ مدارس ومساجد کو آباد کیا جائے ان سے جڑنے والے حضرات کا ذہن کچھ اس طرح بن جاتا ہے، کہ درسِ قرآن سے دوری، فضائل اعمال کی اہمیّت، (وہ بھی قطع وبرید بغیر فضائل درود شریف کے)، عقائد باطلہ اور منکرات پر نکیر نہ کرنا، بلکہ ''بھائی'' اچھے کام کا کہو، اور توڑ پیدا نہ کرو، منکرات سے لوگ خود رُک جائیں گے۔ (تو یہاں یہ سوال ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ کو **یأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر** اُتارنے کی کیا ضرورت تھی) عوام الناس کے آگے پیچھے جانا اور علماء حق اور دینی مدارس سے دوری۔ اور ہر ایک سے پہلی ملاقات میں دعا وسلام کے بعد پہلا سوال کہ ''وقت لگا ہوا ہے

یا نہیں''؟ گویا اس جماعت میں وقت لگانا ''سفینۂ نوح'' میں آجانا ہے، رہا نہی عن المنکر کا مسئلہ تو سب حضرات جانتے ہیں کہ معروف کا تو کفار مکہ بھی منکر نہ تھے، اصل مسئلہ تو نہی عن المنکرات کا تھا جسکے لئے ہجرت و جہاد و خلافت بنی، بلکہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔

☆ گھر کی گواہی اور ہندوستان میں علماء کرام کی شکایات:

حافظ عبدالرحمن طاہر صاحب نے ''تبلیغی جماعت نجات کے راستے پر'' ایک کتاب لکھی ہے جس میں انھوں نے تبلیغی جماعت کا دفاع کیا ہے اعتراضات کے جوابات دئے ہیں ان میں سے کچھ اعتراضات اہلحدیثوں کے تھے، کچھ بریلویوں کے، کچھ دیوبندیوں کے تھے جس میں وہ اعتراض نمبر ۱۷، ۱۸، ۱۹ کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ ایک اعتراض یہ بھی ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ علماء نہیں ہوتے'' یہ علماء کرام کی تحقیر، توہین، اور استخفاف کرتے ہیں'' ''ان میں زہد و عبادت کی وجہ سے تکبر بڑھ جاتا ہے اور عام لوگوں کو حقیر سمجھنے لگتے ہیں''۔ حافظ عبدالرحمن طاہر صاحب اپنی اس کتاب میں رقمطراز ہیں، ہندوستان کے قصبے ''کاوَلی'' ضلع مظفر نگر یوپی میں ''مدرسہ حسینیہ'' کے نام سے ایک دینی مدرسہ ہے وہاں چھبیس فروری ۱۹۶۸ء کو ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا جس میں جید علماء کرام نے شرکت کی اور تقریباً ہر مقرر نے تبلیغی جماعت کے موضوع پر بیان کیا اس جلسہ میں مولانا عبدالرحیم شاہ صاحب نے ایک مبسوط تقریر کی۔ بعد ازاں یہ تقریر ''اصول دعوت و تبلیغ کے نام سے الجمعیت پریس دھلی سے کتابی شکل میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے مرتب مولانا محمد چندینی فاضل ''دیوبند'' ہیں مولانا چندینی، مولانا عبدالسبحان میواتی ؒ کے معتمد خاص ہیں۔ اس کتابچہ میں مولانا عبدالرحیم شاہ صاحب ؒ کی تقریر ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

''تقریباً پانچ، چھ سال تک مولانا (مرحوم) محمد یوسف ؒ کو اس کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں اور میں نے یہ عرض کیا تھا کہ حضرت اگر آپ نے توجہ نہ فرمائی تو علماء کرام زیادہ عرصہ خاموش نہیں بیٹھیں گے اور ضرورت (شرعیہ) ان کو مجبور کردے گی جس کے نتیجے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کیا حالات ہوں؟ بالآخر جب میں نے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ دیکھا تو میں نے استخارہ کیا اور خوب دعائیں کیں الحمد للہ جب مجھے خوب شرح صدر ہوگیا تو میں نے تبلیغی

جماعتوں کی موجودگی میں ان کمزوریوں کی طرف متوجہ کرنا شروع کر دیا جو مسلمانوں کے لئے سَمّ قاتل کا درجہ رکھتی ہیں "تبلیغی جماعت" کے بعض ناعاقبت اندیش اختلافات وتخریب کی فضا پیدا کر رہے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ "تبلیغی اجتماعات" میں تو بڑی سرگرمی دکھاتے ہیں اور دوسرے جلوس (جلسہ ودروس قران مراد ہے) کے ساتھ مخالفانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور ہر علاقے کے خواص و مبلغینِ جماعت کی عام شکایات ہیں کہ وہ بڑے بڑے علماء کی نہ خود تقریر سنتے ہیں بلکہ ان کا اوران کی تقریر کا ہکی کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ جہاں بھی تبلیغی جماعت کا اقتدار ہے آئمہ ومدرّسین کو مخالف قرار دے کر فوراً ان کو علیحدہ کر دیا جاتا ہے خواہ وہ کیسی تعلیمی صلاحیت رکھتا ہو میں اس کی تفصیل بھی پیش کر سکتا ہوں مگر میرا مقصد جزئیات کو جمع کرنا نہیں بلکہ اس غلط ذہن کو اُجاگر کرنا ہے جو خاموشی سے پرورش پا رہا ہے میں اس کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور دوسروں کو اس سے بچانا چاہتا ہوں۔ میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ یہ تجزیہ مجبوراً بادلِ نخواستہ کر رہا ہوں اور دینی تقاضا وضرورت سمجھ کر۔ کیونکہ جب ان نابالغ مقتداؤں نے خطابِ عام شروع کر دئے جن کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ اور انھوں نے اس کام کی افضلیت پر حد سے زیادہ تجاوز کیا اور دوسرے دینی شعبوں کی کھلم کھلا تخفیف شروع کر دی ذمے داروں کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود اب تک ان کو نہیں روکا یا وہ رکے نہیں تو ایسی صورت میں ذمے داری کی بات ہے کہ حقیقتِ حال واضح کی جائے۔ خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔

غور کا مقام یہ ہے کہ کوئی شخص بغیر سند کے کمپوڈر تک نہیں ہوسکتا مگر لوگوں نے "دین" کو اتنا آسان سمجھ لیا ہے کہ جس کا جی چاہے وعظ وتقریر کرنے کھڑا ہو جائے کسی سند کی ضرورت نہیں ایسے ہی موقع پر مثال خوب صادق آتی ہے "نیم حکیم خطرہ جان" اور "نیم مُلاّ خطرہ ایمان" میرے دل میں ان "مسلمانوں" کی بڑی قدر ہے جو محض دینی جذبہ اور اخلاص سے دین سیکھنے کے لئے نکلتے ہیں اور نمازی بن کر لوٹتے ہیں۔ لیکن اگر علماء کرام ومدارس وخانقاہ اور دیگر دینی شعبوں کی تخفیف ساتھ لے کر لوٹے تو میرے نزدیک ایسا تہجد گزار بھی بڑا مجرم ہوگا۔ ایسے بے نمازی کے مقابلے میں جو ان سب کی عزت واحترام کرتا ہے اور اس کو گناہ کا احساس

اوراس پرندامت ہے۔ کیونکہ بے نمازی کی مضرّت اس کی ذات تک ہے اوردوسرے کی مضرت متعدی ہے۔ پوری نسل کونقصان ہوگا۔ اسی وجہ سے آج ہرجگہ انتشار واختلاف پھوٹ پڑا ہے۔ جس کا سب سے زیادہ مظاہرہ ہمارے علاقہ میوات میں ہورہا ہے۔ اکرامِ مسلم کی اتنی مشق کے بعد "علماء کرام" کی آبروریزی انتہائی تعجب خیز بات ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ ذہنی اورعملی طور پرایک جماعت سے منسلک ہوگئے ہیں۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ "فیروز پور جھروکہ" میں ایک مولوی صاحب کولاٹھیوں سے زخمی کردیا گیا۔ اسی طرح استاذ الاساتذہ شیخ المیوات حضرت مولانا عبدالسبحان صاحب کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالمنان صاحب کوسنگار میں گھیرلیا گیا کہ مارو۔۔۔! یہ تبلیغ کے مخالف ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد واقعات ہورہے ہیں، بیچارے عوام سیدھے سادے ہیں۔ وہ کیا جانے کہ حقیقت حال کیا ہے؟ ان حالات کی وجہ سے انتہا تو یہ ہوگئی ہے کہ بہت سے پرانے مبلغین علیحدہ ہوگئے ہیں یا علیحدہ کردیئے گئے۔ جوان لوگوں کی بے اصولیوں اور بے ضابطہ تقریروں کی روک ٹوک کرتا ہے۔ تو مرکز میں خواص وعوام میں اس کوتبلیغ کا مخالف مشہور کرتے ہیں۔ اوراس کے لئے بالکل ایسا انداز اختیار کرتے ہیں، جیسے رضاخانی (بریلویوں) وغیرہ (کے لئے)۔

کوئی ان سے دریافت نہیں کرتا کہ بھائی یہ تو بتاؤ کیا مخالفت کی ہے؟ خیال کیجئے۔۔۔! جوتحریک علماء کرام وعوام رابطہ پیدا کرنے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ وہی تحریک آج علماء کرام ومدارس سے بُعد ودوری کا سبب بنتی جارہی ہے۔ کچھ عجیب سی بات ہے جوتبلیغی جماعت سے جتنا قریب ہوتا وہ اتنا ہی دوسرے علماء کرام سے بعید تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ اور پھر جس نے دو چار چلے دے دیئے تو اس کی ترقی درجات کے کیا کہنے؟ پھر تو وہ علماء کرام کی بھی کوئی حقیقت اپنے سامنے نہیں سمجھتا۔

☆ایک مغالطے کی نشاندہی:

اس سلسلے میں یہ بات عرض کردوں کے بہت سے حضرات نے "فضائل تبلیغ" پر کتابیں لکھی ہیں اور تعلیم میں انھی کوسنایا جاتا ہے۔ اس سے بڑا مغالطہ ہورہا ہے۔ عام طور پرلوگ ان

تمام ’’فضائل‘‘ کے مصداق اس تحریک کو سمجھتے ہیں حالانکہ سخت ضرورت ہے کہ مؤلفین اس میں امتیاز پیدا کریں یہ بہت بڑی تلبیس ہے اور اگر اس تحریک کو واقعی اس درجے میں سمجھتے ہیں کہ یہی سب سے افضل ہے اور یہ سنت ہے تو اس پر قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل قائم فرمایئے۔ اور جب یہ سنت ثابت ہو تو یہ بھی بتلایئے کہ اوّل سے لے کر آج تک یہ سنت پوشیدہ کیوں رہی۔۔۔۔۔؟ (اصولِ دعوت وتبلیغ۔ از مولانا عبدالرحیم شاہ دھلوی)

آگے چل کر حافظ طاہر صاحب لکھتے ہیں……

’’مولانا عبدالرحیم شاہ صاحبؒ نے مزید چند باتیں بھی فرمائی ہیں:۔ ادھر منتظم کمیٹی نے مولانا (انعام الحسن امیر جماعت) پر اس سرپرستی کے خلاف دعویٰ کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے علاقے میں خوب رسہ کشی ہو رہی ہے اور اختلاف کی نئی نئی شاخیں رونما ہو رہی ہیں۔ تقریباً ایک سال سے زیادہ ہو گیا ہے کہ مدرسہ بند پڑا ہے۔ اب آپ ہی حضرات سے دریافت کرتا ہوں کہ ایک طرف تو عاجزی وانکساری کی نمائش، دوسری طرف استغناء وبرتری کا یہ عالم؟ آپ ہی فیصلہ کریں۔ اس عاجزی میں کتنا اخلاص ہے؟

☆ ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی کر دوں ’’علماء کرام‘‘ کے ذہن میں یہ آتا ہے کہ چلو دین کا تھوڑا بہت کام ہو رہا ہے، ہوتا رہے۔ غلطیاں کہاں نہیں ہوتیں میں سمجھتا ہوں کہ کچھ غور سے کام نہیں لیا گیا حقیقت یہ ہے کہ بے نمازی ہونا عملی قصور ہے اور علماء کرام ومدارس کا استخفاف اور افضل کو غیر افضل یا غیر سنت کو سنت سمجھنا وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔ اعتقادی قصور ہے، میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ’’چند اعمال‘‘ کی اصلاح کے پیش نظر عقائد میں قصور کو نظر انداز کر دینا کہاں تک شرعی نقطہ نظر سے درست ہے؟ صحیح عقائد مدارِ نجات ہیں، اعمال مدارِ نجات نہیں۔

میں حیران ہوں کیا کہوں؟ کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ کب سے تبلیغی جماعت کا مرکز بھی ایمانیات میں داخل ہو گیا ہے؟ اور اس کا مخالف کافر قرار پایا ہے۔ ہمارے میوات والے ماشاء اللہ عرب وعجم میں مسلمان بناتے بناتے اُکتا گئے جی بھر گیا اس لئے میوات کے بعض سرگرم مبلغین وعلماء کرام نے مسلمانوں کو کافر ومرتد بنانا شروع کر دیا۔ (بتلانا کہنا) (اصولِ دعوت وتبلیغ

از مولانا عبدالرحیم شاہ صاحب دھلوی) قارئین کرام! آپ نے دیوبند کے جید علماء کرام کی آراء وحسرتیں سُن لیں، اب اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

(از حافظ عبدالرحمٰن طاھر صاحب مؤلف تبلیغی جماعت نجات کے راستے پر۔ مکتبہ اقبال اردو بازار لاہور)

جواباً حافظ صاحب فرماتے ہیں ”بیشک مولانا عبدالرحیم شاہ صاحب دھلوی دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے ۱۹۶۸ء میں تقریر فرمائی جس کا لب لباب نکالا جائے تو یہی نکلے گا کہ ”تبلیغی جماعت والے علماء کی قدر نہیں کرتے اور خود علماء بَن بیٹھتے ہیں“۔

دراصل مولانا عبدالرحیم شاہ صاحب ﷫ نے جس قدر بھی خامیاں بیان کی ہیں یہ انفرادی طور پر کارکنوں کی خامیاں ہیں جماعت انفرادی طور پر کسی کے عمل کے لئے جواب دہ نہیں اور یہ کہ کارکنوں کی خامیوں کو جماعت کا نقص سمجھنا نادانی کے سوا کچھ نہیں صفحہ ۱۷۲ و ۱۷۳ حافظ محمد طاہر صاحب نے مذکورہ کتاب میں ایک اور اعتراض نمبر ۱۴ بھی اٹھایا ہے اور اس کو بھی یہ کہہ کر اپنے طور پر جواب دے دیا کہ ”مرکز“ میں اس برائی کی ذمہ داری تبلیغی جماعت پر نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اعتراض ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اعتراض نمبر 14:

☆ ”بڑی سنتوں کو چھوڑ کر چھوٹی سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں“۔

تبلیغی جماعت پر ایک خاص وزنی اعتراض یہ (بھی) ہے کہ یہ لوگ سُرمہ، پگڑی، ٹخنوں سے اونچی شلوار، صفاچٹ مونچھیں، مسواک اور اسی طرح کی چھوٹی چھوٹی اور آسان سنتوں کو اپنے اعمالِ روزانہ میں اپنانے کی بے پناہ تلقین کرتے ہیں۔ جب کہ بڑی بڑی سنتیں مثلاً سُود سے پاک تجارت، ملاوٹ سے پاک دکان داری، سچ بولنا، جھوٹ ترک کرنا، امانت داری اور حق طلبی جیسی بڑی سنتوں کو نظر انداز کرتے ہیں۔ بیشک اکابرین جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے اجتماعات میں کم سے کم سودی لین دین کے خلاف ایک نئی اور بھرپور تحریک کا آغاز کریں تا کہ معاشرے کی یہ برائی جس نے ورلڈ بنک کے قیام کے بعد دنیا کی سو فیصد آبادی کو اپنے منحوس شکنجے میں

جکڑ لیا ہے، ختم ہونا شروع ہو۔ راقم (حافظ محمد طاہر صاحب) بذات خود اس بات کا گہرا مشاہدہ کر چکا ہے کہ تبلیغی جماعت سے متعلقہ دولت مند طبقہ کے لوگ بہت سے ایسے کاروبار کے ساتھ منسلک ہیں جو رشوت یا سود کے بغیر ممکن نہیں۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں جہاں بعض پشتو قبائل سودی کاروبار میں ملوث ہیں اس کے ساتھ تبلیغی جماعت میں سر تا پا متحرک ہیں۔ ٹانک کے ''محسود قبائل'' کی اکثریت افغانستان کے کوچی قبائل یا مہاجرین اور اسی طرح کے دیگر بہت سے سرحدی قبائل ایسے ہیں جو تبلیغی جماعت کے کارکن ہونے کے ساتھ ساتھ اس طرح کی تجارت میں ملوث ہیں پنجاب اور سندھ میں بھی ایسے دولتمندوں کی کمی نہیں۔ راقم (حافظ عبد الرحمن صاحب) کے شہر خوشاب میں سو ۱۰۰ میں سے پچانوے مُتَموّل تبلیغی ساتھی ذخیرہ اندوزی وسود سے آلودہ کاروبار میں ملوث ہیں پنجاب کے دوسرے بڑے ''فراڈ کیس، فرحت کوٹلہ کیس'' میں دوسو سے زائد تبلیغی کارکنوں نے جو اکثر جماعتوں کے امیر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔فرحت کوٹلہ کی فنانس کمپنی میں بھاری سود کے لالچ میں سرمایہ لگا رکھے تھے مجموعی طور پر جن لوگوں کو فرحت کوٹلہ نے آٹھ اُرب کا نقصان پہنچایا ان میں سے پچاس فیصد سے زائد تبلیغی جماعت سے متعلقہ لوگ تھے (اس ''بھاری اعتراض'' کا جواب دیتے ہوئے حافظ عبد الرحمن طاہر صاحب لکھتے ہیں:)XX راقم (حافظ عبد الرحمن صاحب) کے اس قدر گہرے ملک گیر مشاہدے کے باوجود راقم کا خیال یہ کہ اس برائی کی ذمہ دار تبلیغی جماعت کی قیادت نہیں کیونکہ رائیونڈ مرکز میں جن لوگوں کی بات سنی جاتی ہے وہ زیادہ تر فقر ودرویشی کی راہ اختیار کئے ہوئے ہیں لیکن راقم (حافظ عبد الرحمن طاہر) کی یہ آرزو ضرور ہے کہ سود سے پرہیز کا درس بہر صورت تبلیغی جماعت کی تعلیمات کا حصہ ہونا چاہیئے چنانچہ راقم اس اعتراض پر اکابرین جماعت کو بری الذمہ قرار دیتے ہوئے اپنے اس مشورے کو پیش کرنے کی جسارت پر معذرت خواہ ہے۔ آگے چلتے ہوئے ۔۔۔۔۔۔حافظ طاہر صاحب لکھتے ہیں۔

☆تبلیغی جماعت سے بڑا جہاد اور کون کر رہا ہے؟

تبلیغی جماعت کا کام ہے اسلام کی ''الف ب'' پڑھاتے ہوئے بتدریج نظام عملی کی

طرف بڑھانا یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اتنے زیادہ نظریاتی لوگوں کا اجتماع اپنے لئے جذبہ تحفظ اور تحسین نہ رکھتا ہو آپ جب کسی ایک شخص کو گالی دیں گے تو انفرادی عمل ہو گا لیکن جب آپ ایک کمیونٹی کو گالی دیں گے تو وہ سب کو بری لگے گی چنانچہ تبلیغی جماعت میں ایسے نوجوانوں کی تیاری نہ کبھی کوئی روک سکا ہے اور نہ کبھی کوئی روک سکے گا۔ جو دین اسلام کے خلاف کفریہ سازشوں اور زیادتیوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ چاہے تبلیغی جماعت کے بڑے لوگوں کو منع ہی کیوں نہ کرتے رہیں۔ جو لوگ اسلامی تعلیمات اپنانے کے بعد عقائد کے حق میں جذباتی ہوں گے۔ وہ ضرور تشدد کا راستہ اپنائیں گے اور اب تک ایسا ہوا ہے ہم اس بات کے اختتام پر نیویارک ٹائمز کی ایک رپورٹ کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں جو راقم الحروف کے دوست قاسم یاد نے قلمبند کیا ہے اس رپورٹ میں تفصیل کے ساتھ امریکن انٹیلی جینس نے یہ بتایا ہے کہ تبلیغی جماعت کے پلیٹ فارم سے اسلامی فکری و عمل کی تیاری کے بعد انگنت نوجوانوں کا ذہن جہاد کی طرف مبذول ہو جاتا ہے اس رپورٹ میں کسی کسی جگہ یہ اعتراض بھی کیا گیا ہے کہ تبلیغی جماعت کا دہشت گردوں (مجاہدین) کی تیاری میں دانستہ طور پر کوئی ہاتھ نہیں حافظ طاہر صاحب فرماتے ہیں جہاں تک لفظ ''جہادؒ'' کا تعلق ہے تو تبلیغی جماعتسے بڑھ کر جہاد یعنی جدوجہد کون کرے گا؟ اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں کئی جگہ فرمایا ہے کہ میرے راستے میں جدوجہد کرو اور یہی کام تبلیغی جماعت کرتی ہے (یہ کام یعنی ''جدوجہد'' نبی ﷺ اور صحابہ کرام j کو اس کا معنی معلوم نہ تھا کہ وہ یہ کام کرتے؟ راقم ابو اسید)

البتہ قتال کا معاملہ الگ ہے جس طرح کسی تعلیمی ادارے کی پالیسی میں کوئی ''غیر متعلقہ'' مضمون (نوٹ: اب یہیں سے اندازہ کر لیں کہ قتال کو دین کا غیر متعلقہ مضمون کہا جا رہا ہے اور اس کا دین کا شعبہ ہونے سے انکار کیا جا رہا ہے راقم) شامل نہ ہونا قابلِ مذمت عمل نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ تبلیغی جماعت اپنے بیانوں میں جہاد بالسیف کی تعلیم کیوں نہیں دیتے ان لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ تبلیغی جماعت کا میدان عمل ''ناواقفانِ دین'' (جو ایسے ''ناواقفان دین'' ہیں کہ آجکل بڑے بڑے فتوے دے رہے ہیں راقم) تک محدود ہے۔ حافظ عبدالرحمن طاہر صاحب آگے چل کر ایک منظر کشی کر رہے ہیں، اس منظر کشی کی حقیقت کو علماء

کرام ’’خوب‘‘ جانتے ہیں۔

☆ تبلیغی جماعت اور اس کے مرکز کی ایک منظر کشی:

از حافظ عبد الرحمن صاحب مؤلف تبلیغی جماعت نجات کے راستے پر!

حافظ صاحب لکھتے ہیں ’’اور یہ بات بھی بالکل غیر درست ہے کہ تبلیغی جماعت کے ہمراہ علماء کی جماعت نہیں تبلیغی جماعت کے اپنے مدارس ہیں (’’اپنے مدارس‘‘ سے مقصد وفاق المدارس سے ہٹ کر شاخیں قائم کرنا، یہیں سے علماء حق سے دوری ہوئی۔ حافظ عبد الرحمن طاہر صاحب کا یہ فرمانا کہ اپنے مدارس اور پھر اسکے بعد ’’اپنی شاخیں‘‘ ان سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کیا مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سعید احمد خان صاحب اور رائے ونڈ مدرسہ کے اب موجودہ اساتذہ کرام تبلیغی مدارس اور شاخوں کے فاضل ہیں؟ راقم) جہاں سے ہر سال سینکڑوں ’’علماء کرام‘‘ فارغ التحصیل ہو کر جماعت کے ساتھ وقت لگاتے ہیں بڑے بڑے مفتی، محدّث اور اساتذہ، مدرس تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہیں جو ہمہ وقت تبلیغی جماعت کے نصاب تعلیم اور دیگر طریقہ ہائے کار پر گہری نظر رکھتے ہیں رائیونڈ مرکز میں جید علماء کرام کی مجالس شوریٰ ہیں جو نئے نئے مسائل اور فقہی معاملات میں ہر درجہ احتیاط کرتے ہوئے ہمہ وقت بہتر سے بہتر اصول وضع کرنے کے لئے مصروفِ مشورہ رہتے ہیں غیر عالم اُمرائے جماعت علماء کی مجلس شوریٰ کے مشورہ کے بغیر کوئی ایک طریقہ نہ تو وضع کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی سابقہ اصول کو توڑنے یا ترک کرنے کے مجاز ہیں۔ خصوصاً اجتماعات میں تقریباً تمام بیانات علماء کرام کے ہی حصہ میں آتے ہیں رائیونڈ مرکز کو آج تک کسی شہری مرکز جیسا رُتبہ نہیں دیا گیا (جملہ معترضہ: یہ الگ بات ہے کہ اسٹیج سے دعوت رائیونڈ کی ہی دی جاتی ہے نہ کہ دعوت الی اللہ ۲: تیسرے دن بالکل میدان عرفات کی طرح عموماً ہر خاص وعام کے لبوں پر ایک ہی بات ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ’’دعا میں شرکت‘‘ ہو جائے۔ ’’آج دعا ہے‘‘ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معلوم نہیں ’’علماء دیوبند‘‘ تو کسی دن یا کسی ہیت کو مخصوص کر لینا اور اس کو ضروری سمجھنا اس کو آج تک بدعت کہتے چلے آئے ہیں اس کے بارے میں رائیونڈ کے علماء کی مجلس شوریٰ کا کیا فتویٰ

ہوگا؟ راقم) آگے چلتے ہوئے لکھتے ہیں: اسے ہمیشہ مسافر خانہ ہی سمجھا گیا ہے۔ اگر اکابرین جماعت بدنیت ہوتے تو اب تک رائیونڈ کو وہ تقدس حاصل ہو چکا ہوتا جو عرب وعجم کے ہر طبقے کو حیران کر دیتا۔ اجتماعات میں مساوات کا بینظیر مظاہرہ ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ اکابرین جماعت کسی بھی ساتھی کا ''تکبر زہد'' برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں''۔ (مذکورہ حوالہ: تبلیغی جماعت نجات کے راستے پر۔ ص:162 مؤلف: حافظ عبدالرحمن طاہر صاحب)

☆ ہمارا تبصرہ:

ہم کہتے ہیں حافظ صاحب کی منظر کشی آپ نے ملاحظہ فرمالی!۔ حافظ صاحب کی یہ بات کہ تبلیغی جماعت سے تعلق رکھنے والے ناواقفانِ دین ہوتے ہیں اب آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ اس قدر علمی اور احتیاطی مسائل تک رسائی کرنے والے اور مجلس شوریٰ کے حامل حضرات اسلام اور مسلمانوں پر آنے والے حالات اور تکالیف جن میں ''مساجد ومدارس'' کا گرانا اور بعض مسلمان ملکوں پر بمباری اور ہر کلمہ گو کو دہشت گرد سمجھا جانا کیا اس مجلس شوری نے اس بات کو محسوس نہیں کیا؟ کہ وہ اسکا بھی کچھ حل نکالتی اور اپنے ان کارکنوں کو جو اسی دنیا میں رہ رہے ہیں اور ان حالات کا مشاہدہ کر رہے ہیں جس میں یہ مذکورہ واقعات پیش آرہے ہیں تو وہ اس چیز کی ضرورت نہیں محسوس کرتے کہ وہ اپنے کارکنوں کو اس اہم ترین رکن جسے افضل الاعمال اور جسے ذروۃ السنام الدین اسے دین اسلام کی چوٹی فرمایا گیا ہے اور کہیں اللہ تعالی کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم جہاد کو ترک کر دوگے تو تم پر ذلت مسلط ہو جائے گی'' اور کہیں خود اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا کہ اِلَّا تَنفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا (الایۃ) اگر تم جہاد کے لئے نہ نکلے تو دنیا میں ہی تمہیں دردناک عذاب دیا جائیگا اور تمہارے علاوہ ایک دوسری قوم بدل دیں گے اور پھر تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ ان تمام نصوص قطعیہ کے بعد کبھی مجلس شوری کو یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ اس کے بھی فضائل بیان کئے جائیں کہ اب اس عمل

کے سوا کوئی چارہ نہیں اور جس طرح باقی اعمال کے فضائل بیان کئے جاتے ہیں اس کے بھی فضائل بیان کئے جائیں کہ یہ بھی ایک عمل ہے اور افضل ترین عمل ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس تبلیغی راستے میں اگر کوئی تین، پانچ، سات دن لگا لے کلمہ درست کر لے نماز درست کر لے اور دین کے موٹے موٹے مسائل پر عمل کرنا سیکھ لے تو اس کے بعد اصل کام کی طرف متوجہ ہو جن کے بارے میں علامہ احمد بہاولپوری صاحب عموماً ارشاد فرماتے رہتے ہیں ''میں اس جہاد کو نہیں مانتا جس میں جوتے پڑتے ہوں'' وہ اصل کام کر لے۔ مسجد و مدرسے کی تدریس بھی کر لے جس کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں ''اُمت اس سے نہیں بنے گی''۔ یہ سب کام کرنے کے ہیں جس کو علامہ صاحب فضول و لایعنی بتاتے ہیں۔ اس پر علامہ صاحب کو ایک لطیفہ اور حقیقت بتاتے ہیں کہ ''جوتے تو اب مسلمانوں کو نہیں پڑتے جوتے تو اب ''صدر بش'' کو پڑتے ہیں'' البتہ مسلمان ہماری اپنی غفلت سے اور ایک اہم دینی شعبہ چھوڑنے کی وجہ سے بظاہر مصائب میں گرفتار ہیں اور پھنسے ہوئے ہیں اور اس ''پھنسی ہوئی امت'' کو نکالنے کے لئے اللہ تعالی اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی حل بتایا، وہ حل قرآن و سنت والا حل ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والا طریقہ ہے، نہ کہ بنی اسرائیل کی طرح محنت کرنے کا، اور وہ ہے ''نَفِیر فِی سَبِیلِ اللہ : اللہ کی راہ میں قتال کرنے کا۔ اور اس میں کسی بات کو چھپانے یا جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں۔ واقفانِ دین از خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ انہیں کونسی راہ اپنانی ہے۔

نیز قارئین کرام! مذکورہ کتاب ''تبلیغی جماعت نجات کے راستے پر'' کو پڑھ لیں انہیں ان اعتراضات و جوابات کی سمجھ آ جائے گی۔ اور تقدس جماعت کی بھی۔ جس تقدس کے بارے میں مفتی تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ جماعت معصوم نہیں، اسمیں بے اعتدالیاں اور خطرناک سوچیں آ گئی ہیں، جس پر علماء چپ نہیں رہ سکتے۔ نیز ہم طلباء کو جماعت میں لگنے سے نہیں روکتے، لیکن ایسا نہ ہو کہ ''گدھا نمک کی کان میں جا کر نمک بن جاتا ہے'' بلکہ اصلاحی مقصد سے نکلیں اور بے اعتدالیوں پر مطلع کریں۔ تا کہ یہ بہترین جماعت غلط راستے پر نہ نکل جائے۔ ۴ـ (صفحہ نمبر ۲۰۱ پر ملاحظہ فرمائے)۔

(جیسا کہ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی تقی عثمانی صاحب کے والد محترم حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اضطرابی کیفیت میں اپنی تشویش کا اظہار فرمایا تھا)

اللھم اھدنا الصراط المستقیم

☆علمائے راسخین کے مشوروں اور ان کی تجاویز سے استغناء:

تبلیغی جماعت میں ایک بات یہ بھی دیکھی گئی ہے کہ وہ بڑے بڑے ”مفتیان کرام“ خصوصاً علماء دیوبند سے تعلق رکھنے والے حضرات کے اصلاحی مشوروں پر بھی کان نہیں دھرتے، ان حضرات میں ایک......

☆ ’مولانا احتشام الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں، جو ایک عرصہ تک تبلیغی جماعت سے وابستہ رہے، اسکے بعد انہوں نے جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی، اس سلسلے میں ان کا بنیادی اعتراض یہ تھا:

”کہ نظام الدین کی موجودہ تبلیغ میرے علم وفہم کے مطابق نہ تو قرآن وحدیث کے موافق ہے اور نہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور علماء حق کے مسلک کے مطابق۔ جو علمائے کرام اس تبلیغ میں شریک ہیں، ان کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اس کام کو پہلے قرآن وحدیث، ائمہ سلف اور علماء حق کے مسلک کے مطابق کریں میری عقل وفہم سے بہت بالا ہے کہ جو کام حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں اصولوں کی ”انتہائی پابندی“ کے باوجود صرف بدعت حسنہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کو اب ”انتہائی بے اصولیوں“ کے بعد دین کا اہم کام کس طرح سمجھا جا رہا ہے، اب تو منکرات کی شمولیت کے بعد اس کو بدعت حسنہ“ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ میرا مقصد صرف اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہونا ہے“۔

(بحوالہ: بندگی کی صراط مستقیم۔۔۔۔۔ضروری انتباہ از مولانا احتشام الحسن رحمۃ اللہ علیہ)

اسی طرح اس دور کے علماء دیوبند میں سے ایک جید عالم مولانا عبد الرحیم شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت کا سوال دار العلوم دیوبند سے طلب کیا تھا، تو علمائے

دارالعلوم دیوبند نے یہ کام خود تبلیغی جماعت کی شخصیات پر چھوڑ دیا تھا کہ وہ اس کا جواب دیں۔ لیکن تبلیغی جماعت کی بڑی شخصیات نے اس کا ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا،

اس سے قطع نظر کہ حضرت مولانا زکریا کاندھلوی ؒ نے جو کہ ایک روحانی شخصیت تھیں انہوں نے اس زمانے میں حضرت مولانا احتشام الحسن کاندھلوی ؒ کی اس تنقید پر ایک رائے دی تھی لیکن اس کا تعلق ادلہ شرعیہ اربعہ سے نہ تھا، بلکہ مبشرات اور خوابوں میں جناب آنحضرت ﷺ کا ''اُس زمانے کی تبلیغی جماعت'' کا خوابوں میں حمایت کرنا تھا۔ یہ بات یاد رہے کہ خواب یا نیند میں کسی بات کا آنا عام آدمی کے حق میں دلیل شرعی نہیں، البتہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی کا حکم رکھتے ہیں، عام آدمیوں کے لئے اچھے خواب بشارت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ آخری عمر میں حضرت شیخ الحدیث صاحب ؒ کا اپنے بعض مکتوبات میں موجودہ جماعت سے بیزاری اور اس میں بے اعتدالیوں کا آجانا، اذکار اصطلاحی کے بارے اپنے ایک متوسل کو یہ فرمانا ''تم رائیونڈ والوں کی پرواہ نہ کرو اور حاجی عبدالوہاب گمتھلوی نے کیوں آپ کو حضرت شاہ عبدلقادر رائے پوری کے ہاں جانے سے روکا؟ اور حضرت رائپوریؒ کے ہاں جا کر ان کی خدمت میں یہ ذکر سیکھو، بعض حضرات علماء کرام سے حضرت کا یہ مقولہ بھی منقول ہے کہ ''بھائی جماعت تو اب ''بابوؤں'' کی جماعت بن گئی ہے''۔ حضرت نے اپنے ایک مکتوب میں اپنے ایک متوسل سے جنہوں نے حضرت کو خط لکھ کر یہ عرض کیا تھا، کہ حضرت جماعت میں وقت لگا رہا ہوں، والدہ کی تیمارداری بھی نہ کر سکا......الخ، تو حضرت نے اسکے جواب میں لکھوایا میں آج کل بیمار ہوں اور خطوط کے جوابات نہیں دیتا لیکن آپ کی اس بات پر جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں......والدین کی اطاعت وخدمت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے جبکہ جماعت میں وقت لگانا اسطرح کی نصوص سے ثابت نہیں۔ والدہ کے ہاں جا کر ان کی خدمت کرو۔ وغیرہ......

بہرحال ہر عمل صالح کے لئے ادلہ شرعیہ سے کسی نہ کسی دلیل کا ہونا ضروری ہے، اور یہی ہمارا ارباب جماعت سے مطالبہ ہے کہ اگر اتنا بڑا ''اہم کام'' ہے تو اس کی دلیل شرع سے دے دیں'' بندے کو یقین کامل ہے کہ حضرت مولانا زکریا کاندھلوی ؒ کو اگر علامہ احمد بہاولپوری

صاحب کے مزعومہ ضابطوں کے بارے میں اور مولوی طارق جمیل صاحب کے بیانات کے بارے میں استفتاء کیا جاتا، تو وہ انتہائی سخت جواب دیتے۔ اس پر حضرت ؒ کی کتاب ''فتنہ مودودیت'' شاہد ہے جو کہ اس وقت لکھی گئی تھی کہ جب تک مودودی صاحب کی ''خلافت وملوکیت'' کتاب منظر عام پر نہیں آئی تھی۔

☆ایک اور صاحب حافظ پٹیل صاحب کا کارنامہ:

ایک اور صاحب حافظ پٹیل صاحب ہیں ان کا تعارف پہلی دفعہ ایک انڈین نژاد برطانوی نوجوان نے کروایا جو ''متاثرین'' میں سے تھا۔ اس نے بہت لمبا قصہ سنایا المختصر یہ ہے کہ پاکستانی ساتھی اور برطانوی ساتھی سب جانتے تھے کہ ''ڈیوزبری مرکز'' میں یہ ساتھی مسلسل سات سال سے مرکز کی خدمت پر مأمور تھے۔ گھر سے صبح پیدل چل کر مرکزی مسجد کی صفائی کرنا وغیرہ لِلّٰہ فی اللہ ان کی خدمات میں سے تھا۔ پاکستان آئے تو شومئ قسمت سے افغانستان تشریف لے گئے۔ وہاں طالبان کی مبارک حکومت اور شریعت کی بہاریں، عدل وانصاف دیکھا پھر واپس برطانیہ تشریف لے گئے ایک دو ساتھیوں سے تذکرہ بھی ہو گیا ہوگا اس پر جماعت کی طرف سے حکم صادر ہوا آئندہ تبلیغی نصاب ہمارے مرکز میں تم نہیں پڑھ سکتے۔ کچھ دنوں بعد ''مرکز میں آنے پر پابندی'' کا نیا حکم صادر ہوا، اور یہ سب وہاں کے امیر تبلیغی جماعت حافظ پٹیل صاحب کے احکامات کی روشنی میں ہوتا رہا، ''یہ گھبرائے کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے؟'' شادی شدہ تھے۔ کچھ دنوں بعد برطانیہ پولیس نے طلب کرلیا تحقیقات کیں انھوں نے (بقول ان کے) اپنے طور پر برطانوی پولیس سے پوچھا کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ اصل میں مرکز تبلیغ سے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ افغانستان تشریف لے گئے تھے بہر حال آپ گئے ہیں اور وہاں کچھ لوگوں سے بھی ملے ہیں۔ آپ آئندہ پاکستان تشریف نہیں لے جاسکتے۔ قصہ کوتاہ عرصۂ حیات تنگ دیکھا تو کسی نہ کسی طرح دبئی آ ہی گئے۔ وہاں سے پشاور کسی طرح آ گئے (اس وقت طالبان کا دورِ حکومت تھا) اور پشاور سے براستہ کابل قندھار امیر المؤمنین کو اپنی روئے داد سنانے تشریف لائے۔ شادی شدہ تھے گھر والے بھی ساتھ تھے اور تمام شواہد کے ساتھ افغانستان ہی

پناہ لینے پر مجبور نظر آ رہے تھے۔ ان کے دوست بھی اچانک وہیں پر مل گئے۔ انھوں نے بھی تصدیق کی، معلوم نہیں، اس کے بعد اُن کے ساتھ کیا احوال پیش آئے؟ اسکے بعد تو امارت اسلامیہ پر امریکہ بہادر و ناٹو نے چڑھائی کر دی۔ اللہ تعالی حفاظت فرمائیں۔ ان حافظ پٹیل صاحب کا کچھ دنوں قبل مرکز رائیونڈ میں ایک کتابچہ ''ملفوظات پٹیل صاحب'' بھی بانٹا جا رہا تھا۔ اس میں کیا کیا ملفوظات ہونگے؟ ان کے اعمال سے ہی اندازہ لگالیں؟

ایسے نجانے کئی ''متاثرین'' ہونگے اللہ تعالی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

☆ایک اور اہم بات:

عموماً جماعت والے بے نمازی حضرات کو مسجد کی طرف لگا دیتے ہیں یہ بڑی محمود کوشش ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے ہیرے کو آپ نے کیچڑ سے نکال کر دھویا۔ اب آگے تو وہی چلت پھرت ہوتی ہے نہ عقائد کا علم ہوتا ہے نہ مسائل کا کچھ علم ہوتا ہے اور نہ علماء حق کے ساتھ کوئی تعلق ہوتا ہے جس کی وجہ سے بعض غلط عقائد رکھنے والے لوگ ...... ان کو لیکچر دے کر اُچک لیتے ہیں۔ تبلیغی جماعت میں علم نہ ہونے کی وجہ سے اور نیز ''الف، باء'' کو ہی پورا قران سمجھنے کی وجہ سے فتنے کا اک نیا راستہ کھلتا ہے۔ مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ان کو دینی مدارس، اہلِ حق، خانقاہوں، اہلِ ذکر کے ساتھ جوڑ دو۔ مگر جب دینی مدارس اور اہل حق اور خانقاہوں اور اہل ذکر سے بدظنی ہو تو یہی حال ہوتا ہے۔

شاخوں کے طلباء کرام سے مل کر ایک اور حقیقت یہ سامنے آئی کہ ان کو ایک خاص مقصد دے کر ذہنی طور پر پابند کر دیا جاتا ہے، کہ وہ ''اِدھر اُدھر'' کے احوال پر نظر نہ رکھیں، چنانچہ انہیں باہر کے ''فتن وحوادثات'' سے علم نہیں ہوتا، اس کے پیچھے کیا راز کارفرما ہے؟ اور امت کا کتنا نقصان؟ یہ وقت بتلا ہی رہا ہے۔

☆عورتوں کی تبلیغی جماعت:

جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے صدر مفتی حضرت مفتی سیف اللہ حقانی صاحب مدظلہ العالی نے عورتوں کی تبلیغی جماعت کے نکلنے کے بارے میں عدم جواز کا فتوی دیا اور باقاعدہ ایک رسالہ لکھا رسائل سبعہ میں شامل ہے اور اس میں مفتی رشید احمد نور اللہ مرقدہ کا اکرام مسلمات بھی لیکن جماعت نے اس کو بھی درخور اعتناء نہ سمجھا، پھر بھی دعوی ہے کہ مسائل علماء سے پوچھے جائیں۔

☆تبلیغی کام پر جہادی فضائل کا سنانا:

1 ’’ایک صبح اور ایک شام اللہ رب العزت کے راستے میں لگا دینا دنیا و مافیھا سے بہتر ہے‘‘

2 ’’اللہ رب العزت کے راستے میں ایک ’’نماز‘‘ کا ثواب انچاس کروڑ ’’نمازوں‘‘ کے برابر ملتا ہے‘‘

3 ’’اللہ کے راستے میں ایک روپیہ اپنی ذات پر خرچ کرنے سے سات لاکھ روپے خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے اور اگر کسی دوسرے پر خرچ کریں تو ’’سات کروڑ‘‘ کا اجر ملتا ہے‘‘

4 ’’اللہ کے راستے میں جو ’’گرد و غبار‘‘ جسم پر لگتا ہے اس پر جہنم کی آگ تو آگ دھواں بھی حرام ہو جاتا ہے‘‘

یہ وہ مغالطہ وتحریفات ہیں جو ہو رہی ہیں، یہ ساری احادیث عمل جہاد کی ہیں اور فضائل بھی جہاد کے ہی ہیں۔

☆بیانات سے قبل اعلانات برائے بیان:

(پہلا اعلان)ا: نماز کے بعد عموماً دو قسم کے اعلان ہوتے ہیں، ا: میری آپ کی بلکہ پورے عالمِ انسانیت کی ’’کامیابی‘‘ اللہ ربّ العزت نے ’’پورے کے پورے دین‘‘ میں رکھی ہے، یہ دین کیا ہے۔؟ اللہ رب العزت کے احکام اور نبی کریم ﷺ کے طریقے، یہ احکام اور طریقے ہماری زندگی میں کس طرح آئیں گے۔؟ اس کے لئے زبردست محنت کی ضرورت ہے، اسی محنت کے بارے میں باقی نماز کے بعد بات ہوگی، آپ سب حضرات تشریف رکھیں انشاء اللہ بہت نفع ہوگا۔

(**دوسرا اعلان**) ۲: میری آپ کی بلکہ ساری انسانیت کی کامیابی اللہ رب العزت نے اپنے ”پورے کے پورے دین“ میں رکھی ہے، یہ دین ہماری زندگیوں میں آئے گا محنت سے، اسی محنت کے بارے میں باقی نماز کے بعد بات ہوگی، سب حضرات تشریف رکھیں انشاء اللہ بہت نفع ہوگا۔

☆تبصرہ:

نماز کے متصل بعد اعلانِ بیان کے بارے میں گذارش یہ ہے کہ اہل بدعت کو آج تک اسی وجہ سے بدعتی کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے بعض اعمال کو خاص ہیئتوں کے ساتھ از خود ثواب سمجھتے ہوئے گھڑلیا، چنانچہ فرض نماز کے بعد ان کا زور زور سے ذکر کرنا وغیرہ...... ہم کہتے ہیں۔۔۔! کہ یہی مذکورہ علتیں تبلیغی جماعت کے ”اعلانِ بیان“ میں بھی پائی جاتی ہے۔ نماز کے بعد سلام پھرتے ہی ایک آدمی دیوار کے ساتھ کھڑے ہوکر اعلان کرتا ہے، اہل بدعت کے ذکر جہری سے محض ”ایک تشویشِ مُصَلِّین“ (نمازیوں میں خلل) پیدا ہوتی تھی، جبکہ آپ کے اس اعلان سے ”تشویش“ بھی پیدا ہوتی ہے اور تبلیغ میں نہ جڑنے والے لوگ بقیہ فرض کی رکعات انتہائی اختصار کے ساتھ پڑھ کر نمازیوں کے آگے سے گزر کر مسجد سے نکلتے ہیں جو کہ حرام ہے، اور ان تمام چیزوں کا سبب آپ کا وہ ”اعلان“ بنتا ہے، اگر چہ لوگوں کو بھی خیال رکھنا چاہیئے تھا مگر تبلیغی احباب کے اصرار کو جاننے والے حضرات کہاں بیٹھتے ہیں؟ اس کے علاوہ یہ بات دیکھی گئی ہے، کہ جس مسجد میں تبلیغی جماعت چلی جائے، اس مسجد کے لوگ مسجد بدل دیتے ہیں، (اس دن مسجد میں نہیں جاتے) بلکہ راستے بھی بدل دیتے ہیں، تو روز روز کے یہ وعظ اور اس قسم کی یہ دعوت دین کو ہلکا کر دیتی ہے، اور بقول مولانا الیاس صاحبؒ ”مقررین میں ڈھٹائی پیدا کر دیتی ہے“، جس کو شریعت کی اصطلاح میں ”استخفافِ دین“ کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی گاہے بگاہے حالات کے پیشِ نظر خطابات فرماتے تھے۔ اور ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ کچھ عرصہ پہلے تک جماعت کے احباب کی طرف سے لگائے گئی شروط کہ کس کس کو کن احوال میں دعوت کی طرف متوجہ کرنا ہے، اسکا خیال رکھتے تھے، مگر اب ہر مجلس وحال میں اس دعوت

کو پیش کرنے سے اور کہیں بہت زیادہ اصرار کرنے کی وجہ سے عموماً نمازی کنی کترا کر نکل جاتے ہیں۔

یہاں اعلان میں قابل غور بات یہ ہے کہ جماعت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم ''پورے دین'' کی محنت کرتے ہیں اور وہ زندگیوں میں آجائے وہ کس طرح آئے گا اور پھر بات کرنے والا ''چھ نمبر'' بیان کرتا ہے تو یہ دعوی اور دلیل آپس میں مطابقت نہیں رکھتے کیونکہ دین نام ہے جمیع ما انزل علی محمد ﷺ ہر وہ عمل وحکم جو نبی ﷺ اپنے امتیوں کے لئے زندگی کے ہر شعبے میں لائے وہ دین کہلاتا ہے اور عموماً کتب شریعت میں عربی عبارت یوں ہوتی ہے الدین ھو کل ما جاء بہ النبی ﷺ یعنی ہر وہ چیز جو نبی ﷺ لے کر آئے یہاں بات یہ ہے کہ بیان جو ہوتا ہے اس کے اندر صرف چھ نمبر بیان کئے جاتے ہیں جبکہ بخاری، مسلم ودیگر کتب حدیث میں حدیث جبریل علیہ السلام (جس میں حضرت جبریل علیہ السلام ایک نو وارد اجنبی کی شکل میں تشریف لائے تھے) تو اس میں انھوں نے کچھ سوال کئے تھے

1 جس میں پہلا ''سوال'' ایمان وعقائد کے بارے میں تھا۔
2 دوسرا سوال مکمل شریعت یعنی اسلام کے بارے میں تھا۔
3 تیسرے سوال میں آئیندہ آنے والی باتوں کا استفسار تھا کہ قیامت کب آئے گی؟

آنحضرت ﷺ نے سب کے جوابات دئے۔ البتہ قیامت کی نشانیاں تو بتلادیں، باقاعدہ دن اور وقت نہ بتایا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ''جبریل امینؑ'' تھے، جو تمہیں تمہارا ''دین'' سکھلانے آئے تھے، **جاء کم لیعلمکم معالم دینکم** تو آنحضرت ﷺ نے ''عقائد سمیت مکمل شریعت'' کو دین قرار دیا، جبکہ بڑے افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے، کہ اعلان کرنے والا دعوی کرتا ہے پورے دین کا اور بیان کرنے والا صرف چھ نمبر بیان کرتا ہے جو چند فضائل پر مشتمل ہوتے ہیں اور بس سلسلہ اس طرح چل رہا ہے اور بقول علامہ احمد بہاولپوری صاحب اور مولوی جمیل صاحب ''یہ یوں ہی چلتا رہے گا''......

یہ ایسا بڑا مغالطہ ہے کہ عامی مسلمان ''کولھو کے بیل'' کی طرح اسی چکر میں گھومتا ہی

رہتا ہے، اور دین اور دین داروں پر یا مسلمانوں پر جو شدائد و مصائب یا اس وقت کی ''ضروریات دین وعقائد'' ہوتی ہیں ان سے غفلت میں رہتا ہے، جس کا نتیجہ پوری امت اسلامیہ بھگت رہی ہے، البتہ اس کا سادہ سا جواب ''بڑوں'' کی طرف سے ممبر پر سنا دیا جاتا ہے، کہ ''یہ ہمارے اپنے گناہوں کی سزا ہے'' جس کا سیدھا سادہ تبلیغی کارکن یہی مقصد سمجھتا ہے کہ اس کی اپنی غلطی ہے جس کی اس کو سزا مل رہی ہے ہمارا اُن سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ جماعت کے ارباب ''حل وعقد'' سے یہ سوال ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک کہ ''مسلمان ایک جسم کی مثال ہیں، اگر جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہو تو پورا جسم ساری رات بے چین رہتا ہے'' اس بے چینی کا آپ حضرات یعنی تبلیغی جماعت والوں نے کیا حل نکالا ہے؟ یا آپ اس جسم کا حصہ نہیں ہیں؟ یا وہ مسلمان آپ کے جسم کا حصہ نہیں ہیں؟ ان دونوں باتوں میں سے کیا بات ہے؟ اس نظریے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ کھلم کھلا مراکز اسلامیہ جہاد ومجاہدین اور ان کی کاروائیوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور بجائے اس کے کہ ان کی مدد ونصرت کی جاتی جو قرانی آیت میں فرض بتلائی گئی ہے، ارشاد ربانی ہے: **وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر**...... (الایۃ) کہ اگر مسلمانوں کو کہیں بھی دین میں مدد کی ضرورت پڑے یا مدد طلب کریں تو تمہارے اوپر واجب ہے کہ تم ان کی مدد کرو اس آیت کی روگردانی کرتے ہوئے دس لاکھ کے مجمع کو منبر سے یہ کہا جاتا ہے ''کہ اس طرح جوتے پڑتے رہیں گے''۔ یعنی بجائے ان کی امداد کرنے کے یا کم از کم ''دعا'' کرنے کے، دوسرے لفظوں میں گویا ان کو ''بددعا'' دی جاتی ہے۔ اور پھر بھی کہا جاتا ہے ''ہم پھنسی ہوئی امت کو نکال رہے ہیں''۔ (اقتباسات از بیانات علامہ احمد بہاولپوری صاحب)

فقہی نقطہ نظر سے مفتیان کرام ان اعمال وعقائد کا جو بھی حکم صادر فرمائیں وہ ایک الگ بحث ہے۔ نتائج وزمینی حقائق کی بحث اور امت اسلامیہ کو جو ان نظریات سے نقصان پہنچ رہا ہے وہ تو ہر ذی شعور اور معمولی سی عقل اور دینی تڑپ رکھنے والے مسلمان کو احساسِ شدید تو بہرحال ہے ہی اور یہی ایمان کی علامت ہے، ورنہ پھر تو نفاق کا ہی شبہ اور شعبہ ہے۔ اور اس نظریے کی تمام تر ذمہ داری جماعت کے ذمہ داروں پر ہے۔ نیز بندہ پورے وثوق سے کہتا ہے کہ انتم

شہداء اللہ فی الارض کے تحت پوچھا جائے گا، کہ تم نے امت کو کس کام پہ لگا یا ہوا تھا؟ کیا فلسطین، عراق، افغانستان اور پاکستان کے شمالی علاقوں کے معصوم نوجوان بوڑھے، بچے، بچیاں قیامت کے دن یہ سوال نہیں کریں گے؟ کہ ہم بھی اسلامی جسم کا ایک حصہ تھے، ہماری تکلیفوں پر کس کو تکلیف ہوئی؟ ہمیں کس جرم کی پاداش میں یہ سزا ملی؟ جوتے مارنے تو چھوڑیئے، ان کے ٹکڑے ٹکڑے کردئے گئے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے: مَن لَم یَھتَم بِاَمرِ المُسلِمِین فَلَیسَ مِنَّا (الحدیث) جو مسلمانوں پر ہونے والی تکالیف یا ضروریات کا خیال نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں چنانچہ ایک واقعہ سے اندازہ لگالیجئے کہ تبلیغی جماعت نے اپنے احباب کو کیا افکار دئے 2007ء میں رائیونڈ روڈ پر آنے والی ایک ویگن کے اندر جب نبی ﷺ کے توہین آمیز خاکوں پر پوری امت اسلامیہ سراپا احتجاج تھی، تو ایک دینی طالب علم سے ایک جماعت کے کارکن نے کہا "یہ مولویوں نے کیا طوفان اٹھایا ہوا ہے؟" زیادہ سے زیادہ اس کارٹون بنانے والے نے ایک تصویر ہی بنائی ہے سبحان اللہ!

نماز اچھی ، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی ، حج اچھا
مگر باوجود اس کے میں مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب ﷺ کی حرمت

پہ
خدا شاہد ہے کہ کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

یعنی ایمان بناتے جاؤ جب کامل ہوجائے تو جہاد میں شامل ہوجانا، احتجاج کرلینا، نبی ﷺ کی حرمت پہ کٹ جانا، اور امت مسلمہ کا فکر کرلینا، ابھی تو لوگ بغیر کلمے کے مر رہے ہیں۔ حالانکہ احباب تبلیغ جب کسی ساتھی کا وصف بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں "بڑی فکر والا ساتھی ہے" پتہ نہیں مسلمانوں کی فکر ہوتی ہے یا کافروں سے ہمدردی وفکر؟

حالانکہ اِس سے قبل حضرت مفتی کفایت اللہ دھلوی ؒ اور حضرت مولانا یوسف کے علاوہ دیگر جید علماء نے عورتوں کی تبلیغی کام پر عدم جواز کا فتوی دیا۔

ایک اور واقعہ سے اندازہ لگائیں……:

☆ حسن ابدال میں تبلیغی جماعت کی مدد سے مدرسہ چل رہا تھا مدرس وخطیب مدرسہ ''مفتی احتشام الحق صاحب مدظلہ العالی'' سکنہ حضرو ضلع اٹک کو صرف اس بنیاد پر فارغ کیا کہ ان کے ہاں جہادیوں کی آمد ورفت ہوتی تھی اور آخری (گناہ) انھوں نے یہ کیا کہ انچاس کروڑ والی حدیث کو انہوں نے دلائل کے ساتھ موضوع بتلایا بس اُس دن ان کو بلا کر فرمایا گیا کہ ''آپ فارغ ہیں'' یہ بات یاد رہے کہ تبلیغی جماعت کے احباب انچاس کروڑ والی حدیث کو اپنے اس تبلیغی جماعت کے کام کے فضائل میں ذکر کرتے ہیں اور موجودہ تبلیغی جماعت کو اس حدیث کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ مفتی احتشام الحق صاحب نے مدرسے سے سامان اٹھایا۔ اپنے استاد مفتی رشید احمد صاحب ؒ کے فرمانے پر مانسہرہ تشریف لے گئے۔ (آجکل ویسہ ضلع اٹک میں مدرس ہیں)

(قارئین کرام! مفتی صاحب ؒ کے رسالہ انچاس کروڑ والی حدیث کو ضرور پڑھیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک روپے پر سات لاکھ کا اجر وثواب اور ایک نماز پر انچاس کروڑ نمازوں کا ثواب یہ دونوں حدیثیں حد درجہ ضعیف ہیں، اسلئے ان کے ضعف کو بیان کئے بغیر ان احادیث کی تشریح وبیان جائز نہیں ہے، اگرچہ یہ حدیثیں من غزا بنفسہ فی سبیل اللہ یعنی قتال کے ہی بارے میں آئی ہیں، لیکن سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں)

☆ ایک لطیفہ:

حضرت مفتی رشید احمد صاحب ؒ کے دورِ حیات میں کسی بیماری کی وجہ سے معالج نے کچھ دن بات کرنے سے منع کیا تھا لیکن تبلیغی حضرات نے بغلیں بجائیں اور اس کو اپنی ''کرامات'' ظاہر کیا کہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان بند ہوگئی (حضرت مفتی رشید صاحب ؒ نے انچاس کروڑ والی حدیث جو تبلیغی جماعت والے اپنے تبلیغ کے کام کے ''فضائل'' میں سناتے ہیں اس پر تحقیق کی اور اس پر رسالہ لکھا کہ حقائق کیا ہیں) جب مفتی صاحب ؒ تعالی تندرست ہوئے تو پہلے ہی درس میں فرمایا کہ میں معالج کے کہنے پر خاموش تھا اور تمہاری باتیں سُنی ہیں میں

اب بھی وہی کہتا ہوں جو پہلے ہی کہہ چکا ہوں اور انہی کو حق سمجھتا ہوں۔ (یہ ہے اکرام علماء)

☆ایک دوسری مثال سے نتائج کو سمجھئے:

ایک طرف ایک لاکھ آدمی داڑھیوں عماموں والے بظاہر نیک دوسری طرف چالیس، پچاس آدمی وہ بھی بظاہران جیسے ہی مگر عزم یہ کہ دین اور مسلمانوں پر یا ''شعائر اسلامیہ'' پر کوئی آنچ آئے تو باز کی طرح اُڑ کر لپکیں جبکہ پہلے والے ایک لاکھ صرف ''الف، با'' کو ہی مکمل قران مجید سمجھنے والے ہیں اور اُنہیں مرکز سے یہ ہدایات ہوتی ہیں کہ تمہیں جو بتایا گیا وہی کرنا ہے کسی کو ناحق مار پڑتی رہے، مسجدیں گرتی ہیں تو گرتی رہیں، بے حیائی اور فحش بر سر عام ہو، نگاہیں نیچے کر کے گزر جانا، ان تمام منکرات پر نکیر نہ کرنا، جس سے توڑ نہ پیدا ہو جائے، بس جوڑ پیدا کرتے رہو، اور یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ سے ہی مانگتے ہیں وغیرہ وغیرہ اسی طرح کی ہدایات دی جاتی ہیں، اب آپ بتایئے؟ کہ وہ صرف پچاس افراد جو ہر آواز پر کمر بستہ ہیں بہتر ہیں یا ایک لاکھ جن کے ہاتھ نظریات وافکار نے باندھے ہوئے ہیں؟ یہ ان کے مجمع کثیر کی حقیقت ہے۔ کفر بھی سمجھ چکا ہے کہ یہ بغیر زہر والے سانپ ہیں انہیں آرام سے پکڑ سکتے ہیں حدیث رسول ﷺ میں مخبر صادق ﷺ نے کیا ہی خوب فرمایا تھا اور کیسی المناک پیشن گوئی فرمائی تھی کہ ''تم پر کفار ایسے جھپٹیں گے۔ جیسا کہ بھوکا آدمی دسترخوان کے پیالے پر جھپٹتا ہے پوچھا گیا کیا اس وقت ہم تعداد میں تھوڑے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''بل انتم کثیر'' غثاء کغثاء السیل'' (النسائی وابوداؤد) بلکہ تم کثیر ہوگے، مگر ایسے ہوگے جیسے سمندر کی جھاگ، اور فرمایا کہ تم میں ''وہن'' پیدا ہو جائے گا پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ مَاالْوَھْنُ؟ وہن سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں دو بیماریاں ہوں گی ''دنیا سے محبت اور موت سے کراہت'' (یعنی جہاد وقتال سے نفرت) آپ ﷺ نے اس کو حُبُ الدُّنْیَاوَ کَرَاھِیَتُ الْمَوْت سے تعبیر فرمایا (رواہ احمد وطبرانی فی الاوسط) وفی روایۃ حُبُکُمُ الدُّنْیَاوَ کَرَاھِیَتُ الْقِتَال یہ صراحتاً دلالت کرتی ہے کہ جن کے دل میں ''قتال'' کی نفرت ہے وہی اس کے مصداق ہیں۔

لوکھر تھانہ موضع لدھا کے (مضافات گوجرانوالہ) کا ایک عجیب واقعہ

حضرت مولانا محمد نواز بلوچ دامت برکاتہم راوی ہیں اور وہاں محلے کے لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ تبلیغی جماعت کے امیر نے مولانا ولی اللہ صاحب امام مدنی مسجد کو درس قرآن سے روک دیا معاملہ تھانے تک پہنچا ایس ایچ او نے فریقین سے دریافت کیا، آپ حضرات تو بظاہر نیک لوگ ہیں کس بات پر لڑ پڑے......؟ مولانا ولی اللہ نے کہا کہ یہ لوگ مجھے درس قرآن نہیں دینے دیتے اور کہتے ہیں کہ بس وہی فضائل اعمال کافی ہے۔ اور میں تو عرصہ دراز سے درس قرآن دے رہا ہوں موضع لوکھر کے تبلیغی بزرگ آگے بڑھے اور کہا کہ ایس ایچ او صاحب! سیدھی بات ہے، یہ ہماری فضائل اعمال کو نہیں مانتے ہم ان کے قرآن کو نہیں مانتے۔ ایس ایچ او دنگ رہ گیا اور کہا ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ تم تو مجھے شیطان نظر آتے ہو۔! (قرآن کا انکار؟) پھر ایس ایچ او نے مولانا سے کہا کہ آپ درس قرآن دیتے رہیں اگر کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بتائیں۔ یہ ہے کارنامہ مروجہ تبلیغی جماعت کا۔

☆ایک اور کارنامہ:

لاہور میں مسجد کے ایک خطیب صاحب وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ مجھے وہاں کے تبلیغی جماعت سے تعلق رکھنے والی مسجد کی ''غیر قانونی کمیٹی'' نے جو انھیں آئے دن تنگ کرتی رہتی تھی، انھوں نے ایک موقع غنیمت یہ بھی جانا، کہ میری والدہ مرحومہ کے انتقال کے موقع پر جب مجھے گاؤں جانا پڑا، تو انھوں نے ایک منصوبہ بنایا، تھانے گئے اور وہاں یہ شکایت کی کہ چونکہ مولانا لال مسجد اور وہاں ہونے والے مظالم پر پرویز مشرف کی گورنمنٹ پر تنقید کرتے ہیں، اس لئے ہم ان کو اپنے عہدے یعنی خطابت سے معزول کرتے ہیں، اور کل کے لئے جمعہ کا انتظام ہم نے کر لیا ہے، اس بات پر رات ۱۲ بارہ بجے مجھے ایس ایچ او نے تھانے

بلایا، اور تھانیدار نے مجھے معزول نامہ دکھلایا جس پر کمیٹی کے دستخط تھے، میں نے کہا کہ میں اس کمیٹی کو تو مانتا ہی نہیں، اُس نے کہا پھر جمعہ کا کیا ہوگا؟ میں نے کہا میں جمعہ خود پڑھاؤں گا، البتہ اگر مسجد کے نمازی مجھے اس منصب سے ہٹادیں تو پھر میں ہٹ جاؤں گا، ادھر سے کچھ لوگوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ مجھے تھانے میں بلایا گیا ہے، تو مسجد سے کافی مقدار میں نمازی پہنچ گئے، تھانیدار نے رات کو کہا آپ صبح جمعۃ المبارک کو ۱۰ دس بجے دوبارہ آئیں، اور ان کمیٹی والوں کے آمنے سامنے بات کریں، کمیٹی والوں کا مقصد یہ تھا کہ میں وہاں مصروف ہونگا، اور پیچھے انھوں نے ایک تبلیغی جماعت کے امام کو تیار کیا، اور ادھر اُدھر فون کرکے "تبلیغی احباب" کو اگلی صفوں میں بٹھا بھی دیا، اللہ تعالی کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک D.S.P صاحب اسی تھانے آنکلے، انھوں نے جو سب کو دیکھا تو تھانیدار سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ بہرحال اس نے ساری بات سنی اور ان سے کہا کہ آپ کو اس خطیب سے کیا شکایت ہے؟ انھوں نے وہی شکایت بیان کی کہ یہ لال مسجد کے حوالے سے مجاہدین و دینی طلباء کا دفاعانہ نظریہ رکھتے، اور گورنمنٹ کو موردِ الزام ٹھراتے ہیں، ہمیں خطرہ ہے کہ ان کو پکڑ نہ لیا جائے، اور پہلے بھی ان کو دو ۲ دفعہ پکڑا گیا ہے، میں نے کہا کہ پہلے مجھے پکڑا گیا لیکن آپ وہاں سے تحقیق کرلیں کہ مجھ پر کوئی الزامات ثابت نہیں، D.S.P صاحب نے ان سے کہا کہ اور کوئی شکایت؟ انھوں نے کہا کہ "یہ ہماری کمیٹی کو نہیں مانتے" میں نے کہا میں غیر قانونی کمیٹی کو کیسے مانوں؟ بہرحال D.S.P صاحب نے کمیٹی کے ایک تبلیغی کارکن سے (جو باشرع تھے) مخاطب ہوتے ہوئے کہا، "کہ مولوی جی! ہون او زمانہ لنگ گیا جدوں پنڈ دا چودھری مولوی نوں منبر توں کھچ کے لاچھڈ داسی، ہون قانون دی گل چلدی اے"۔ یعنی "مولوی صاحب! وہ زمانہ گیا کہ جب گاؤں کا چودھری اپنے امام کو منبر سے اتار لیتا تھا اب قانون کی بات چلتی ہے"۔ بہرحال D.S.P صاحب نے ہمیں باہم راضی کرایا، اور کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ "اہل تشیع" کبھی اپنے جھگڑے ہمارے پاس لے کر نہیں لائے، بعد میں کمیٹی والوں نے مطالبہ کیا کہ مولوی صاحب ہمیں یہ لکھ کر دے دیں، کہ وہ راضی ہیں، تو میں نے کہا کہ میں تو راضی ہوں تم لوگ شکایت لے کر آئے ہو، جس پر D.S.P صاحب نے کہا کہ لکھانے کی کیا ضرورت ہے؟ "لکھے نکاح ٹُٹ جاندے نے

:''اصل بات دل دی ہوندی اے تے مسیت دے نیڑے ساڈے کول نہ لیاندے کرو، اسی زیادہ توزیادہ تالا لا دینڑا اے'' (مولانا فرماتے ہیں کہ میں گیا اور جمعہ کی نماز پڑھائی) قارئین کرام! اس واقعہ سے بھی تبلیغی اراکین کی ائمہ مساجد وخطباء کے بارے میں سوچ کا اندازہ لگالیں، کہ ''اکرام علماء'' کا دعوی کرنے والی جماعت اپنے اس دعوے میں کتنی سچی ہے؟

اس واقعے سے قبل اسی مسجد کے قبلے کی جانب تقریباً ایک ۲۱ مرلہ مکان مسجد کی توسیع کے لئے خریدا گیا اس کے بعد ایک تبلیغی کارکن نے کہا کہ ہم مسجد کی کمیٹی ہیں اور ہم نے اس میں چار لاکھ چندہ دیا ہے اور چندہ دینے میں مدرسے کی بھی نیت کی تھی لہٰذا ہم آدھی جگہ مسجد کے ساتھ ملحق کریں گے اور آدھی جگہ پر ایک مستقل مدرسہ بنائیں گے جبکہ اس کے بارے میں لاہور کے دو بڑے دینی ادارے جامعہ اشرفیہ وجامعہ مدنیہ کریم پارک کے دارالافتاء نے یہ فتوی دیا کہ یہ جگہ مسجد کے لئے وقف ہے اس پر مدرسہ بنانا ناجائز ہے کیونکہ خرید وفروخت کی رجسٹری میں مسجد کو مشتری بنایا گیا ہے لہٰذا اس میں کسی کی نیت کا اعتبار نہیں لیکن اس کے برعکس اُس تبلیغی کارکن نے وہاں زبردستی مدرسہ بنوایا محلے کے چند نوجوانوں کو ورغلا کر ساتھ ملایا روکنے میں اندیشہ تھا کہ لڑائی جھگڑا ہوگا لہٰذا لوگ فتنہ فساد سے بچنے کی وجہ سے خاموش رہے اس بات کے متعلق تبلیغی مرکز رائیونڈ کے ''اکابرین'' کو بھی مطلع کیا گیا لیکن انھوں نے ''سکوت'' اختیار کیا۔ اُلٹا مرکز کے ایک ''مولوی فہیم صاحب'' نامی عالم کو وہاں جمعہ پڑھانے کے لئے بھیجا، انھوں نے اپنی جمعہ کی تقریر میں کہا کہ اللہ تعالی کا اس محلے پر بڑا کرم ہے کہ اس جگہ پر مدرسہ بن گیا ورنہ وہاں پر کوئی سینما بن جاتا یا کلب بن جاتا تو کیا ہوتا؟ (گویا کہ ساری جگہ پر مسجد بن جاتی تو اہل محلہ پر اللہ کا کرم نہ ہوتا اُلٹا، اللہ تعالی کے غضب کا باعث بنتی؟)

☆ ایک نمازی نے اسی مسجد میں اسی مسجد کے امام صاحب جن کا تبلیغی سال لگا ہوا ہے ان سے کہا کہ آپ مسجد کے اندر نماز جنازہ کراتے ہیں حالانکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد میں نماز جنازہ کو مکروہ لکھا ہے؟ تو امام صاحب نے کہا کہ پارک میں بچھو ہوتے ہیں اس پر نمازی نے جواب دیا کہ وہاں تو لوگ رات کو سوئے ہوتے ہیں انھیں تو بچھو نہیں کاٹتے اس کے بعد وہ نمازی ''بہشتی زیور'' لے کر جماعت کے امیر صاحب کے پاس گئے کہ آپ کے امام صاحب مسجد میں

نماز جنازہ کراتے ہیں اور یہ بہشتی زیور میں مولانا تھانوی ؒ نے اسے مکروہ لکھا ہے تو وہ امیر صاحب بہشتی زیور دیکھ کر کہنے لگے کہ ''بات اصل یہ ہے کہ مولانا تھانوی تو صرف عالم تھے ہمارے امام صاحب مفتی بھی ہیں''۔ (فیاللعجب) واضح رہے کہ امام صاحب ۲۳ / ۲۴ سال کے نوجوان ہیں۔ (راقم کے ذہن میں خیال آیا کہ پرانے مطابع میں تو حضرت تھانوی ؒ کی تالیفات کے سرورق پران کا نام حاجی اشرف علی یا شاہ اشرف علی لکھا ہوتا تھا۔۔۔۔ اس امیر صاحب کی نظروں سے شاید یہ القابات نہیں گزرے ورنہ وہ یوں بھی کہہ دیتے کہ ''وہ تو صرف حاجی صاحب تھے یا شاہ صاحب تھے''۔

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یہ ہیں ''تبلیغی جماعت'' کے اراکین و امراء کے اکابر علماء حقہ حضرات دیوبند کے بارے میں خیالات و نظریات۔ جن کو upgrade و مہمیز لگانے میں تبلیغی جماعت کا ہی ہاتھ ہے۔ اگر پورا پاکستانی اور عالمی سروے کیا جائے تو ایک وجہ مشترک کہ ان کے سینئر اراکین میں نظر آتی ہے وہ یہ کہ ''یہی کام'' ہے اور ''اسی راستے سے دین پھیلے گا'' اور جو اس سے نہ جڑا (خدانخواستہ) وہ بہت بڑا ناکارہ اور فضول زندگی گزار رہا ہے اگر چہ وہ دین کا کوئی اہم شعبہ ہی سرانجام دے رہا ہو مگر ان کے ہاں گویا ''تبلیغی جماعت'' میں نکلنا کلمہ طیبہ کی حیثیت رکھتا ہے، اور اس بات کا بارہا مشاہدہ ہوا ہے کیا گیا ہے، کہ ایک محقق عالم نے خطاب فرمایا، مفصل خطاب کے بعد چند احباب تبلیغ ایک طرف مسجد میں بیٹھ گئے کہ آیئے ایمان و یقین کی بات کرلیں، سوال یہ ہے اس سے پہلے ایمان و یقین کی بات نہ ہو رہی تھی جو اسکی ضرورت پیش آئی؟ نیز دین کے باقی تمام ضروری شعبوں مثلاً پوری ملت اسلامیہ پر اجتماعی مشکلات اور اس کا حل، خانگی معاملات اور مسجد کے، امام، مؤذن، خطیب کے ساتھ ''توڑ''، یہ وجہ مشترک ہوتی ہے۔ اور پوری دنیا میں چاہے ''یورپ و امریکا ہو یا ایشیا'' ہو۔ ہر جگہ ایک ہی کردار ہے ایک خالی الذہن آدمی جب مشاہدہ کرتا ہے تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ ''تبلیغی جماعت ایک الگ فرقہ ہے جس کے

مخصوص نظریات وافکار ہیں'' اوران کے اسلام اوراسلام کی ترویج کی وہی تشریح ہے جو وہ اپنے ''اکابرین یابزرگوں'' کے ارشادات کی روشنی میں کرتے ہیں۔ نجانے ان کے افکارونظریات آگے جاکرکیا گل کھلائیں گے؟ ہمارے ایک دینی مدرسے کے طالب علم نے ایک بات کہی جودل کوبڑی بھلی لگتی ہے انھوں نے کہا کہ یہ جوکہتے ہیں کہ اس وقت ہماراایمان نہیں بناہواتوہم کچے ایمان کے ساتھ جہادنہیں کریں گے (اگرچہ کچے ایمان کے ساتھ نماز، روزہ، حج، زکوۃ اورسب سے بڑااہم کام تبلیغ کررہے ہیں) طالبعلم کاکہنا تھاجس طرح زمانے کے احوال کے بدلنے سےلوگوں کی ایمانیات کے اندرتوبظاہرپختگی کے بجائے مزید کچاپن ہی آئے گا جیسا کہ احادیث کی پیشن گوئیوں میں مذکور ہے۔ توکیا یہ لوگوں کووہاں تک منتظرکراناچاہتے ہیں اورپہنچانا؟ کہ جب وسائل اورایمانیات میں کمی واقع ہوچکی ہوگی اورپھرحالات کے پیشِ نظرکچھ لوگ اس بات کاتقاضا کریں گے کہ جہاد ہو۔ مگرنکتہ نظراورافکارتو''بزرگوں اوربڑوں'' کے دیئے ہوئے ہوں گے۔ نجانے اس وقت کیاعالم ہوگا؟ بلکہ دیر، باجوڑ، سوات، بونیر کے علماءتواس بات کے شاہد ہیں کہ ہماری جدوجہدکویہ مذکورہ لوگ عام بیدینوں کی طرح ''دہشت گردی'' اور''اپنے ہاتھ مصیبت لے لینا'' سے ہی تعبیرکررہے ہیں۔

آگے آگے دیکھئے ہوتاہے کیا؟

☆ جہاد سے فرار، جہادکہیں نہیں ہورہا، امّانحن فلانقاتل الخ:

یہ بڑااہم نکتہ ہے نبی کریم ﷺ کی ایک پیشن گوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اس پیشنگوئی کوبھی ہرشخص حرزِجان بنالے کہ مخبرصادق ﷺ نے ارشادفرمایاتھاجس کوعلامہ محدث دانی ؒ نے السنن الواردہ فی الفتن میں ج ۳، ص ۷۵۱ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا:

حدثنامحمد بن ابی محمد، قال : حدثناابی قال؛ حدثناسعید ، قال: حدثنایوسف بن یحیی ، قال: حدثناعبد الملک ، قال: حدثناالطلحی ، عن عبدالرحمن بن زید بن اسلم ، عن ابیه ، أن رسول اللّٰہ صلی الله علیه وسلم قال:''لایزال الجهاد حلواأخضرماقطرالقطرمن السماء،

وسیأتی علی الناس زمان یقول فیه "قراء" منهم "لیس هذا زمان جهاد"، فمن أدرک ذلک الزمان فنعم زمان الجهاد" قالوا: یارسول اللہ، واحد یقل ذالک؟ فقال: "نعم، من علیه لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین"

(مکتبه شامله ۱، ۲/۴۳۳)(الحدیث)

حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک آسمان سے بارش برستی رہے گی اس وقت تک جہاد ہوتا رہے گا اور تر وتازہ رہے گا (یعنی قیامت تک) اور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ جب ان میں "پڑھے لکھے لوگ" بھی یہ کہیں گے کہ "یہ جہاد کا دور نہیں ہے" ایسا دور جس کو ملے تو وہ جہاد کا بہترین زمانہ ہوگا صحابہ ؓ نے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ۔۔۔! کیا کوئی (مسلمان) ایسا کہہ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (ایسا "پڑھے لکھے لوگ" کہیں گے) جن پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی (بحوالہ: السنن الواردہ فی الفتن ج ۳، ص ۷۵۱)

حدیث با ترجمہ کا مطالعہ فرمالیں اور خود غور فرمائیں۔۔۔!

1 حدیث میں لفظ "قراء" آیا ہے اُس زمانے میں بھی علوم سے "شُد بُد" رکھنے والوں کو پڑھا لکھا کہا جاتا تھا اور اس کے لئے لفظ "قراء" ہی آتا ہے اور اب بھی پڑھے لکھے لوگوں کے لئے لفظ "قراء" ہی استعمال ہوگا (نیز اس سے مراد موجودہ قُرّاء قرآن نہیں ہیں جو "سورۃ توبہ وانفال" کو پڑھتے اور سمجھتے ہیں بلکہ علماء وقرّاءِ قرآن تو جہاد مستمرّہ کے ہی قائل ہیں) تو جو لوگ کہہ رہے ہیں اور برسرِ منبرِ عام دس لاکھ کے مجمع میں نظریات دے رہے ہیں کہ "جہاد کہیں نہیں ہو رہا" (علامہ احمد بہاولپوری صاحب) اور "اقاتحن فلانقاتل" (مولانا عمر پالنپوری صاحب) بہرحال ہم تبلیغی جماعت والے تو جہاد نہیں کریں گے۔ اس کی باقاعدہ کیسٹیں اور سی ڈیز موجود ہیں وہ اور ان کے ہم نوا پروفیسرز اور مغرب زدہ طبقے کے پڑھے لکھے "علامے" وہ حدیث مذکور" پر غور فرمائیں اور پھر خود ہی فیصلہ کریں کہ "الجهاد ماضٍ الی یوم القیامة" اور "لاتزال طائفة من امتی۔ الی

اخرالحدیث'' اوران جیسی دوسری احادیث کا اللہ تعالی کے دربار میں کیا جواب دیں گے؟ دنیا میں تو کہنے کے لئے کہا جاسکتا ہے'' کہ ہمارے پاس فرصت نہیں کہ اس قسم کی لغو باتوں کا جواب دیں'' رجوع کر کے دوبارہ وہی الفاظ کہے بھی جاسکتے ہیں مگر'' میدان محشر'' میں یہ نظریات دینے والے اور رکھنے والے ان ہولنا کیوں کا خیال کریں اور اپنی پیش بندی فرمالیں۔

2 دوسری گذارش ان مخلصین احباب جماعت سے ہے اور درحقیقت انہی سے ہی ہے جو جہاد کو برحق سمجھتے ہیں اور نیک نیتی سے جماعت میں لگے ہوئے ہیں ان کے لئے عرض ہے کہ حق کو حق سمجھیں، وقت کے تقاضوں کو سمجھیں، اور خوامخواہ جہاد کے فضائل والی احادیث کو دوسری جگہوں میں نہ لگائیں اللہ تعالی کے رسول ﷺ سے ہر عمل کے فضائل کی خصوصی احادیث مروی ہیں اس طرح قرآن کریم میں بھی فضائل آتے ہیں، خدارا۔۔۔! تحریف لفظی اور عملی سے اجتناب فرمائیں۔ دنیا چند روزہ ہے سب نے مرجانا ہے فیصلہ وہاں ہوگا اور قران وسنت ونظام الٰہی کے مطابق ہوگا نیز صراط مستقیم کے لئے ہروقت دعا کرتے رہیں۔ (بعض اکابر علماء کرام کا فرمانا ہے کہ ان حالات میں سورۃ کہف روزانہ پڑھی جائے)

☆ یہاں ایک بات ملحوظ خاطر رہے کہ مذکورہ افکار ونظریات (یعنی جہاد سے دوری کراوانا علماء وخانقاہوں سے دوری کروانا) اس کے سب سے زیادہ خطرناک نتائج علماء حق پر ہوئے ماضی میں فرق باطلہ نے جب بھی گمراہ کیا تو عوام اس کی زد میں آئے اور علماء حقہ حضرات دیوبند نے جرأت اور فراخ دلی کے ساتھ ان پر ردود لکھیں، مناظرے کئے'' حجتیں قائم'' کیں لیکن بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ'' جماعت'' نے اس دور کے علماء کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ شاخوں کے اندر تو شروع سے ہی'' تربیت'' ہوتی رہتی ہے۔ غیر شاخوں کے علماء اور طلباء پر جب'' محنت'' ہوئی تو اس میں یہ طریقہ اختیار کیا گیا۔ کہ ان سے چلہ، چار ماہ اور سال لگوادیا۔ جوانھوں نے آٹھ، دس سال کے اندر پڑھا سمجھا تھا اس کو'' اس راستے'' کے فضائل کے

ذریعے Delete کرادیا گیا، سبق بھلادیا گیا اور نیا سبق یاد کرایا گیا۔ اب آپ خود غور کریں کہ جس شخص کو انچاس کروڑ کا ثواب ''اللہ کے راستے میں'' گھر، محلہ، یا دوسری بستی میں مل جائے اور اس میں زخم لگنا یا شھادت کا خوف بھی نہ ہو تو کیا وہ بیوقوف ہوگا جو میدان جنگ میں جان کو ہاتھ پر رکھے اللہ تعالی کے دشمنوں سے ٹکرائے گا؟ **واعجباً علی عقولِهم!**

سوال یہ ہے کہ ہم صرف اور صرف اس وجہ سے کہ تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ علماء حقہ حضرات دیوبند سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے ساتھ چلنے والے علماء وعوام دیوبندی ہیں ہم اس ضابطہ شرعیہ سے دستبردار ہوجائیں گے اور وہ ضابطہ یہ ہے ''کہ ہر اس بیمار باطل سوچ ، و بیمار فکر و عمل کو سیفِ کتاب اللہ ،سنتِ رسول اللہ ﷺ ، اجماع الصحابہ رضی اللہ عنہم اور قیاس شرعی سے کچل دیں اور اسمیں اپنوں یا غیروں کا خیال نہ رکھا جائے؟ انشاء اللہ ہم ان اصول اربعہ پر ہر حق و باطل کو پہچانیں گے اور حق بات کو بیان کریں گے۔ اس میں فرق باطلہ کو بظاہر وقتی فائدہ ہوتا ہے تو ہوتا رہے ہم ان کے لئے بھی ہر وقت شمشیر بے نیام ہوں گے یہ علماء حقہ حضرات دیوبند کا شیوہ ہے اور اسی علم کو بلند رکھنا ہے (انشاء اللہ) ہم طلبہ دین اُن سلف الصالحین کے اس طریقہ حقہ کو ص زندہ ہی رکھیں گے۔

☆ تبلیغی جماعت بدعات کے راستے پر:

رائیونڈ کے سالانہ اجتماع کے آخر میں دعا کا چرچا اور اسکی اہمیت۔

ہم اب تک سر پھوڑ رہے تھے کہ شیعہ کافر ہیں اور بریلوی بدعتی ہیں۔

شیعہ کہتے ہیں کہ آپ کے مولوی طارق جمیل صاحب نے تو ہم کو ''ایک ہی تنے کی دوشاخیں یا ایک ہی ٹہنی کے دو پھول قرار دے دیا ہے'' آپ کیسے دیوبندی ہیں جو ہمارے بارے میں اتنی شدّت اختیار کئے ہوئے ہیں؟

اگر چہ مولوی طارق جمیل نے شیعہ و بریلوی سے اتحاد فرمالیا ہے اور مولوی احمد رضا خان بریلوی صاحب سے ان کا کوئی خاص نظریاتی اختلاف نہیں، شیعہ کے بارے میں تو آپ خود سن چکے کہ اسماعیلی شیعوں کے ہاں گلگت میں جا کر انھوں نے ایک اصلاحی بیان بھی فرمایا جس

میں ''ایک ہی ٹہنی کے دو پھول'' یا ''ایک ہی درخت کے دو تنے'' تعبیر کچھ بھی لے سکتے ہیں فرما دیا، ''مولانا مودودی صاحب'' کی محنتوں اور کاوشوں کے وہ معترف ہیں، علامہ طاہر قادری ''جو خوابوں کا شہزادہ ہے'' اس کی مجلس سالگرہ پر اختتامی دعا فرمائی، ملاحظہ فرمائیں (ماہنامہ حق چار یار جلد نمبر: ۲۲ نومبر، دسمبر، جنوری ۲۰۰۸ھ/ ۲۰۰۹ء)

بدعات کے سلسلے میں اب بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ ذرہ اپنے آپ کو دیکھو پھر بات کرو ہماری طرف ایک انگلی اٹھاتے ہو اور تمہاری طرف چار انگلیاں جاتی ہیں، دیوبندی، بریلوی فقہی اختلاف تو یہ تھا کہ فرض نماز کے بعد ''دعا'' تو ہے لیکن اجتماعی طور پر اجتماعی ہیت کے ساتھ ہے یا نہیں؟ اسمیں اختلاف ہے۔ یا اس کو ضروری خیال کرنا اور نہ کرنے والے پر ملامت کرنا، اکابر دیوبند اسکو اجتماعی کیفیت کے ساتھ اور تلازم کے ساتھ بدعت سمجھتے ہیں۔

اب آپ خود نئی صورت حال سے دوچار ہیں لاہور رائیونڈ کی ٹریفک دونوں طرف سے جام ہوتی ہے اور کرایہ ڈبل ہوجاتا ہے، اور تبلیغی مرکز ''عرفات'' کا منظر پیش کر رہا ہوتا ہے۔ اور ناواقف عوام الناس گاڑیوں، بسوں پر سوار، پیدل رواں دواں ہیں کہ ''دعا'' ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ بڑے بڑے فلمی سٹار، سیاستدان، وکلاء، دکاندار اپنی دکانیں چمکانے کے لئے ''دعا'' میں شریک ہوتے ہیں۔ راستوں میں خوش آمدیدی اور پبلیسٹی بینر لگاتے ہیں اور یہ بینر بھی دیکھے گئے ہیں ''کہ نکلو اللہ کی راہ میں ہلکے یا بوجھل'' (حالانکہ یہ قتال کا ماٹو تھا)۔ خدارا! یہ تو بتائیے یہ کونسی سنت ہے؟ اور یہ کونسا کام علی منہاج النبوۃ اور کونسا نبیوں والا کام ہے؟ اور ثواب جان کر ایسا کرنا بدعت نہیں؟

ہمارے مدرسے میں شعبان رمضان کی چھٹیوں سے قبل جیسا کہ ان کی فضائل تبلیغ سنا کر طلبہ کرام کو ''قبضہ کرنے والی مہم'' ہوتی ہے اس مہم کے سلسلے میں ایک مبلغ مولانا (شمالی علاقوں سے غالباً کرک وغیرہ کے ہیں) تشریف لائے اور طلباء کرام سے خطاب فرمایا اور حسب عادت ''فضائل خروج'' سنائے اور وہ بھی پیدل اور ''بے سروسامانی'' کی ''حالت میں فرماتے ہیں'' کہ ہماری اس جماعت کی ترتیب باقی تمام جماعتوں کی تشکیلوں سے الگ ہے ویسے ہم بھی تبلیغی جماعت والے ہی ہیں ہم پیدل چلتے ہیں اور یہاں تک کہ ہمارے ساتھیوں کی جیب

میں ایک پیسہ تک نہیں ہوتا، آپ ہماری اس خاص جماعت کے ساتھ نکلئے، مجمع کو متاثر کرنے کے بعد اور نصیحتیں فرمانے کے بعد باہر تشریف لائے، ڈرائیور نے Prado cruser کا دروازہ کھولا اور حضرت اس میں سوار ہوکر ''پیدل'' روانہ ہوگئے۔

یاالٰہی تیرے یہ سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ سلطانی بھی ہے عیاری درویشی بھی ہے مکاری

☆ بہاولپوری صاحب و جماعت کے ضابطے اور اس پر کچھ تبصرہ:

یہ بات تو اہلسنت والجماعت کے ہاں اظہر من الشمس ہے کہ دین میں تمام قواعد و ضوابط شرعیہ اور اصول، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم، اور قیاس شرعی سے مستنبط ہوتے ہیں اگر ان میں بھی کوئی ایسی ظاہراً نصوص متصادم ہوں یا مخفی ہوں تو پھر رائے مجتہدین رحمہم اللہ میں سے کسی ایک کی رائے پر چلا جاتا ہے اس میں عموماً یہی نظریہ دیا گیا ہے کہ ائمہ اربعہ مجتہدین رحمہم اللہ کے مقلدین یہی نظریہ رکھیں کہ ہمارے امام کی رائے ''مصیب محتمل الخطاء'' ہے (صحیح ہے اور ممکن ہے کہ خطا اجتہادی ہو) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خطا و صواب مجتہدین کا فیصلہ فرمائیں گے (اگر چاہیں گے) نیز مصیب کو دو اجر ملیں گے اور مخطی ء کو ایک اجر۔ بہر حال اجر سے کوئی فریق بھی خالی نہ ہوگا۔ یہ اس وجہ سے کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنی دانست میں حتی الوسع اصول اربعہ سے استنباط کیا۔ تو گویا اصول اربعہ ہی مسائل کا منبع بنے یہ ایک ضابطہ شرعی ہے اور اسی ضابطہ شرعیہ کے تحت ضوابط شرعی بنتے ہیں۔ یا یہ کہ ''طے شدہ ضابطے'' ہوتے ہیں۔ اس بات کو اگر خوب اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو ''علامہ احمد بہاولپوری صاحب'' کے مزعومہ ضابطوں کا غیر شرعی ہونا آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔

☆ ضوابط بہاولپوریہ:

1 دین میں لانے کے لئے ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہی راستہ ہے یعنی (موجودہ تبلیغ) ''جہاد فریضہ عادلہ ہے'' ''مگر ابھی وقت نہیں'' ''جہاد'' کہیں بھی نہیں ہو رہا'' ''ہم جہاد نہیں کریں گے'' ''میں ایسے ''جہاد'' کو نہیں مانتا جس میں مسلمانوں کو جوتے پڑیں''

2 ضابطہ صادر ہوتا ہے کہ نبی جب آتا تھا تو کہتا کہ یہ سیدھا راستہ ہے پھر کہتا چلو مانتے نہیں تو سمجھنے کی کوشش کرو (اور سمجھتے ہی رہو۔ راقم) یا پھر ہم سے ٹکراؤ نہیں اور یہی ضابطہ ''حضرت'' نے ''صاحب ِ دعوت'' جن کو وہ مجاہدین سمجھتے ہیں ان کو بھی دے رکھا ہے۔ اگر ٹکرائے تو مارے جاؤ گے۔ گویا آنحضرت ﷺ جو خطوط برائے دعوت لکھتے تھے یا مجاہدین کفار کو جو تین شرائط پیش کرتے تھے، اسکے متبادل بہاولپوری صاحب نے ایک نیا ضابطہ گھڑا، ایک تو یہ کیا کہ اپنے آپ کو اصحاب دعوت ٹھہرایا، اور پھر اصحاب دعوت کا ضابطہ گھڑا، جسمیں جزیہ یا قتال کا ذکر ہی نہیں۔

3 اللہ تعالی کی نصرت ''اہل دعوت'' کے ساتھ ہوتی ہے باقیوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ جنت کا وعدہ ہے۔ (اہل دعوت سے مراد موجودہ تبلیغی شرکاء)

4 معیت الٰہیہ'' ہو اور پھر شکست ہو میں یہ جہاد نہیں مانتا۔

5 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ''بدر و حنین'' میں اسلحہ لے کر نہیں جاتے تھے۔

6 ایک ضابطہ اور چیلنج شدہ ضابطہ ہے، کہ پوری انسانی تاریخ میں کبھی بھی کفر نے انسان کے ہاتھوں ''مار نہیں کھائی'' بلکہ جب بھی کفر نے مار کھائی اللہ تعالی سے کھائی، کوئی بھی ''اہل دعوت سے ٹکرائے اور بچ کے نکل جائے، یہ ہو ہی نہیں سکتا''

7 مسلمانوں کو جو (جہاد میں) مار پڑتی ہے وہ اپنے اعمال بد کی وجہ سے پڑتی ہے، اور اس وجہ سے بھی کہ ایمان نہیں بنا ہوتا۔

8 جب تک ایمان نہیں بنے گا کفر غالب رہے گا، اور ایمان بننے تک ہم جہاد نہیں کریں گے،

9 اس امت کا خاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اس امت کو پہلے دعوت دی، بعد میں دین دیا۔

0 سلف کے مرے ہوئے سانپ کو مار کر اپنے آپ کو ''مجاہدین اسلام'' کہلوا رہے ہیں۔

:11 بدر میں کفار کے لشکر اور اسلحہ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ڈر گئے اور کہا ''اے رسول (ﷺ) تو نے تو مروا دیا'' نعوذ باللہ

(دراصل اس سوچ کے حامل ان کے جملہ ضابطوں کے مؤید ایک دوسرے حضرت بھی ہیں وہ ہیں ''مولوی طارق جمیل صاحب'' وہ ان الفاظ کے ساتھ اپنا زعم بیان فرماتے ہیں ''علماء کرام کو اسلحہ زیب نہیں دیتا، ان کا کام پڑھنا پڑھانا ہے'') سوال یہ ہے کہ نبی ﷺ اور خلفاء راشدین سے بڑھ کر کوئی بڑا عالم تھا؟ انہوں نے بھی اسلحہ اٹھایا۔

☆مولوی طارق جمیل اور ان کا ختم نبوت ۵ کے بارے میں غلط مفہوم؛

ایک وعظ میں فرماتے ہیں کہ ''ہم اپنے مقصد کو چھوڑ بیٹھے ہیں ختم نبوت کی محنت یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی ختم نبوت کے خلاف کوئی دعوی کر دے تو اس کا دفاع کرنا یہ ختم نبوت ہے کیسا غلط مفہوم لیا ہوا ہے یہ تو ایک جز ہے دفاعی چیز ہے اور اس کے لیئے جماعت نہیں پوری امت کے ذمے فرض ہے کہ اگر ختم نبوت کے عقیدے پر زد پڑتی ہے تو پوری امت (یعنی تبلیغی جماعت کے ذریعے) اس کا دفاع کرے یہ تو دفاعی چیز ہے دفاع سے طاقت نہیں آیا کرتی صرف دفاع نہیں ہوتا آگے بھی بڑھنا ہوتا ہے ختم نبوت کا کامل مفہوم کیا ہے؟ کہ کوئی نبی نہیں آئے گا پوری دنیا کو اللہ کا پیغام سنانے کا میں ذمہ دار ہوں اگر کوئی ختم نبوت کے خلاف کوئی عقیدہ وجود میں آتا ہے تو اس کا سد باب میں کروں گا یہ دفاعی چیز ہے اور اقدامی چیز ہے اور بات تو اقدام آگے بڑھنے سے بڑھتی ہے۔'' ہم کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے اس مروجہ کام کے فضائل بیان کرتے ہوئے مولوی صاحب نے جناب رسول اللہ ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر ؓ اور سیدنا صدیق اکبر ؓ سے لے کر اب تک امت کے اجماعی ختم نبوت کے نظریے کو قلمزد کر دیا اور ایک نیا نظریہ پیش کر دیا کیا مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کیلئے نبی ﷺ نے کسی تبلیغی جماعت جیسی جماعت کو بھیجا تھا؟ پھر مولوی صاحب نے ایک اور نیا شوشہ چھوڑا کہ دنیا کے آخری کنارے تک ختم نبوت کا پیغام پہچانا ہمارا کام ہے اور یہی ختم نبوت کا کام تبلیغی جماعت کر رہی ہے گویا بقول مولوی طارق جمیل صاحب اگر کہیں مرزا غلام قادیانی ملعون جیسا کذاب اور مسلیمہ کذاب جیسا جھوٹا نبی نبوت کا دعوی کر دیے تو بڑے کام میں لگنا پڑیگا (العیاذ باللہ) اور اب تک جو جھوٹے نبیوں کے خلاف مسلح جہاد ہوا یا نظریاتی کام ہوا مولوی صاحب اس کو کمزور کام بتا رہے ہیں مولوی صاحب کے اس اجتہاد کو کیا نام دیا جائے؟ تحفظ ختم نبوت

کی جماعتوں بلکہ ہر مسلمان کو ان افکار پر غور کرنا چاہیے[۹] (نمبر ۵ اور ۶ صفحہ نمبر ۲۰۱ پر ملاحظہ فرمائے)۔

ایک مزعومہ ضابطہ جس کے اندر سب تبلیغی جماعت والے مشترک ہیں کہ ''یہ کام جماعت کے اندر وقت لگانے سے اور نکلنے سے سمجھ میں آتا ہے باہر سے سمجھ میں نہیں آتا'' چاہے باہر والا عالم ہو یا جاہل ہو اس میں کوئی تخصیص نہیں، ''اس میں لگ کر دیکھو'' (کتنی خلاف عقل و نقل بات ہے، کیا آنحضرت ﷺ یہ دلیل پیش فرمایا کرتے تھے؟ کہ ہمارے ساتھ لگ کر دیکھ،) بلکہ قرآن پاک میں صراحت ہے، قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا و من اتبعني و سبحان الله و ما انا من المشركين (الآیۃ)

ایک ضابطہ یہ بھی ہے کہ ''امارت اسلامیہ'' اور ''خلافت'' کسی جگہ کا نام نہیں بلکہ ''خلافت'' نام ہے کہ انسان کے ساتھ اللہ تعالی کی ایسی معیت ہو جائے کہ وہ سمندروں کو حکم دے وہ چلنے لگ جائیں رُکنے کا حکم دیں رُک جائیں، ہواؤں کو اور جملہ کائنات کو اللہ تعالی مسخر کر دے۔ نتائج کے حصول کے لئے ''ذات کو نہ پیش کیا جائے بلکہ اعمال کو پیش کیا جائے'' اسی پر نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ قارئین کرام! یہ چند نمونہ کے طور پر اصول و ضابطے ہیں جو علامہ احمد بہاولپوری صاحب پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور ہم نے آپ کو بہاولپوری صاحب کے بیانات اور کیسٹوں سے سُن کر نقل کر دیا، آپ اب خود فیصلہ فرمالیں۔

ہمارا احمد بہاولپوری صاحب سے یہ مطالبہ ہے کہ جب وہ ان ضابطوں کے مدعی ہیں، تو ان کے دلائل کیا ہیں؟ یہ اصول انھوں نے کہاں سے اخذ کئے ہیں؟

نوٹ: اس بات کو مدنظر رکھا جائے یہ سب ضابطے غیر شرعی ہیں اگر احمد بہاولپوری صاحب نے ان سے رجوع نہ کیا یا اس کا جواب نہ دیا تو ہم کسی اگلے شمارے میں (انشاء اللہ) ان تمام مزعومہ ضابطوں کو طشت از بام کریں گے اور یہ بتلا دیں گے کہ ان کے پیچھے کونسے خطرناک اور بھیانک نتائج چھپے ہوئے ہیں اور اسکے علاوہ باقی بے اعتدالیوں و گمراہیوں سے بھی عوام الناس کو متوجہ

کریں گے، انشاء اللہ۔

☆ شرعی ضابطے واصطلاحات شرعیہ:

اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ سے شرعی ضابطے صحابہ کرام z نے معلوم کئے اور عمل کر کے دکھایا۔ ''دعوت ونصرت، ہجرت ونصرت، مہاجرین وانصار، فی سبیل اللہ، خروج ونفیر، اللہ کی راہ میں وقت لگانا، واپسی، کارگزاری، تشکیل، وغیرہ وغیرہ یہ سب شرعی اصطلاحات ہیں اور ''شارع علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے قول وعمل سے ان کو ثابت کیا اور'' تابعین اور تبع تابعین اور سلف صالحین رحمہم اللہ'' اس پر عمل پیرا رہے۔ اور انہوں نے مکمل دین ہم تک پہنچایا، اب اگر کوئی ان اصطلاحات کی ''نئی تعبیرات'' کرتا ہے (جیسا کہ حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم کے نئے ترجمہ میں ''چلہ'' پورا کرنے کے عنوان میں، اور ''چار ماہ'' لگانے کے عنوان میں بعض جہادی احادیث سے استنباط کرنے کی ناکام کوشش کی گئی) تو اس پر ان تعبیرات اور اصطلاحات کو ثابت کرنے کے لئے ''قرآن وسنت واجماع صحابہ رضی اللہ عنہم نے ادلہ شرعیہ کی ضرورت ہے۔ ورنہ اس کو بدعت وتحریف اور ضلالت اور قیاس مع الفارق ہی سمجھا جائے گا۔ ممکن ہے کہ آئندہ علماء کرام کے مشورے سے اصل اصطلاحات شرعیہ کو منظر عام پر لانے کی کوشش کی جائے گی۔ تاکہ مزعومہ اور باطلہ اصطلاحات کی رد ہو جائے (انشاء اللہ) ویسے حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی ایڈیشن میں کافی چیزوں کو بیان فرمادیا ہے۔ (اس کا ترجمہ دار العلوم دیوبند کے ایک جید عالم حضرت مولانا عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، اب نجانے وہ کیوں نہیں چھپ رہا؟

☆ خلافت کی شرعی تعریف:

یوں تو علامہ احمد بہاولپوری صاحب کے ذہن میں شاید دُور دُور تک بھی اس خطہ زمین وعالم کے اندر ''امارتِ اسلامیہ'' یا ''خلافت'' کا تصور نہیں۔ یہ تو ان کے ذمے ہم نے ڈال دیا تھا کہ دین، خلافت، معیت الٰہیہ، دعوت وتبلیغ، ذکر، جہاد فی سبیل اللہ، ''امر بالمعروف ونھی عن

المنکر'' ان جیسی شرعی اصطلاحات کی وہ تعریف کریں مگر ہمیں معلوم ہے کہ کم از کم یہ دونوں حضرات بلکہ ان کے مؤید حضرات بھی ''مولوی طارق جمیل صاحب'' اور ''علامہ احمد بہاولپوری صاحب'' اس سے تہی دامن ہیں کہ وہ کتاب وسنت واجماع صحابہ سے ان کی شرعی اصطلاحات وتعریفات کر سکیں اگرچہ وہ اپنے مزعومہ تعریفات وضوابط کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ نہ ان کو اور نہ ان کے ہمنوا دوسرے اسکالرز کو ان اصطلاحات شرعیہ کے لئے قرآن وسنت سے ادلّہ مل سکتے ہیں۔ مگر جیسا کہ علماء کرام جانتے ہیں اور کتب شرعیہ میں ان اصطلاحات کو پڑھتے پڑھاتے چلے آرہے ہیں ہم نے بھی یہ ضروری سمجھا کہ مختصر طور پر ان چند ضابطوں واصطلاحات کی شرعی تعریفات یا مثالوں سے واضح کر دیں تاکہ عام مسلمان ان مذکورہ اصطلاحات کو سمجھ لیں اور کسی بھی گمراہ کرنے والے کے گمراہ کُن پروپیگنڈہ سے متاثر نہ ہوں وہ گمراہ کُن پروپیگنڈے کرنے والے چاہے باشرع، عَبا وقُبا کے ساتھ آئیں یا پینٹ وشَرٹ وٹائی لگائے آئیں۔ یہ بات ہم نے ویسے ہی نہیں کہہ دی بلکہ یہ ایک حقیقت ہے، کہ باطل زمانے اور احوال کے اعتبار سے مختلف اشکال میں آتا ہے۔

☆ کفر وضلالت کیا کیا بھیس بدل کر آتے ہیں:

پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر لعنۃ اللہ علیہ کی آمد اور مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس سے سوال وجواب:

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور تحریک ختم نبوت نے مسئلہ ختم نبوت کو اسمبلی کے ایوانوں تک پہنچا دیا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) (یاد رہے کہ بھٹو کا اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ اس کو ''مرحوم'' کہا جا سکتا ہے، اس نے ''مودودی'' جیسی گمراہی نہیں پھیلائی) کا دور تھا اراکین اسمبلی نے اس وقت کے قادیانی خلیفہ مرزا طاھر کو اپنے مذہب کی صفائی دینے کے لئے طلب کیا۔ حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب وہ قادیانی خلیفہ اسمبلی میں داخل ہوا۔ تو وہ باقاعدہ عمامہ مسنونہ، عصا، جبہ سے آراستہ اپنے باشرع مریدین قادیانیہ کے ساتھ داخل ہوا۔ ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) ان کی ظاہری کیفیت سے مرغوب ہوگئے۔ وہ کبھی اُن کی طرف دیکھتے اور کبھی

ہماری (علماء کرام کی) طرف۔ مجھ سے کان میں کہنے لگے۔ مفتی صاحب! ان جیسے روحانی اور مبارک چہرے والوں کو ہم کیسے کفر وباطل پر کہیں گے؟ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں میرے بدن نے ایک ٹھنڈی سی جُھر جُھری لی اور اس وقت تو میں فکر مند ہو گیا۔ کہ بھٹو ایک عام مسلمان ہے، دین وعقائد کا اس کو زیادہ علم نہیں، اصل مسئلہ تو عقائد کا ہے اس کو کیا کہا جائے؟ میں نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت اسمبلی میں موجود تھے ان سے مشورہ کے بعد ان کے خلیفہ قادیان سے پہلا سوال یہ کیا کہ ہم (اراکین اسمبلی بشمول بھٹو صاحب) آپ کے مذہب میں کیا ہیں؟ (یعنی ہماری حیثیت کیا ہے؟) وہ ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ ہم نے اسے قادیانی نبی کی وہ عبارت سنائی جس میں اس نے اپنے آپ کو نبی نہ ماننے والوں کو حرامی، اور نہ جانے کن کن غلیظ اَلقابات سے نوازا ہوا تھا۔ اس کو کتاب دکھائی، صفحہ نمبر دکھایا، اور بھٹو کو بھی وہ دکھایا۔ اور کہا بھٹو صاحب! آپ اور جملہ ایوان ان قادیانیوں کی نظروں میں اپنے باپ کی اولاد نہیں۔ بھٹو اس پر بپھر گئے۔ اور اس سے اصرار کیا کہ واقعی تمہارے نبی نے یہ بات لکھی ہے؟ اس کو تو ماننا ہی تھا۔ کیونکہ حقیقت میں اُس ملعون نے لکھا تھا۔ بہر حال اُسے پسینہ آ گیا۔ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس کے بعد دلائل کا سلسلہ چلا مگر وہ پہلی بات ایوان پر چھائی رہی۔ آخر اللہ تعالی نے اسمبلی میں ان منکرین ختم نبوّت اور منکرین جہاد پر مہر کفر ثبت کروادی۔ (الحمدللہ) کفر بھی کتنا عیار ہے کیا کیا لبادے اوڑھ کر آتا ہے (مگر بحمد اللہ اہل حق قرآن وسنت کی سیفِ قاطع سے اس کی گردنیں جدا کرتے آئے ہیں) یہ واقعہ اسلئے لکھ دیا گیا کہ آجکل میڈیا کے دور میں دونوں قسم کے گمراہ ومضلین اسکالرز مل جائیں گے جو اس قسم کے مبہم بیانات سے مجمع کو متاثر کرتے ہیں۔ غامدی، ڈاکٹر ذاکر نائیک زندہ مثالیں ہیں، اور قادیانیوں کے میڈیا چینلز پر باشرع لوگ باطل نظریات پھیلا رہے ہیں۔ اور عوام ان کے چنگل میں آ رہے ہیں۔ اللہ تعالی حفاظت فرمائیں

☆ جہاد کا لغوی معنیٰ جدّ وجہد وکوشش ہے شرعی اصطلاح میں جب مطلقاً بولا جائے تو اس سے مراد اللہ کی راہ میں اللہ کے نام کو بلند کرنے کے لئے اللہ کے دشمنوں سے لڑنا اور قتال

کرنا ہے۔ اس معنی کو ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم'' نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سمجھا اور اس پر عمل کیا حی علی الجہاد کا معنیٰ یہی تھا اور

نحن الذین بایعوا محمداً　　　علی الجهاد مابقینا ابداً

ہم وہ (صحابہ) ہیں جنھوں نے نبی ﷺ کی تادم حیات قتال پر بیعت کی، اور واقعتاً وہ اس پر کاربند رہے۔ قرآن واحادیث میں کثرت سے اس لفظ کا استعمال ہے۔ کہیں کہیں کسی چیز کی فضیلت کے لئے بعض دوسرے کاموں کو بھی اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مگر اصلاً اور بالذات ''جہاد کا معنی قتال فی سبیل اللہ'' ہی ہے۔

☆امر بالمعروف ونہی عن المنکر:

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ العالی نے اپنے مضمون وفتوی ''مولوی طارق جمیل اور ان کی بے اعتدالیاں'' میں اس مسئلے کو اچھی طرح واضح کیا ہے قارئین سے التماس ہے کہ اس کا مطالعہ فرمالیں۔ درحقیقت امر بالمعروف ونھی عن المنکر جس کا ذکر کنتم خیرامة اخرجت۔۔۔ الخ (الآیۃ) میں ہے وہ کفار کے لئے ہی ہے یعنی کفار کو تبلیغ ودعوت الی الاسلام دینا ہے۔ چنانچہ اسی آیت ولو اٰمن اهل الکتاب۔۔۔ الخ (الآیۃ) سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جن کو دعوت دی جائے وہ کافر اہل کتاب ہی ہونگے۔ تفاسیر میں دیکھ لیں کہ اس آیت کے مخاطبین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، نہ کہ عام لوگ۔ البتہ عام اسلامی معاشرے میں اس کا استعمال ''وعظ وارشاد'' یعنی نصیحت اس کا حکم دیا گیا ہے۔ بلکہ خلافت کے حصول کے بعد تو خلافت کے اوّلین ترکاموں میں اللہ تعالی نے اس کو بیان فرمایا ہے چنانچہ اَللّذِیْنَ ان مکنهم فی الارض اقامواالصلٰوة وا تواالزکٰوة وامروابالمعروف ونهواعن المنکروللہ عاقبة الامور: (الایۃ) میں یہ بات ثابت ہے کہ وہ خلافت یا امارت اسلامیہ بزور طاقت مسلمانوں کو نمازیں پڑھوائیں ان سے زکوٰتیں لیں، نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے ان کو روک دیں۔ نبی کریم ﷺ نے اسی ''خلافت وامارت'' کا مدینہ منورہ کی ایک چھوٹی سی بستی سے

آغاز فرمایا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ خلافت وامارت دنیا کے گوشے گوشے میں قتال و مسلح دعوت کے ذریعے پھیل گئی۔ (علامہ بہاولپوری صاحب مدینہ منورہ کی چھوٹی سی بستی کی ابتدائی خلافت کو کیا نام دیں گے؟ اور اسکے حاکم کو خلیفہ کہیں گے یا نہیں یہ اُن کا اپنا ایمان ہے)

(تمکین فی الارض کے بعد منتیں کر کے نمازیں پڑھوانا یا زکوۃ لینا یا برے کاموں سے روکنا اور اچھے کاموں کا حکم دینا کو نہیں کہتے۔ بلکہ اس جگہ Order's کے الفاظ استعمال کئے جائیں گے)

☆تامرون باالمعروف الخ

راقم کا اِن دنوں حضرت شیخ الحدیث استاذ المکرم سید شیر علی شاہ صاحب شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی خدمت میں جانا ہوا دوران گفتگو راقم (جو حضرت شیر علی شاہ صاحب مدظلہم کا شاگرد بھی ہے) نے حضرت سے عرض کیا کہ علامہ احمد بہاولپوری صاحب خلافت، خلیفہ اور جہادِ شرعی کے منکر نظر آتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے صرف علامہ بہاولپوری کا یہ نظریہ نہیں بلکہ یہ نظریہ تو اُن کے سب بزرگوں کا ہے یہ لوگ تحریف معنوی کرتے ہیں۔ قتال کی آیات کو اپنی مروجہ تبلیغ پر لگاتے ہیں۔ نیز حضرت نے فرمایا کہ یہ جو آیت **کنتم خیرامة اخرجت للناس** اپنی تائید کے لیے پڑھتے ہیں اِس میں **تامرون باالمعروف وتنهون عن المنکر** وارد ہوا ہے تو میں نے اُن ایک مولانا صاحب سے پوچھا کہ تامرون میں لفظ امر ہے امر کی فقہ واصول کی اصطلاح میں کیا تعریف ہے؟ یہی ہے نا کہ **قول القائل لغیرہ علی سبیل الاستعلاء "افعل"** یعنی کسی دُوسرے کا حکماً کہنا کہ "یہ کرو" اور نھی عن المنکر کا مطلب بھی یہی ہے کہ "برا کام نہ کرو" تو میں نے اُن سے کہا تم اس طرح نہیں کرتے بلکہ منت سماجت کرتے ہو امر و حکم تو نہیں ہوتا۔ راقم نے عرض کیا: حضرت اُن کی اِن بے اعتدالیوں پر اگر ایک مدلل تحریر آجائے تو کوئی حرج تو نہیں؟ حضرت نے فرمایا کیا حرج ہے؟ پھر حضرت نے فرمایا جامعہ بنوریہ ٹاؤن کراچی کے مولانا فضل محمد صاحب کب سے لگے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں لیکن اُن کی کون سنتا ہے؟

☆ اسلام میں خلافت کا تصور:

سب جانتے ہیں کہ اسلام نظریۂ خلافت کا داعی ہے جس کی رو سے اسلامی مملکت کا سربراہ آنحضرت ﷺ کے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی زمین پر احکام الٰہیہ کے نفاذ کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے چنانچہ مسند الہند حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ خلافت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں: مسئلہ در تعریف خلافت: ''ھی الریاسة العامة فی التصدی لاقامة الدین باحیاء العلوم الدینیة واقامة ارکان الإسلام والقیام بالجهاد و مایتعلق به من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلة واطائهم من الفئی والقیام بالقضاء واقامة الحدود ورفع المظالم والأمر بالمعروف والنهی عن المنکر نیابة عن النبی ﷺ'' خلافت کے معنی ہیں: آنحضرت ﷺ کی نیابت میں دین کو قائم (اور نافذ) کرنے کے لئے مسلمانوں کا سربراہ بننا، دینی علوم کو زندہ رکھنا، ارکان اسلام کو قائم اور متعلقاتِ جہاد کا انتظام کرنا مثلاً لشکروں کا مرتب کرنا، مجاہدین کو وظائف دینا اور مال غنیمت ان میں تقسیم کرنا، قضا وعدل کو قائم کرنا، حدود شرعیہ نافذ کرنا اور مظالم رفع کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا''۔

☆ اصل مغالطہ:

جو بعض احباب جماعت کو اپنے اس کام میں لگا، وہ یہ لگا کہ کہ ان کے ہاں یہ نظریہ ہے کہ یہی دعوت وتبلیغ اعلاء کلمۃ اللہ یعنی اللہ کا کلمہ بلند کردے گی، بات یہ نہیں بلکہ بقول مفتی تقی عثمانی صاحب مد ظلہ العالی تبلیغی جماعت کے اس کام سے اعلاء کلمۃ اللہ نہ ہوگا، بلکہ جہاد سے ہوگا، اور اعلاء کلمۃ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ دین غالب ہوجائے اور باقی ادیان مغلوب ہوجائیں، نیز مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کو یورپ ودیگر حربی ممالک ویزہ دیتے رہیں اور اس مروجہ تبلیغ سے منع نہ کریں تو جہاد مشروع نہ ہوگا تبلیغی جماعت کا یہ نظریہ غلط نظریہ ہے۔ (از افادات درس ترمذی مفتی تقی عثمانی مدظلہ در سوالات وجوابات دربارہ جہاد وتبلیغی جماعت کی بے اعتدالیاں)

اس لئے واضح رہے کہ امریکہ ویورپ کو کسی ایسی امارت اسلامیہ کے قیام پر قطعاً اعتراض نہیں جو نماز پڑھیں پڑھائیں، نیک کام کریں، چوری نہ کریں، عام دنیا کے لوگوں کیساتھ چلیں چلائیں بلکہ برطانوی حکومت نے تو مسلمانوں کے باہمی قوانین کے لئے گورنمنٹ کی سطح پر جج مقرر کئے ہوئے ہیں (اگرچہ جماعت والے اس کو بھی اپنے کھاتے میں ڈال لیں گے کہ ہماری محنتوں سے یہ کام ہوا ہے۔) اصل اختلاف کفر کو یہ ہے کہ کفر وطاغوتی نظام پر اللہ کا دین حاکم نہ ہو۔ اور قرآن کریم کی یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الآیۃ) اللہ تعالی وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو سرچشمہ ہدایت بنا کر بھیجا اور دین حق کے ساتھ، تاکہ وہ (اللہ تعالی) اس دین (اسلام) کو باقی تمام ادیان پر غالب وحاکم کردے (یعنی ان کو مٹادے یا جزیہ ٹیکس دے کر رہنے پر مجبور کردے اگرچہ کافروں کو یہ بات بری لگتی ہو)

چنانچہ دنیا نے دیکھا جن جیالی مملکتوں نے ذرہ سا بھی اس شرعی ضابطے پر عمل کرنے کی کوشش کی۔ ان کے ملک وامارت کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی اور اب تک ان کفار کی کراہیت کا یہ عالم ہے کہ مجاہدین، جہاد، قتال کا نام تک سننا گوارا نہیں کرتے۔ ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یہیں سے دعوت وتبلیغ کا شرعی معنی سمجھ میں آتا ہے اور یہی وہ ایک نقطہ ہے جس سے بچنے کی ہزار جتن وکوششیں ''علامہ احمد بہاولپوری صاحب'' اور ان جیسے دیگر حضرات کر رہے ہیں مگر اس سے فرار ممکن نہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ اسلامی تاریخ میں خلافت محمدیہ ﷺ کے بعد مسلّح دعوت کے بعد کفر مغلوب ہوا صحابہ کرام ؓ اور اسلام کی حقانیت کو دیکھ کر لوگ جُوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے چنانچہ مگر مذکورہ حقائق کے ساتھ اصل حقیقت سے مفر ممکن نہیں کہ اسلام نے پہلے کفر پر ضربِ کاری لگائی بڑے بڑے کفار کی گردنیں جھکائیں اس کے بعد اسلام ومسلمانوں نے اپنی حقانیت وعمل سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچا۔ آنحضرت ﷺ کے خطوطِ گرامی قدر بنامِ سربراہانِ کفار ہمارے ان دعووں کے مکمل دلائل ہیں۔ اور صحابہ کرام ؓ وتابعین نے جن الفاظ کے ساتھ کفر کو مخاطب کیا وہ یہی الفاظ تَسْلَم ہوتے تھے۔ اللہ کے بندے اور اسکے رسول محمد ﷺ کی طرف سے ------- اَسْلِم -------- تَسْلَم مسلمان ہوجاؤ سلامتی پاجاؤ گے یعنی

ا: ''مسلمان ہو جاؤ'' ۲: ورنہ ٹیکس دو، ۳: اگر یہ نہیں تو تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان بہترین فیصلہ کرنے والی ہے۔ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام [j، خلفاء راشدین [j و دیگر امراء اور حکام المسلمین نے کیسے دعوت دی مسجد نبوی کے اعمال میں ان کو دیکھا جا سکتا ہے۔ خود آنحضرت ﷺ کبھی بنفسِ نفیس اور کبھی کمانڈر حضرات کو فجر کی نماز کے بعد اسلامی جھنڈوں اور نصیحتوں کے ساتھ رخصت فرماتے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ اسی راستے سے اسلام پھیلا اور دین غالب ہوا اور یہی ضابطہ شرعیہ ہے۔ اب کسی کو اس زمانے میں اصلاح کفار اور غلبہ اسلام کی نئی ترتیب معلوم ہو گئی ہو جو نہ تو رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھی اور نہ ''صحابہ کرام'' دریافت کر سکے اور نہ خلفاء راشدین و تابعین و تبع تابعین کی حکیمانہ اور بصیرت افروز آنکھیں پا سکیں۔ جو خام کم بدہن ان موجودہ شرعی دعوت سے روگردانی کرنے والوں کو معلوم ہو گئیں۔ تو یہ ان لوگوں کے اپنے عقائد باطلہ ہیں، غور طلب بات یہ ہے کہ ایسا نظریہ رکھنا کہیں خدانخواستہ ''گستاخی رسول ﷺ و صحابہ کرام رضوان اللہ علی o م اجمعین تو نہیں''؟ جو بداہۃً ضلالت و گمراہی ہے بلکہ کفر ہے۔ اور اس طرح کی ادنی سوچ بھی مسلمان کو ارتداد کی طرف لے جا سکتی ہے۔ یہی تو وہ سوچیں ہیں جو Broade minded روشن خیال اور غیر مسلم N.G.O'S الفاظ بدل بدل کر آجکل کے میڈیا پر باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اہل حق ہر زمانے میں ان کو گمراہ اور زنادقہ سے موسوم کرتے چلے آئے ہیں۔

☆ معیت الٰہیہ کا سیدھا سادا مفہوم:

اللہ تعالی کا ساتھ ہونا، اس کی نصرت کا ہونا ہے۔ ویسے تو اللہ تعالی ہر جن و انس کے ساتھ و قریب موجود ہیں، البتہ انبیاء، مقربین، صلحاء، مجاہدین، اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ اس کی خصوصی ''معیت'' ہوتی ہے۔ اور یہی عام مسلمانوں کا نظریہ ہے اور یہی قرآن و سنت سے سمجھ آتا ہے۔ البتہ جو ''علامہ احمد بہاولپوری صاحب'' کو سمجھ آیا ہوا ہے۔ اس کا شریعت غراء سے دور و نزدیک کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک معیت الٰہیہ ''جادو کی وہ چھڑی ہے یا وہ سلیمانی ٹوپی ہے'' جس کے ہونے کے ساتھ کوئی دشمن نہ دیکھ سکتا ہے نہ مار سکتا ہے نہ شکست ہو سکتی

ہے اور نہ جوتے پڑ سکتے ہیں۔ (شاید سابق صدر بُش اس چھڑی کو نہ پا سکا) حقیقت یہ ہے کہ سابق انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بھی بعض کو آروں سے چیرا گیا کسی کو شہید کیا گیا، آنحضرت ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے، صحابہ کرام ؓ ہزاروں کی تعداد میں معرکوں میں شہید ہوئے۔ اللہ تعالی نے شہداء کے فضائل ومراتب قرآن وسنت میں بیان فرمائے۔ ان کے پیغامات وتمنائیں قرآن وسنت میں بیان فرمائیں۔ ہمارا اور ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے ساتھ اعلی ترین ''معیت الٰہیہ ونصرتِ خداوندی'' تھی۔ نبی کریم ﷺ کی خواہش وتمنا تھی لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ ثم اُحْیٰی ثم اُقْتَل (الحدیث) نبی آخر الزمان ﷺ فرماتے ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں۔

کیا خیال ہے علامہ صاحب! آپ اور آپ کے حواریّین نے بھی کبھی نبی اقدس ﷺ کے مبارک لبوں سے نکلی ہوئی یہ مبارک دعا دل کی گہرائیوں سے کی ہے؟ ہم تو دعا کرتے ہیں **اللھم قوّنا علی الجھاد فی سبیلک وارزقنا شھادۃً فی سبیلک۔ (آمین)**

☆ امت محمدیہ کا ایک عجیب خاصہ:

علامہ صاحب کا یہ دعوٰی کہ اس ''امت محمدیہ'' کا خاصہ یہ ہے کہ باقی ''امتوں'' کو پہلے دین دیا پھر دعوت کا کام دیا گیا اور اس امت کا خاصہ یہ ہے کہ اس کو پہلے ''دعوت'' دی گئی پھر ''دین'' دیا گیا۔ اس کی علمی توجیہ تو علامہ صاحب کے دماغ میں ہی ہوگی کوئی باشعور اور تھوڑی سی عقل رکھنے والا انسان بھی اس قسم کی لغویات نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی شریعت سے کوئی اس کی دلیل ہے۔ ذرہ آپ غور تو کریں کہ دعوت کسی چیز کی طرف دی جاتی ہے، اور وہ چیز ہو ہی نہ تو دعوت کس طرف؟ یہ تو یونہی ہے کہ کوئی ''چھولے بیچنے والا'' چھولے چھولے۔۔۔! کہتا پھرے اور ریڑھی اس کی خالی ہو۔ اس کو تو لوگ بیوقوف ہی کہیں گے۔ البتہ اللہ کے رسول ﷺ کو جب شریعت دی گئی تو ساتھ ساتھ یہ فرمایا کہ **یَاایُّھا الرَّسول بلّغ ما انزل الیک من ربّک الی آخر**) اس سے یہی سمجھ آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالی نے پوری شریعت کی تبلیغ کا فرمایا، ادھوری کا نہیں۔ ''ما انزل

الیک ''میں تمام احکامات مراد ہیں۔ چھ نمبر نہیں۔ البتہ مسند امام اعظم ''یعنی مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں امت محمدیہ ﷺ کی ''فضیلت وخاصہ'' یہ بیان کیا گیا ہے: روایت کچھ یوں ہے۔

ابو حنیفة عن ابی بردة عن ابیه (ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ) قال قال رسول الله ﷺ اذا کان یوم القیامة یعطی کل رجل من المسلمین رجلا من الیهود والنصاری فیقال هذا فدائک من النار (وفی روایة) اذا کان یوم القیمة اعطی الله تعالی کل رجل من هذه الامة رجلا من الکفار فیقال هذا ''فدائک'' من النار

(باب فضل امة محمد ﷺ ص ۱۹۰)

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سند صحیح کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی حدیث نقل فرماتے ہیں: (کہ اس امت کی خاص فضیلت وخاصہ) یہ ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالی مسلمانوں میں سے ہر ایک مسلمان کو یہود ونصاری میں سے ایک ایک کافر دیں گے اور فرمائیں گے کہ یہ تمہاری طرف سے فدیہ ہے جنت میں جانے کا، (یعنی جنتی ٹوکن) اس روایت کو امام مسلم۔ امام طبرانی۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں: یامؤمن! هاک هذا الکافر فهذا فدائک من النار یعنی ایک فرشتہ جو ہر مسلمان کے ساتھ ہوگا وہ ہر مسلمان سے کہے گا اے مؤمن مسلمان! یہ رہا کافر یہ لو! اور اس کو آگ کے حوالے کر دو، یہ تمہارا جنت میں جانے کا فدیہ ہے۔ انتہی۔۔۔

علامہ صاحب! مسلمانوں کی فکر کریں، کافر تو ہمارے لئے جنت کے ٹوکن بنیں گے (انشاء اللہ تعالی) اور رہے کافر۔۔۔ تو کافروں کا ایک ہی علاج ہے جو قرآن وسنت میں آیا ہے، امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله۔۔۔ فقاتلوا ائمة الکفر...... ان سے قتال کیا جائے! یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے والے بن جائیں، یا جزیہ ومغلوبی کی زندگی

گذاریں اور مارو کفار کے سرداروں کو۔۔۔۔

یہ ''حضرت'' ایک اور بات کرتے رہتے ہیں کہ نتائج کے لئے ذات و شخصیات کو مت پیش کیا کرو۔ اعمال کو پیش کیا کرو۔ اعمال پر نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ یہ ان کا فلسفی ضابطہ ہے۔ رسول کریم ﷺ نے کوہِ صفا پر اپنی ذات کو پیش فرمایا کہ میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس کے بعد ان کو شریعت کی بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا **اقتدوا باالذین من بعدی ابی بکر و عمر** اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا **فقد لبثت فیکم عمرا من قبله** (القرآن) نیز علماء کرام جانتے ہیں کہ اللہ تعالی کے ہاں اعمال ذریعہ نجات نہیں بلکہ ایمان شرط نجات ہے ''رحمت خداوندی'' سے دخول جنت ہوگا۔ اس لئے ''اعمال، اعمال'' کا زیادہ استعمال شریعت میں بعض جگہوں میں ریاکاری کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی بھی مسلمان احکام الٰہیہ اور اعمالِ صالحہ کا منکر نہیں، کہ اعمال صالحہ پر عمل پیرا رہنا بھی امر ربانی ہے۔

☆ کافر بغیر کلمہ کے مر رہا ہے ہم سے پوچھ ہوگی یہ بھی ایک عام مقولہ ہے:

تو حضرت کی خدمت میں گذارش ہے کہ آپ سے یہ تو پوچھ ہو سکتی ہے کہ آپ کے زمانے میں ہر طرف مسلمانوں پر تکالیف تھیں، کفر بموں سے مسلمانوں کے چیتھڑے اڑا رہا تھا، کفر نے نامِ ''مسلمان'' کو دہشت گردی کی علامت بنالیا تھا، فلسطین مقبوضہ تھا، عراق و افغانستان میں کفر دندناتا پھر رہا تھا ارض حجاز مقبوضہ تھی۔ اور کفر قوم کی بچیوں سے فلسطین و کیوبا میں انسانیت سوز مظالم کر رہا تھا، تم نے کبھی اس کفر کے خلاف ادنٰی درجہ کا ایمان بھی رکھا تھا۔ آپ کو کافروں کی اتنی فکر ہے، خونِ مُسلم ہی اتنا اَرزاں تھا؟ کہ اس کی آپ کو فکر نہ تھی؟۔ رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین تھے لیکن غزوۃ بنو قریظہ کے یہود قبائل کے (کافر) قیدیوں کو اپنے زیرِ نگرانی بغیر کلمہ کے کھائیوں میں ڈلوا دیا۔

یوم فتح مکہ میں کچھ آدمیوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر کعبۃ اللہ کے

پردوں میں بھی پناہ لئے ہوئے ہوں تو ان کو نہیں چھوڑنا۔

علامہ صاحب! آپ کو کافروں کے ایمان کی فکر کھا رہی ہے کبھی امت اسلامیہ کے کچلے ہوئے مسلمانوں کی بھی فکر ہوئی ہے؟ حدیث شریف میں آتا ہے کہ **"من لم یھتم بأمر المسلمین فلیس منا و من اعطی الذلة من نفسه طائعا غیر مکرہ فلیس منا"** (مجمع الزوائد) ترجمہ: جو مسلمانوں کے (اور وہ جس خطے میں بھی رہتے ہوں ان کی فکر نہ کرے) ان کے دکھ سکھ میں شریک نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں۔ لیکن آپ کا کیا؟ آپ نے تو کئی دفعہ بیانات میں

☆ مجاہدین کی زلفوں کا مزاح کیا ہے۔ کہ ان مجاہدین کو لمبی لمبی زلفوں سے پکڑ کر اللہ کے فرشتے جہنم میں آسانی سے ڈالیں گے ---------- قارئین کرام! کیا رسول اللہ ﷺ کی زلفیں مبارک نہ تھیں؟ کیا یہ گستاخئ رسول اللہ ﷺ نہیں؟ یہ خرافات احمد بہاولپوری اسٹیج سے ہذیانی لہجے میں کہتا رہتا ہے۔ (اس جگہ یاد رہے کہ حضرت شاہ نفیس صاحب رحمہ اللہ کے خادم بھائی رضوان صاحب نے حضرت مولانا عبدالمجید صاحب کہروڑپکا مدظلہ العالی سے رابطہ کرایا جس پر حضرت نے فرمایا کہ میں نے یہ تحریر اول سے آخر تک پڑھی ہے اس کے مندرجات میں کوئی غلط بات نہیں البتہ لہجہ ذرا سخت ہے اور ہم تو کب سے ان باتوں کے شاکی ہیں نیز ایک جملہ جس میں بکنا کے الفاظ استعمال ہوئے اسے کہنا سے بدل دیں چنانچہ ان کے حکم پر یہ لفظ بدل دیا گیا (اگرچہ یہ لفظ گستاخئ رسول ﷺ کے تناظر میں استعمال کیا گیا تھا)

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ڈر گئے تھے (نعوذ باللہ) اور بنی اسرائیل کی اقتدا کے مشورے:

آپ کا علمی معیار تو یہ ہے کہ آپ (یعنی علامہ احمد بہاولپوری صاحب) نے ایک وعظ میں یہاں تک کہہ دیا کہ "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم" غزوہ بدر میں کفار کے اسلحے کو دیکھ کر ڈر گئے تھے اور کہا اے رسول (ﷺ) "تم نے مروا دیا" (العیاذ باللہ)

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اسی غزوہ میں نکلنے سے قبل مشورہ کے وقت جو صحابہ کرام آپ ﷺ کے اشاروں پر سمندر میں کودنے کے لئے اور آگوں میں چھلانگیں لگانے کیلئے

تیار تھے، اور کہتے کہ ہم حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم کی طرح نہیں کہیں گے کہ اِذْھَبْ اَنْتَ **وَرَبُّکَ فَقَاتِلَآ اناھهنا قاعدون** (الایۃ) ترجمہ: اے موسیٰ! تم اور تمہارا رب جائے اور جہاد کرے، ہم تو یہاں بیٹھے رہیں گے۔ کیا وہ ڈر سکتے تھے؟

رہا بنی اسرائیل کی اقتدا کا مشورہ تو علامہ مذکور صاحب (اور ان کے ہم نوا مولوی طارق جمیل صاحب) عموماً فرماتے رہتے ہیں کہ اس وقت امت جن شکلوں میں ہے اس پر محنت کی ضرورت ہے وہ شکلیں نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہیں نہ تابعین کی ہیں نہ تبع تابعین کی، اور نہ ان سے ہمیں مشعل راہ مل سکتی ہے۔ بلکہ اس کے لئے ہمیں بنی اسرائیل کی اقتدا کرنی ہوگی، انکی طرف لوٹنا ہوگا، خلاصۃ یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے لئے مثال نہیں بلکہ وہ بنی اسرائیل جن کو اللہ تعالیٰ نے **کونو اقردة خاسئین** کہا اور ذلیل بندر بن جاؤ کے مصداق بنے اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق ہوئے کیونکہ نہی عن المنکر نہ کرتے تھے **کانو الایتنهون عن منکر فعلوه** الخ نہیں۔ بلکہ بنی اسرائیل کے دور کی طرف لوٹنا ہوگا تو گویا بنی اسرائیل کی اقتدا کے مشورے دیے جا رہے ہیں، جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ساری عمر تنگ کیا اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کیں اور آخرکار **کونو قردة خاسئین** (ہو جاؤ بندر اور خنزیر) رہا علامہ صاحب کا یہ کہنا کہ صحابہ کرام تلواریں اور اسلحہ لے کر نہیں جاتے تھے تو حضرت کے علم میں اضافے کے لئے عرض یہ ہے کہ آپ (علامہ صاحب) کبھی ایک دن مصلّٰی لے کر اور باوضو ہو کر نیٹو (NETO) فوجوں کے سامنے دو رکعت نفل برائے ہدایت کفّار پڑھ کر دکھلا دیں، اسلحہ لے جانے کی ضرورت نہیں "بات کھل جائے گی مسئلہ سمجھ آ جائے گا"

سوال یہ ہے کہ ابو جہل کو حضرات معوّذ اور معاذ رضوان اللہ علیہما نے کن چیزوں سے مارا تھا؟ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کس چیز سے ابو جہل کا سر کاٹ کے حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا تھا؟ ہماری اسلامی تاریخ لازوال دلائل لئے ہوئے ہے۔ خود جناب رسالت مآب ﷺ کی ترکہ شریفہ میں جو تلواریں اور زرہیں یا نیزے تھے ان کے باقاعدہ نام آتے ہیں اور صحاح اور سنن میں مغازی اور سیَر کے عنوانات و ابواب باندھے چلے آئیں ہیں جس میں نیزے

کا بنانے والا اس کا سُم بنانے والا اس کو تیز کرنے والا اور اس کو دینے والا اس کو چلانے والا، ان سب کے الگ الگ فضائل ہیں۔ مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے تابناک ماضی کو اور شرعی ضوابط کو اپنے من گھڑت اور مزعومہ ضابطوں سے دبانے کی کوشش نہ کرے دین متین کو دبانے والے خود دب گئے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں ہی کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا:

خود تو بدلتے نہیں، دین کو بدل دیتے ہیں

آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام [، خلفاء راشدین [و دیگر امراء اور حکام المسلمین نے کیسے دعوت دی مسجد نبوی کے اعمال میں ان کو دیکھا جا سکتا ہے۔ خود آنحضرت ﷺ نے بنفسِ نفیس اور کبھی کمانڈر حضرات کو فجر کی نماز کے بعد اسلامی جھنڈوں اور نصیحتوں کے ساتھ رخصت فرماتے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ اسی راستے سے اسلام پھیلا اور دین غالب ہوا اور یہی ضابطہ شرعیہ ہے۔

☆تبلیغی جماعت والوں سے سوالات:

۱: دین کی تعریف کیا ہے؟

۲ :تبلیغ ودعوت کی شرعی تعریف کیا ہے؟

۳: آپ اپنی موجودہ جماعت وطریقہ کار کی شرعی وضاحت کریں؟

۴: کیا یہ نبی کریم ﷺ کا کام ہے؟ یا کوئی اور طریقہ کار؟ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ سے اسکا ثبوت ہے؟

۵: خلافتِ □ اسلامیہ کی تعریف کریں؟

۶: امیر خلافت کی تعریف، شریعت محمدیہ ﷺ کی تعریف، اور کتنی جگہ پر تسلّط ہو جائے تو امارتِ اسلامیہ قائم کی جا سکتی ہے؟

ان دونوں کی تعریفات کریں شرعی مثالوں اور اصطلاحات شرعیہ، فقہیہ سے؟

۷: ایسی امارتِ اسلامیہ کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

۸: اگر موجودہ تبلیغی طریقہ کار کے دوران کہیں شعائرِ اسلامیہ کی توہین ہو۔ مساجد شہید

ہوں ※ امارات اسلامیہ یا ممالکِ اسلامیہ پر بم برسیں تو آپ اس کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟ اور آپ کے پاس آپ کے دین میں کوئی حل ہے؟ یا ماضی میں ایسی امت محمدیہ علیہ السلام میں کوئی مثال موجود ہے؟ نیز ایسی حالت میں کیا کیا جائے؟

۹: آپ حضرات ''اَلْجِهَادُ مَاضٍ **منذ بعثنی اللہ الی ان یقاتل اخر امتی الدجال لا یبطله جار ولا جائر ولا عدل عادل** (اخرجہ الدیلمی عن انس) (الحدیث) کی کیا تشریح فرماتے ہیں؟

نوٹ! یہودیوں، بنی اسرائیل کی امت کی مثالوں سے گریز فرمایئے۔ کیونکہ اسے ہم منسوخ سمجھتے ہیں نیز مکی زندگی سے بھی گریز فرمایئے کیونکہ شروع اسلام میں بعض احکام یا تو مشروع نہ تھے یا منسوخ ہو گئے تھے۔ نیز آپ کی مدنی زندگی والا نظریہ غلط ہے جیسا کہ گذر چکا ہے۔

اوّل کی مثال؛ جہاد، زکوۃ وغیرہ مشروع نہ تھے......

دوم کی مثال؛ شربِ خمر ※ اکل حمار ※ متعہ یعنی نکاح موقت، اور شراب کا پینا، گدھے کا کھانا جائز تھا۔ اگر مکی زندگی پر ہی چلنا ہے، تو شرب خمر، اکل حمار، متعہ وغیرہ وغیرہ احکامات پر کیسے عمل کریں گے؟

(یہ بھی عجیب لطیفہ ہے کہا جاتا ہے کہ ابھی دورِ مکی ہے اور دور مدنی کے مزے لوٹے جا رہے ہیں)

۱۰: اگر آپ کے پاس آپ کے (دین) میں ان ہنگامی مسائل کا کوئی حل نہیں (اور حقیقۃً نہیں) تو پھر آپ کا یہ دعوٰی اور اعلان قبل از بیان کہ ''امت دین پر پوری طرح کس طرح آ جائے''، نامکمل تبلیغ دین ہے۔ اور غلط دعوٰی ہے۔

۱۱: مکی اور مدنی زندگی کی اصطلاح اور ''ایمان کا بنانا یا کچا پکا ہونا'' دلائل شرعیہ سے ثابت کریں، اور اسکے بعد جہاد کا کرنا؟

آپ دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں یا الگ کوئی اور فرقہ یا جماعت ہیں؟ یا مطلقاً مسلمان؟ اگر خاص مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں تو اس کو تحریر فرمایئے؟ اور یہ بھی کہ آپ اس

طرح کی ''تبلیغ'' کب تک کرتے رہیں گے (کیونکہ مکی زندگی ایک خاص وقت تک تھی) یا اس دوران تحریک کوئی اور رُخ بھی اختیار کرسکتی ہے؟

آپ کے مقاصد واہداف کیا ہیں؟ تحریر فرمایئے؟ تا کہ ذہن مشوش نہ ہوں کیونکہ جب تک کسی جماعت کا ہدف یا پروگرام نہ ہو تو عمل گراں ہوتا ہے۔

اگر آپ ایک سیدھے سادے مسلمان ہیں تو اپنے منبروں پر عمومی علمائے کرام کو کیوں نہیں آنے دیتے؟ (حضرت مولانا الیاس ؒ کے زمانے میں حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی ؒ اور باقی حضرات منبر پر تشریف فرما ہوتے تھے، (احتیاطاً وعظ میں شرائط لگا دیں) یا آپ حضرات باقی علمائے کرام کو ''علماء'' ہی نہیں سمجھتے اور بزرگوں کو بزرگ نہیں سمجھتے اور انھیں قابلِ منبر ہی نہیں سمجھتے؟ تو پھر ان علمائے کرام کو آپ کے کورس کے لئے کتنا وقت درکار ہوگا؟ اور جو یہ کورس کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے ان کا کیا ہوگا؟ نیز ان حضرات کی آخرت واعمال کے بارے میں وضاحت فرما دیں؟

حضرات آئمہ اربعہ مجتہدین رحمہم اللہ ، اصح غیر اصح ※ راجح مرجوح ※ محتمل الخطاء کے قائل تھے۔ آپ اپنی جماعت کے بارے میں فرمایئے کہ وہی اصل دین پھیلانے والی جماعت ہے یا کوئی اور بھی احتمال ہے؟ اجتہادی خطا تو کسی طرف سے بھی ہوسکتی ہے نیز ''جھوٹ'' کے بارے میں آپ کی جماعت اور اکابرین کیا تعریف کرتے ہیں؟

کیا آج کل جھوٹ بولنا جائز ہے یا نہیں؟

عام مساجد ومشاہد میں جاتے ہیں تو آپ اپنے آپ کو دیو بندی یا موحد ظاہر نہیں کرتے۔ کیا اس طرح کرنا جھوٹ نہیں بنتا؟ جھوٹ جو اسلام کے اندر ایک فعلِ شنیع اور گناہ کبیرہ ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

☆ قیاس مع الفارق:

ایک اور بے اعتدالی اور غلط سوچ جس کو جماعت والوں کے ہاں شرعی سمجھا گیا، حالانکہ

وہ قیاس مع الفارق (غلط قیاس) اور **تحریم ما احل اللّٰہ** (اللہ تعالی کے حلال کردہ کو حرام سمجھنا) کے زمرہ میں آتا ہے، وہ یہ کہ جماعت کے اندر چار ماہ اور سال کو موجودہ ہیئت وشروط کے ساتھ پورا کرنے کو ہی جماعت کے حضرات مکمل اور پورا عمل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ایک غلط فکر اور سوچ ہے، مثال کے طور پر چار ماہ لگانے کے عمل کو جہادی عمل سے لیا، اس پر قیاس کر کے کہ حضرت عمر ؓ نے مجاہدین کے لئے چار ماہ کا وقت متعین کیا تھا تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ کچھ غور وفکر سے کام نہیں لیا گیا، حقیقت یہ ہے کہ عورتوں کی طبائع جدا ہوتی ہیں، اور مردوں کہ طبائع جدا، یہ مسئلہ عورت کی طبیعت کے متعلق تھا، اور جس تناظر میں اس کو مشروع کیا گیا وہ جہاد ومجاہدین کے حالات کے پیش نظر بنایا گیا، ہم میں سے ہر شخص کو معلوم ہے کہ جہاد کے دوران مجاہد مشکلات اور مصائب سے گزرتا ہے، تکالیف اور صعوبت سے گزرتا ہے، زخم لگتے ہیں، کبھی کبھی بھوک وپیاس سے بھی گزرنا پڑتا ہے، قتال کی دُھن سوار ہوتی ہے، تو اس کے ذہن میں قربت خانگی اور شہوت کا زور اتنا نہیں ہوتا جتنا کہ اس مبلغ پر جس کا جگہ جگہ اکرام ہو، عمدہ عمدہ کھانے ہوں خوف کا کبھی شائبہ تک نہ ہو، تو ایسی صورت میں ایسے مبلغ پر قربت خانگی کا زیادہ احساس ہوتا ہے اور خواہش میں شدت بھی زیادہ ہوتی ہے تو ایسے میں اس مبلغ پر ایسی پابندیاں عائد کرنا جو شریعت نے نہیں لگائیں، اور ان کو ضروری خیال کرنا کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ تحریم ما احل اللّٰہ یعنی اللہ تعالی کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرنا میں داخل ہو جائے جو کہ شریعت کی نظر میں حرام قطعی ہے۔ المعروف کالمشروط یعنی جو چیز عوام میں یا لوگوں کے ہاں شرط کی طرح سمجھی جائے اگرچہ شرط نہ لگائی گئی ہو تو وہ بھی مشروط ہی ہو جاتی ہے اور شرط کا ہی حکم رکھتی ہے۔ اور جماعت والے اسی طرح کہ گویا ایک شرط ہے اس کو پورا کرتے ہیں ورنہ اسکو مکمل نہیں سمجھتے ہیں سورۃ تحریم میں اللہ تبارک وتعالی نے آپ ﷺ کو ان الفاظ میں مخاطب فرمایا۔ ترجمہ: اے نبی ﷺ! جو اللہ تعالی نے آپ کے لئے حلال کیا اس کو آپ حرام کیوں سمجھتے ہیں؟ وہ اگرچہ ایک خاص واقعہ کے متعلق تھا، لیکن اس کا حکم عام ہے، اور ضابطہ شرعیہ ہے، تو خلاصہ کلام یہ نکلا کہ مجاہدین پر مختلف احوال آتے ہیں، جن میں زخموں کا لگ جانا، لونڈیوں کا مل جانا اور ان سے استفادہ کرنا وغیرہ وغیرہ ایسے امور ہیں،

جن پر مبلغ کے چار ماہ اور سال کو قیاس کرنا قیاس صحیح نہیں اور نہ ہی مبلغ کی بیوی پر وہ افکار اور احوال ہوتے ہیں جو کہ ایک مجاہد کی بیوی پر ہجوم افکار کا زور ہوتا ہے، تو یہ قیاس ''قیاس مع الفارق'' کے زمرہ میں چلا جائے گا، اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ آپ اس نکلنے پر جہادی فضائل والی احادیث کا انطباق بھی کرتے ہیں، تو اس لئے اس بے اعتدالی کا بھی تدارک ہونا چاہیئے، اور دیگر علماء و مفتیان کرام سے بھی مشورہ کر لینا چاہیئے۔ ان تمام باتوں کا جواب اگر ہو جائے، تو علمائے دیوبند کے محضر اور اجتماع میں ایک مشترکہ رائے دی جا سکتی ہے، جو انتہائی فائدہ مند ثابت ہوگی

(انشاء اللہ تعالی) اسی پر کہ جہاد میں بعض عورتیں مرہم پٹی کیلئے جاتی ہیں آپ تبلیغی جماعت میں عورتوں کو ساتھ لئے پھرتے ہیں یہ قیاس مع الفارق ہے

آیئے دین متین کی روح کی طرف لوٹیں، نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین تبع تابعین رحمہم اللہ کی زندگیوں کی طرف رجوع کریں۔ تاکہ اللہ تعالی کے اس ضابطے کے تحت کہ ان **اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم** (الایۃ) ان پستیوں اور ذلتوں سے نکلنے کی کوشش کریں وہی اللہ تعالی اب بھی ہے دین متین وہی ہے، ہم بدلے ہیں اپنے آپ کو دوبارہ اصل کی طرف لے جائیں۔ دین متین کا ہر طالبعلم جانتا ہے کہ مساجد، مدارس، خانقاہیں، جہادی گھوڑوں کے اصطبل، اُمراءِ لشکر، امارتِ اسلامیہ کی باقاعدہ فوجیں، رضاکار دستے، ان کے لئے رسد، نظامِ قضاۃ اور مکمل نظام یہ ہماری کتب کے اندر موجود ہیں اور منظم طریقے سے موجود ہے۔ علم حدیث و تاریخ و شریعت کا ہر طالبعلم جانتا ہے کہ جناب مخبر صادق ﷺ نے سب سے زیادہ فضائل ''قتال فی سبیل اللہ'' کے بتائے۔ دوسرے نمبر پر جو فضائل ہیں وہ ''علم دین'' کے حصول کے ہیں۔ اس طرح وقتاً فوقتاً ہر موقع و مناسبت سے آنحضرت ﷺ نے ہر عمل کی وضاحت فرمائی اور اس پر مرتب نتائج و فضائل بیان فرمائے۔ ہمارا دین متین ''عیسائیت'' کی طرح کوئی گورکھ دھندہ نہیں جو سمجھ نہ آسکے۔ سمجھنے والے ہوں تو اللہ تعالی نے

اس پاک وہند میں قران وسنت کو ہماری اپنی زبان میں مترجم کر دیا ہے اور اللہ تعالی کا شکر ہے کہ "علماء ہند" کے ورثاء اس گئے گزرے دور میں بھی موجود ہیں اور حق بیان کر رہے ہیں مساجد کے منبروں سے، مدارس وخانقاہوں کی مسانید سے۔ جو لوگ ان مذکورہ مراکز کو فضول بتاتے ہیں وہ اپنے ایمان کی فکر کریں۔

☆ علماء کرام سے گذارش:

چاہیے یہ کہ علماء حق مساجد میں اپنے عمومی وخصوصی درسوں میں عوام کو مکمل دین سکھائیں اوران کی ذہنی اور اخلاقی تربیت فرمائیں۔ مسلسل درسِ قران وحدیث اپنے محلے کی مسجد میں بہت بڑا کام کرتا ہے۔ اوراس کے ساتھ ساتھ حضرت تھانوی ؒ کے مواعظ (جس میں محلہ کی باپردہ خواتین بھی شرکت کرتی تھیں) درسوں کا سلسلہ شروع فرمائیں۔ مدارس اہل صفہ کی طرز پر قران وسنت وفقہ وکلام سے طلباء کو مزین فرمائیں، (جو اگرچہ ہو رہا ہے لیکن ضروری امور کے تحت اس کو بھی ذکر کر دیا گیا) خانقاہیں وہ مراکز ہیں جن کے بارے میں تاریخ نے دکھایا کہ بڑی بڑی تحریکیں اسلام کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اٹھیں اور کامیابی سے ہمکنار ہوئیں۔ مرشدین اپنے مریدین کے ساتھ کمر کس کر میدان عمل میں اترے۔ اور فُزتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃ کے ساتھ دنیا آخرت کی بھلائیاں سمیٹ گئے۔ جن خانقاہوں کے بارے میں "حضرت مولانا الیاس ؒ تعالیٰ" فرمایا کرتے تھے کہ "میں بھی جب عمومی گشتوں سے واپس آتا ہوں تو جب تک رائے پور کی خانقاہ میں جا کر عمومی اختلاط سے قلب پر آنے والے تاثرات کو زائل نہ کرلوں اس وقت تک گھر نہیں جاتا" تحریک ریشمی رومال ہو یا سید احمد بریلوی ؒ کی خانقاہ سے اٹھنے والی تحریک ہو، الجزائر وتیونس ولیبیا میں استعمار کے خلاف اٹھنے والی سب تحریکیں بشمول تحریک محمد ادریس السنوسی اور حضرت شیخ الاسلام حسین احمد مدنی ؒ کے شاگرد رشید شیخ ابراھیم الجزائری جنہوں نے لیبیا سے استعماری قوتوں کو نکالا، وہ سب مدارس وخانقاہوں کے صیقل شدہ طلباء کرام تھے۔ اللہ تعالیٰ "صحابہ کرام ؓ تابعین ؒ وتبع تابعین ؒ اوران کے نقش قدم پر چلنے والے ان پاک طینت ارواح پر اپنی کروڑوں رحمتیں فرمائے جنہوں نے اپنے خون دیکر اسلام کے درخت کو سینچا اور ہم اس گئے گزرے دور میں جب "جہاد ومجاہدین، مدارس دینیہ وطلباء دینیہ" موجودہ

صلیبی وصیہونی افکار میں ''دہشت گردی'' کی علامتیں سمجھی جارہی ہیں۔ ہم یہ الفاظ لکھنے بولنے کے قابل ہیں۔ یہ سب ان کی تلواروں کی جھنکار ہے اوران پاک روحوں کا فیض جو رہتی دنیا تک رہیں گی (انشاء اللہ) آخر میں مخلصین جماعت سے گذارش ہے کہ جماعت صرف چھ نمبروں کو پورا دین نہ سمجھے اورعوام فتوے نہ دیں، علم وذکر اصطلاحی حاصل کریں، علماء حق سے عوام کو جوڑیں اہل ذکر اور خانقاہوں سے جوڑ پیدا کریں، امت کے تمام اہم شعبوں کی اہمیت کا احساس دلایا جائے۔ جہاد ومجاہدین کی حمایت کریں، اورآخری درجہ یہ ہے کہ انکی مخالفت نہ کریں، دعوت الی اللہ والرسول دیں۔ یہی حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد تھا۔ اس کو مفصل جاننے کے لئے،

''دعوت وتبلیغ کی شرعی حیثیت'' (مؤلفہ: مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ (مطبوعہ: ادارہ اسلامیات لاہور۔ کراچی) کے آخر میں ''اصلاح امت کا طریقہ کار، تعلیم وتربیت وتبلیغ ودعوت'' اور ''دوسرے دینی اداروں اور تحریکوں کے بارے میں ہمارا طرز عمل'' از مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔ کو پڑھیں۔ جس کا لب لباب یہ نکلتا ہے، کہ نبی ﷺ کے طریقہ وعمل میں نجات ہے، اور وہی ''کشتیٔ نوح'' ہے۔ اس کے علاوہ ''مجدد ومصلح'' کے طریقے کی اتباع فرض وواجب نہیں، اس سے جزوی طور پر کوئی مصالح ہوجائیں تو بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن درحقیقت ''راہ عمل'' صرف اورصرف کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ واجماع الصحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔

☆ اگر یہ ہتھیار نہ ہوتے:

جیسا کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں مولوی طارق جمیل صاحب کا ایک غلط نظریہ یہ بھی ذکر کیا تھا، کہ مولوی طارق جمیل صاحب کے بقول علماء کو اسلحہ زیب نہیں دیتا، ان کا کام تو پڑھنا پڑھانا ہے۔ راقم نے اس مجلس میں بھی ان سے عرض کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑا عالم کون تھا؟ آپ ﷺ نے بھی اسلحہ زیب تن فرمایا، اور پھر اس کے بعد آپ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف الصالحین رحمہم اللہ نے اپنے عمل وکتب حدیث میں ان کو نقل کیا۔ آپ ﷺ کی تلواروں اور زرّوں کے اسماء مبارکہ تھے، چنانچہ اس تناظر میں ہم نے مناسب سمجھا کہ اس جگہ ہم

علمائے ہند میں سے جہاد کے سرخیل سادات گھرانے سے تعلق رکھنے والے عظیم مجاہد شاہ اسماعیل شہیدؒ کے روحانی وجہادی سرپرست حضرت سیّد احمد شہیدؒ کا ایک واقعہ نقل کر دیں۔

’’لکھنؤ میں ایک مرتبہ سید احمد شہیدؒ قندھاریوں کی چھاؤنی میں تشریف لے گئے اس موقع پر آپؒ نے اور آپ کے ساتھیوں نے ہتھیار باندھے ہوئے تھے، عبدالباقی خان صاحب نے یہ دیکھ کر کہا حضرت! آپ کی سب باتیں تو بہتر ہیں مگر ایک بات مجھ کو ناپسند ہے، اور وہ آپ کے خاندانِ والاشان کے خلاف ہے، آج تک یہ طریقہ کسی نے اختیار نہیں کیا، آپ کو وہی کام زیبا ہے جو آپ کے حضرات، آباء واجداد کرتے آئے، آپؒ نے فرمایا وہ کونسی بات ہے؟ کہا یہ سُپر (ڈھال)، تلوار، بندوق وغیرہ کا باندھنا۔ یہ سب اسبابِ جہالت ہیں، آپ کو نہ کرنا چاہیئے، یہ سنتے ہی آپ کا چہرہ غصے کے مارے سُرخ ہوگیا اور فرمایا کہ خان صاحب! اس بات کا آپ کو کیا جواب دوں؟ اگر سمجھئے تو یہی کافی ہے، کہ یہ وہ اسبابِ خیر وبرکت ہیں۔ جو اللہ تعالی نے انبیاءؑ کو عنایت فرمائے تھے۔ تاکہ وہ کفار ومشرکین سے جہاد کریں۔ بالخصوص ہمارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ نے انہی ہتھیاروں سے تمام کفار واشرار کو زیر کر کے جہاں میں دینِ حق کو روشنی بخشی، اگر یہ سامان نہ ہوتا...... تو تم نہ ہوتے...... اور اگر ہوتے تو خدا جانے کس دین وملت میں ہوتے‘‘......

(جب ایمان کی بہار آئی۔ از سید ابوالحسن علی ندوی صاحبؒ)

☆ اہل باطل کی آواز میں آواز ملانا:

ہم نے جہاں ان کے وہ فاسد وباطل نظریات دربارۂ جہاد، اعلاء کلمۃ اللہ اور شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کے غلبے کے لئے کوشش کے بارے میں بیان کئے۔ تو جن دنوں پاکستان کے شمالی علاقوں میں شریعت کے نفاذ کی باتیں تھیں تو اسلام آباد کے تبلیغی اجتماع میں ان تبلیغی حضرات کا ایک اجتماعی بیان اخباروالوں نے شائع کیا۔ ان اخباروالوں کے ساتھ ساتھ ’’وائس آف امریکہ‘‘ اور دیگر ’’نشریاتی اداروں‘‘ نے بھی اس کو اپنی خبروں میں بیان کیا۔ چنانچہ ’’روزنامہ آواز‘‘ و’’روزنامہ ایکسپریس‘‘ 29 اپریل 2009ء وغیرہ وغیرہ نے بھی بیان شائع کیا، جس

پر علمی وعوامی حلقوں میں کافی تشویش ہوئی۔ خود مرکز والوں نے بھی اس تشویش کو محسوس کرتے ہوئے بڑے مشورے میں اس بات کو رکھا۔ مگر وہاں سے ایک آسان سا جواب برآمد ہوا کہ ''یہ ہمارے بارے میں جھوٹ ہے''۔ اس سچ یا جھوٹ کی حقیقت اس میڈیا کے دور میں جہاں اخبارات اور کیسٹیں بآسانی دستیاب ہوجاتی ہیں۔ حقیقت معلوم کر لی گئی۔ اور لوگوں کو بھی معلوم ہوگئی ہوگی جو خود اس اجتماع میں شریک تھے۔ چونکہ ایک اہم بات منظر عام پر آئی جس کے بارے میں وائس آف امریکہ کا کہنا تھا، کہ تبلیغی جماعت بننے کے بعد ''پہلی بار ہے کہ تبلیغی جماعت کی طرف سے کوئی سیاسی بیان'' آیا ہے، اس بارے میں ٹیلیفون پر ''راقم'' سے کافی حضرات نے رابطہ قائم کیا۔ ہم نے انہیں مرکز کی بات سنائی۔ تو انہوں نے کہا کہ مرکز والے اس کی وضاحت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے طلبۂ کرام کو مرکز کی ایک مقتدر شخصیت کے پاس بھیجا تھا اور یہ کہلوایا تھا کہ ان اخبار والوں پر قانون کے تحت مقدمہ بھی دائر کیا جاسکتا ہے اور حرجانے کا دعویٰ بھی دائر کرسکتے ہیں۔ لیکن ان کا فرمانا تھا کہ ''ہم جماعت والوں کے ہاں تحریر کا رواج نہیں''۔

تو راقم سے پوچھنے والوں نے یہ بھی کہا کہ چلیں اگر انہوں نے نہیں بھی کہا اور ہم نے مان بھی لیا مگر ان دنوں بہت سارے حلقوں کی طرف سے اس قسم کا شور ہو رہا ہے۔ تو اس کی شرعی حیثیت پر آپ تبصرہ کردیں کہ جو اس طرح کے نظریات رکھیں ان کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

تو علماء کرام کے مشورے کے بعد یہ تبصرہ لکھا جاتا ہے۔

''روزنامہ آواز'' کا بیان یوں ہے:

اسلام کے نام پر انتہاپسندی قابل مذمت ہے ''اسلحے کے زور پر شریعت نافذ نہیں کی جاسکتی'' (تبلیغی اجتماع)

اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالی انبیاء کے تحفظ اور ان کے مذاہب کو نافذ کرنے کے لئے فرشتے بھیجتا۔

حضور ﷺ نے کبھی طاقت استعمال نہیں کی (حاجی عبدالوہاب)

مسلمانوں کو طاقت کے ذریعے اپنا عقیدہ نافذ کرنے کے بجائے اسرائیل سمیت پوری

دنیا میں امن، بھائی چارے کی تبلیغ کرنی چاہیئے۔ (مولانا محمد احمد، مولانا جمشید)

اسلام آباد (نیٹ نیوز) تبلیغی جماعت کے رہنماؤں نے اسلحے کے زور پر شریعت کے نفاذ، مذہبی انتہا پسندی، عسکریت پسندی، اور دہشت گردی کو مسترد کر دیا ہے۔ تبلیغی جماعت کے امیر حاجی عبد الوہاب نے اسلام آباد میں تین روزہ تبلیغی اجتماع کے اختتامی روز خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلحے کے زور پر شریعت نافذ نہیں کی جا سکتی۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالی انبیاء کے تحفظ اور ان کے مذہب کو نافذ کرنے کیلئے فرشتوں کو بھیجتا۔ حاجی عبد الوہاب نے کہا کہ حضور ﷺ نے کبھی طاقت استعمال نہیں کی بلکہ پُر امن طریقوں سے اللہ کے نام کو پھیلایا۔ انہوں نے اسلام کے نام پر انتہا پسندی اور عسکریت پسندی کی بھی مذمت کی۔ تبلیغی جماعت کے رہنما مولانا جمشید، مولانا محمد احمد، اور مولانا فہیم نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا اسلام امن کا مذہب ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو طاقت کے ذریعے اپنا عقیدہ نافذ کرنے کے بجائے اسرائیل سمیت پوری دنیا میں امن اور رواداری کی تبلیغ کرنی چاہیئے۔ مولانا محمد احمد کا کہنا تھا کہ وہ لوگ نادان ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ طاقت کے زور پر شریعت نافذ کی جا سکتی ہے۔

(روزنامہ آواز لاہور☆☆☆☆☆29 اپریل 2009ء)

☆ہمارا تبصرہ:

ہر دیندار حلقہ جس نے قرآن وسنت پڑھا ہوا ہے یا تھوڑا بہت بھی تاریخ کا علم رکھتا ہے انہیں معلوم ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ طاقت کا استعمال فرمایا اور جو فتوحات آپ نے کیں جہاں پر آپ نے شریعت نافذ کی وہاں باقاعدہ اپنے کمانڈر یا خود تشریف لے گئے یا خطوط بھیجے اور انکو فرمایا کہ اسلام قبول کر لو، ورنہ جزیہ کے لئے تیار ہو جاؤ، اپنے دین پر رہو، جزیہ دو، مغلوب ہو کر رہو۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو پھر تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ ایسے کیا ہے آپ ﷺ نے اور آپ کے بعد اس وقت سے لیکر اب تک یہی نظریہ رہا ہے۔ اصل

شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اسلحے کے زور پر شریعت نافذ کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ شریعت نافذ ہو تو امیر شرعی کہلائے گا یا نہیں؟، تو فقہ کے اندر جب ہم فقہ کی کتب پر نظر رکھتے ہیں تو فقہ حنفی میں ہے یہ کہ اگر کسی نے طاقت کے زور پر شریعت نافذ کی اور احکام شرعی نافذ کئے تو وہ شرعی احکامات اور امیر شرعی کہلائے گا اور یہی شرعی نقطہ ء نظر ہے۔ جہاں تک ان کی یہ بات ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالی انبیاء کرامؑ کے تحفظ اور ان کے مذہب کو نافذ کرنے کے لئے فرشتے بھیجتا، اور یہ کہ حضور ﷺ نے کبھی طاقت استعمال نہیں کی، تو یہ بدیہی البطلان باتیں ہیں اللہ نے اپنے انبیاء کے تحفظ اور اسلام کو نافذ کرنے کیلئے فرشتے بھیجے، جیسا کہ اللہ تعالی نے ۳ ہزار فرشتے بھیجے بدر کے اندر اور احد میں اور بھی بہت سی جگہوں میں، اور پھر نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں باقاعدہ حدود اور تعزیرات قائم کی ہیں، تو ان کے اندر تو طاقت ہی استعمال کی جاتی ہے، تب ہی حد نافذ ہوتی ہے ویسے تو نہیں ہو جاتی اور یہ کہنا کہ مسلمانوں کو طاقت کے ذریعے اپنا عقیدہ نافذ کرنے کے بجائے اسرائیل سمیت پوری دنیا میں امن، بھائی چارے کی تبلیغ کرنی چاہیئے۔ یہ بھی بدیہی البطلان اور بالکل ظاہراً، صریح اً نصِ قرآن کے خلاف ہے اللہ تعالی خود قرآن میں فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! یہود و نصاری کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، منافق ایک دوسرے کے دوست ہیں اور مومن آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

تو اسلام کا ایک مزاج ہے کہ وہ امن اور بھائی چارہ تو چاہتا ہے لیکن ایسا امن اور بھائی چارہ جس کے اندر اپنے عقائد غالب ہوں اور کفار کے عقائد مغلوب ہوں۔ اور ان کی شریعت اور ان کا مذہب مغلوب ہو اور اسلام کا مذہب غالب ہو، نیز جب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمادیا کہ **اخرجوا الیھود والنصاری من جزیرۃ العرب** زمین حجاز کے اندر یہ لوگ نہ اکٹھے ہوں، دو ۲ دین اکٹھے نہیں ہو سکتے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کافر اور مسلمانوں کی آپس میں اکٹھی آگ جلتے ہوئے نہ دیکھوں، کہ یہ آپس میں اکٹھے ہوں، تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو فرشتوں کے نصرت کے بھی منکر ہیں آپ ﷺ کی طاقت کے استعمال کے بھی منکر ہیں اور یہ کہ مسلمانوں کو طاقت کے ذریعہ اپنا عقیدہ ظاہر کرنے کے بجائے اسرائیل سمیت پوری دنیا میں

امن، بھائی چارے کی تبلیغ کرنی چاہیے، اس دفعہ ۲۰۱۱ء کے بیان میں بھی بہاول پوری صاحب کے حسب سابق بیانات۔۔۔تو اسلام کی تبلیغ تو ہم کر سکتے ہیں اپنے دین کو غالب کرنے کی اور وہ صرف تلوار کے ذریعے ممکن ہے طاقت کے ذریعے ہی ممکن ہے اور یہی مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی نے اپنے ترمذی کے سبق میں فرمایا۔ اب اس قسم کے عقائد رکھنے والوں کے بارے میں اور مجاہدین کو دہشت گرد کہنا اور اسلام کے نام پر دہشت گردی تو یہ تو وہ الفاظ ہیں جو آج کل کا مغربی میڈیا، اور غیر مسلم اسکالر اسلام اور مجاہدین کو بدنام کرنے کیلئے استعمال کر رہے ہیں تو ان کا ہمنوا بن جانا، شیعوں کا ہمنوا بن جانا، بدعتی اور باطل فرقوں کا ہمنوا بن جانا جنہوں نے شرعی نظام کے خلاف جلوس نکالے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی یہ مذکورہ نظریات والے حضرات اپنی ان باتوں سے کیا نظریہ دینا چاہتے ہیں اور ان باتوں کے پیچھے کیا حقائق ونظریات مضمر ہیں؟ جیسا کہ پہلے بھی ہم اپنی اس تحریر میں بیان کر چکے ہیں۔ یہ تو کچھ ایسی خفیہ حرکتیں ہیں جن سے بہت سارے شکوک وشبہات ابھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کے شیرازے کو نہ بکھیرے، جہاں تک ان لوگوں کے ایمان کا جو فتوے کے اندر پوچھا گیا ہے یا جو افتاء کے اندر مرتب کیا گیا ہے اس پر ہم یہی تبصرہ کر سکتے ہیں کہ ایک ادنی سی عقل رکھنے والا شخص بھی اور شریعت سے تعلق رکھنے والا مسلمان یہ بات نہیں کہہ سکتا اور اسے اپنے ایمان کی فکر منانی چاہیئے، بلکہ اگر اصول فقہ اور فقہ اور شریعت مطہرہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو ایسے لوگ اپنے مسلمان ہونے کے دعوے کو کیسے صحیح ثابت کر سکتے ہیں............؟

جہاں تک یہ بات کہی گئی ہے کہ یہ لوگ طاقت کے ذریعے شریعت کو نافذ کر رہے ہیں اور یہ ٹھیک نہیں ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ لوگ نادان ہیں جو سمجھتے ہیں کہ طاقت کے ذریعے شریعت نافذ کی جا سکتی ہے، ان عقائد والوں نے نہ صرف یہ کہ آج کل کے مسلمانوں کی بلکہ انہوں نے، (اگر اس بات کی گہرائی میں جایا جائے تو) رسالت مآب ﷺ کو بھی (نعوذ باللہ) نادان بتلایا ہے، اور یہ گستاخی رسول ﷺ کے زمرہ میں چلا جاتا ہے، کیونکہ طاقت تو آپ ﷺ نے بھی استعمال فرمائی، ایسے لوگوں نے شیخین رضی اللہ عنہما بلکہ تمام صحابہ کرام، اور تمام ملت اسلامیہ

کو نادان بتلایا، تو ایسے لوگوں کے بارے علمائے کرام یہی فرمائیں گے کہ یہ لوگ خود نادان ہیں، اسلام سے دور ہیں، اور باطل نظریات والے ہیں۔ **من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ الی آخر الحدیث** ترجمہ تم میں جو برائی ہوتے دیکھے وہ اپنے ہاتھ سے اس کو روک دے الی آخر الحدیث

(آخر میں ہم مولانا مفتی سلیمان منصور پوری مدظلہ العالی کی تحریر پر اپنی بات کو ختم کرتے ہیں، اور اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی تعصب سے بالاتر ہو کر حقائق کو سامنے رکھ کر حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے، سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین یارب العالمین)

☆ حضرت مولانا مفتی سلیمان منصور پوری (انڈیا) دیوبند کے جید علماء میں سے ہیں، انہوں نے دین کے مختلف شعبوں کے سلسلے میں ایک مضمون لکھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دین میں سب سے پہلے شعبہ علماء کا ہے، دوسرا شعبہ جہاد کا ہے، تیسرا شعبہ باطل عقائد و نظریات کی تردید کا ہے، اور ایک شعبہ دعوت الی الخیر بھی ہے۔ اور ان تمام شعبوں کا مرکز نبی ﷺ کے دَور میں آپ ﷺ کی مسجد مبارک تھی، وہیں تعلیم کے حلقے لگتے تھے، وہیں تربیت اور تزکیہ کا کام ہوتا تھا، وہیں سے مجاہدین کے لشکر منظم کر کے بھیجے جاتے تھے، وہیں سے تبلیغی وفود روانہ ہوتے تھے، پھر کام کرنے والے بھی ایسے تھے جو بیک وقت معلم بھی تھے مجاہد بھی تھے اور مبلغ بھی تھے ---- الغرض ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق دین کی ہر خدمت انجام دینے کو تیار رہتا تھا، دور صحابہ کرام [و تابعینؒ میں بھی یہی منظر دیکھنے کو ملتا رہا، بڑے بڑے اکابر محدثین اور علماء حصول ثواب کے لئے مسندِ درس کو چھوڑ کر تلوار اُٹھاتے تھے، اور دشمنان اسلام کے مقابلے میں اپنی دلیری اور بہادری کے جوہر دکھاتے تھے، اس وقت چونکہ خلوص عام تھا، اس لئے یہ بات نہ تھی کہ یہ کام ہمارا ہے اور وہ کام اُن کا ہے۔..................

آگے چل کر فرماتے ہیں:

☆ موجودہ دور کا المیہ:

مگر آج نفسانیت اور جہالت نے یہ دن دکھائے ہیں کہ دین کے شعبے الگ الگ

طبقات میں بٹ کر رہ گئے ہیں، ہر شعبہ سے وابستہ شخص نہ صرف یہ کہ دوسرے سے وابستہ نہیں ہونا چاہتا، بلکہ اپنے شعبہ سے تعلق کے زعم میں دوسرے شعبوں کی تحقیر اور اس پر لعن طعن پر آمادہ ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دین تو بس وہی ہے جس کو اس نے دین سمجھ رکھا ہے اور بقیہ ساری محنتیں جو دین کے نام پر کی جارہی ہیں وہ سب فضول ہیں۔ ایک طرف بعض اہل مدارس دعوت کی محنت کو خاطر میں نہیں لاتے، یارِدِ فرق باطلہ میں اپنی ذمہ داری نہیں نبھاتے، اور ان کے اِرد گرد مسلم آبادیوں میں بدعقیدگی اور بدعملی کا طوفان رواں دواں رہتا ہے، اور انہیں کچھ بھی احساس نہیں، دوسری طرف دعوت کے کام میں لگے ہوئے بہت سے پر جوش لوگ اتنا حد سے تجاوز کرتے ہیں کہ اپنی خصوصی اور عمومی مجلسوں میں اہل مدارس اور علماء ربانیین کے خلاف بدکلامی اور بدزبانی پر اُتر آتے ہیں، اور غیبت و بہتان جیسے بدترین گناہوں میں مبتلا ہو کر اپنے لئے خطرناک قسم کی محرومی مَول لیتے ہیں، کسی کو تو العیاذ باللہ اتنا جوش آتا ہے کہ چند چلے لگا کر یہ سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑا دنیا میں کوئی دیندار ہی نہیں ہے۔ اور اس عجب وتکبر کے نتیجہ میں بڑے بڑے علماء کو خاطر میں نہیں لاتا، اور دین کے تحفظ کیلئے یا قادیانیت وغیرہ فرق باطلہ کی تردید کے لئے اگر کوئی تحریک چلتی ہے تو اس کا ساتھ دینے میں اس طرح اعراض کیا جاتا ہے گویا وہ دین کا کام ہی نہ ہو۔

ہمیں معلوم ہے یہ ''حرکتیں'' جماعت تبلیغ کے لازمی اصولوں کے خلاف ہیں، اس جماعت کے بنیادی چھ ۶ نمبروں میں ''اکرام مسلم'' ایک اہم نمبر ہے، جس کا سب سے اوّلین تقاضا عالم دین کا احترام ہے، ان ناواقف پُرجوش لوگوں کی وجہ سے جماعت بدنام ہو رہی ہے، اور اس کی آفاقیت میں کمی آنے اور رفتہ رفتہ اس کے سمٹ جانے کا خطرہ پیدا ہونے لگا ہے، ہماری یہ مخلصانہ دعا اور دلی خواہش ہے کہ دعوت وتبلیغ کی یہ مبارک جماعت اپنے بانی مبانی کے اصولوں پر قائم رہ کر پورے عالم میں پھلے اور پھولے، اور اس کے ذریعہ دنیا کے چپہ چپہ میں ہدایت کے برگ وبار آئیں، اور روحانیت اور وحدانیت کے نور سے پوری دنیا منور ہو جائے، مگر ہمیں اس کا بھی احساس ہے کہ کچھ خود غرض مفاد پرست لوگ اس جماعت میں دَرآئے ہیں، جو اپنے

انفرادی عمل سے جماعت کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں، اور بہت سی جگہ اس نے بڑے فتنے کا رُوپ اپنا لیا ہے۔ قبل اس کے کہ بات اور آگے بڑھے ایسے بدزبانوں اور ناعاقبت اندیشوں کو لگام دینے کی ضرورت ہے۔ جماعت کے ہر فرد کو دین کے دوسرے خدامِ دین کا بھی اُتنا ہی احترام کرنا چاہیے جتنا اپنی جماعت میں لگے ہوئے فرد کا کیا جاتا ہے، اور محض اس وجہ سے ان (علماء و دینداروں) سے ناگواری نہ ہونی چاہیئے کہ وہ ہمارے مقررہ اصول کے مطابق کام نہیں کر رہے ہیں، دین کی خدمت کا میدان بہت وسیع ہے، دوسرے پر تبرّا بازی کے بغیر بھی دین کی خدمت ہو سکتی ہے، پھر اس ''نیکی برباد گناہ لازم'' میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر کسی کو اپنے شعبہ کے علاوہ کسی دوسرے دینی شعبہ میں کام کرنے کا موقع نہیں ہے تو کم از کم اس کی بیخ کنی اور مخالفت تو نہ کرے، یہ بھی ایک طرح کا تعاون کہلائے گا۔ اللہ تعالی ہم میں سے ہر فرد کو اپنا محاسبہ کرنے اور ہر معاملے میں راہِ اعتدال پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے، اور ہم سے دین کے جس شعبہ کی خدمت میں جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں، انہیں معاف فرمائے اور ان سے پوری طرح محفوظ رہنے کی سعادت سے نوازے۔ آمین۔۔۔۔۔۔۔

(بشکریہ انوار مدینہ ماہ اپریل ۲۰۰۹ء)

وَصَلَّى اللّٰهُ تعالی علی خیر خلقه سیدنا محمد المجاهد المقاتل وعلی آله الطیبین واصحابه المجاهدین الغز المیامین

برحمتک یا ارحم الراحمین۔

☆ نعم من علیه لعنة اللّٰه و الملائکة و الناس اجمعین۔

حدثنا محمد بن محمد قال حدثنا ابی قال حدثنا سعید قال حدثنا یوسف بن یحی قال حدثنا عبد الملک قال حدثنا الطلحی عن عبد الرحمن ابن زین ابن اسلم عن ابیه ان رسول اللّٰه ﷺ قال: لایزال الجهاد حلوا اخضر ماقطر المطر من السماء۔ وسیاتی علی الناس زمان یقول فیهم ''قرآء'' منهم لیس هذا زمان جهاد قالوا: یارسول اللّٰه! واحد یقل

ذالک؟ فقال نعم من عليه نعم من عليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين۔

(السنن الواردہ فی الفتن ج ۳،ص ۷۵۱) (مکتبہ شاملہ ۱، ۴۳۳/۲) (الحدیث)

حضرت عبدالرحمن بن زید بن اسلم ؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک آسمان سے بارش برستی رہے گی اس وقت تک جہاد ہوتا رہے گا اور تر و تازہ رہے گا (یعنی قیامت تک) اور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ جب ان میں ''پڑھے لکھے لوگ'' بھی یہ کہیں گے کہ ''یہ جہاد کا دور نہیں ہے'' ایسا دور جس کو ملے تو وہ جہاد کا بہترین زمانہ ہوگا صحابہ ؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ ---! کیا کوئی (مسلمان) ایسا کہہ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (ایسا ''پڑھے لکھے لوگ'' کہیں گے) جن پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی۔ (بحوالہ: السنن الواردہ فی الفتن ج ۳،ص ۷۵۱)

اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم

کتاب الجہاد مشکوۃ شریف جلد ثانی حضرت فضالۃ بن عبید حضرت عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہداء چار قسم پر ہیں ایسا مومن جو کامل العقیدہ اور راسخ الایمان و عقائد ہو دشمن سے جا ٹکرایا اس نے اپنا وعدہ اللہ تعالی سے سچ کر دکھایا یہ تو فضیلت میں ایسا ہوا قیامت کے دن اسکی طرف یوں -----گردنیں بلند کر کے اسکو دیکھیں گے آپ ﷺ یا حضرت عمر راوی حدیث کی یہ کرتے ہوئے ٹوپی مبارک گر گئی، (۲) وہ بہترین عقائد والا مومن جو دشمن کے مقابلہ پر گیا لیکن بزدلی فطرۃ تھی اور ایسی بزدلی تھی کہ گویا شاخ کی طرح کانپ رہا تھا۔ کہ اچانک اس پر انجانا وار آیا وہ اللہ تعالی سے جا ملا۔ یہ دوسرے درجہ میں ہے (۳) وہ مومن جس نے اچھے اور برے اعمال کو خلط کر دیا یعنی اچھائیاں بھی کرتا تھا اور برائیاں بھی یہ بھی اللہ تعالی کی راہ میں نکلا اور وعدہ پورا کر دکھایا یہ تیسرے درجہ کا شہید ہے۔ اور ایک ایسا شخص بھی چوتھے

درجہ میں شہید ہے جس نے بنیادی صحیح عقائد کے علاوہ کوئی گناہ نہیں چھوڑا۔ **اسرف علی نفسہ** اپنے نفس پر گناہوں کا بوجھ لادے میدان قتال میں نکل کھڑا ہوا۔ وہ بھی شہید ہے۔ امام ترمذی نے اسکو حدیث حسن صحیح غریب فرمایا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ تلوار مقناطیسی عمل رکھتی ہے تمام گناہوں کو جذب کر لیتی ہے سوائے منافقت کے (دارمی) اور مشکوۃ میں ہی ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے یہ روایت جہاد نہ کرنے والوں کو تنبیہ ہے کہ وہ شخص جس پر قتال وجہاد کا کوئی اثر نہ ہوا وہ اگر چہ جنت میں تو باقی اعمال کی وجہ سے داخل ہو جائیگا (اگر عقیدہ جہاد کا رکھتا تھا) مگر اس پر ایک داغ ''ثلمة'' یعنی اثر ہوگا جس سے یہ پہچان ہوگی کہ اس نے قتال نہیں کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ایک حدیث کو روایت کیا کہ آپ ﷺ ایک جنازہ پڑھنے تشریف فرما ہوئے حضرت عمر ؓ آ کھڑے ہوئے اور فرمایا یارسول اللہ! اس کا جنازہ مت پڑھئے یہ رجل فاجر بہت ہی گنہگار تھا آپ ﷺ نے وہاں صفوں کی طرف التفات فرمایا اور حاضرین سے پوچھا کہ تم نے اس کا کوئی اچھا عمل دیکھا تھا؟ ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے ایک رات دیکھا یہ ''پہرہ'' دے رہا تھا آپ ﷺ نے یہ سنکر اس کا جنازہ پڑھایا اور خود اپنے دست مبارک سے مٹی ڈالی اور فرمار ہے تھے تیرے ساتھی یہ سمجھتے تھے کہ تو بڑا گنہگار اور جہنمی ہے۔ اور میں (محمد ﷺ) گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے (پہرہ جہاد ومجاہد) کی وجہ سے پھر آپ نے حضرت عمر ؓ کو فرمایا یا عمر انک لا تسأل عن اعمال الناس ولکن تسأل عن الفطرة۔ اے عمر تجھے لوگوں کے اعمال سے نہ پوچھ ہوگی یعنی لوگوں کے اعمال کو زیادہ نہ دیکھا کر واصل مسئلہ تو دین اسلام میں داخل ہونا ہے۔

یہاں تبلیغی احباب سے گذارش ہے ہم اعمال صالحہ کی فضیلت کی نفی نہیں کر رہے مگر خوارج کی

طرح اعمال، اعمال اعمال میں جڑ جاؤ کی رٹ لگانا اچھا نہیں۔ خوارج بھی اعمال قابل رشک کرتے تھے مگر عقیدہ بنیادی صحیح نہ تھا عقیدہ جہاد بنیادی عقیدہ اسلام ہے۔

{الآن الآن جاء القتال}

عن سلمة بن نفيل الكندى قال كنت جالسا عند رسول ﷺ، فقال رجل يارسول الله ﷺ! اذال الناس خيل، ووضعوا السلاح وقالوا الاجهاد قد وضعت الحرب اوزارها فاقبل رسول الله ﷺ بوجهه وقال كذب الآن الآن جاء القتال ولايزال من امتى امة يقاتلون على الحق ويضيغو الله لهم قلوب اقوام ويرزقهم منهم حتى تقوم الساعة وحتى يأتى وعد الله والخيل معقود فى نواصيها الخير الى يوم القيامة۔ (سنن النسائى كتاب الخيل السبق والرمى)

سلمۃ بن نفیل الکندی ؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ ! (بعض) لوگوں نے گھوڑوں کو معمولی چیز سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہے، اسلحہ رکھ دیا ہے، اور کہتے ہیں کہ اب جہاد نہیں رہا، جنگ ختم ہو چکی۔ رسول اقدس ﷺ اپنے چہرۂ انور کے ساتھ متوجہ ہوئے اور فرمایا ”غلط کہتے ہیں وہ لوگ...... اب ہی تو قتال کا وقت آیا ہے اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ ہی حق پر قائم اللہ کے راستے میں قتال کرتا رہے گا اللہ تعالی کچھ لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ڈالے گا۔ (تاکہ وہ ان سے لڑیں) اور اللہ ان (دشمنوں) سے ان کو رزق (غنیمت) فراہم کرتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے، اور یہاں تک کہ اللہ تعالی کا وعدہ پورا ہو جائے، اور گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک بھلائی رکھ دی گئی ہے“ (سنن النسائی کتاب الخیل السبق والرمی)

نوشتۂ دیوار

کتاب احقاق الحق کے بارے میں جو جید علماء کرام کی مختلف آراء اور دُکھ بھری داستانیں موصول ہوئیں ان سب کا اس کتاب میں شائع کرنا اس وقت کتاب کو بہت زیادہ طول دینا ہے وہ کسی اور وقت کیلئے اٹھا رکھتے ہیں نیز ان میں بعض تقاریظ کے الفاظ بہت سخت تھے ان کو بھی فی الحال نظر انداز کر دیا گیا۔ البتہ کتاب کے آخر میں کچھ ایسی تقاریظ لگا دی گئیں ہیں جن کے الفاظ اگر چہ قدرے سخت ہیں لیکن ان کے شائع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ارباب تبلیغ کو اس بات کا اندازہ ہو جائے کہ علماء حق ان کے بارے میں کیا نظریات وافکار رکھتے ہیں؟

تو شاھین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين الصطفى خصوصاً على خير خلقه محمد المجتبى وعلى اله وصحبه الذين هم نجوم الهدى وبعد۔

استاذ محترم۔۔ حضرت مولانا محمد امان اللہ صاحب دامت برکاتہم کسی تعارف کے محتاج نہیں اللہ تعالی حضرت کے علم وعمل اور حوصلہ میں مزید ترقی عطاء فرمائے اور ان کے فیوض علمیہ ہم طلبا سے جاری وساری فرمائے آمین۔۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے علماء حق کو ہر دور میں باقی رکھنا ہوتا ہے اگر چہ وہ تعداد میں کم ہوتے ہیں لیکن قرآن وسنت کے مقابلہ میں کسی کی کوئی رعائیت نہیں کرتے

اور ہر ایک مسئلہ کو قرآن وسنت خیر القرون اور سلف صالحین کے ترازو میں تولتے ہیں اور اسی چیز کی اُن سے پوچھ ہوگی بس عالم دین ومفتی ایسا ہونا بھی ایسا ہی چاہیے کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت وغزوات کے ذریعے اور امارت اسلامیہ مدینیہ میں دیگر تمام قضایا میں اسی اصول کو جوڑ وتوڑ کی اصل قرار دیا۔ اے کاش! علماء اہلسنت وجمہور اُمت مرحومہ اس نقطے کو سمجھ لے تو اپنے گھر سے لیکر بڑے گھر (امارت اسلامیہ وخلافت) تک اسی نقطے پر کاربند ہوں تو پھر کوئی اُصولی اختلاف ہی نہ رہے لیکن آج بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اہل حق سے نسبت رکھنے والے اور دعویدار جمہوری علماء اور دیگر مذہبی تنظیمیں اس اصل سے روگردانی کرتی نظر آرہی ہیں۔ اہلسنت والجماعت علماء دیوبند حق وصداقت کی ترجمان جماعت کا نام ہے۔ لیکن آج کے دور دیکھنے میں آرہا ہے کہ وہ استقامت نہیں رہی، وہ اُصول نہ رہے دیوبندیت میں بھی شخصیت پرستی اور بدعات، رواج پارہی ہے اگر علماء نے اس کا نوٹس نہ لیا تو عنقریب ہم میں اور اہل بدعت میں کوئی واضح فرق نہیں رہیگا،

استاذ محترم مولانا محمد امان اللہ صاحب مدظلہ نے تبلیغی گروہ پر تحقیق کی اور چند حقائق سے پردہ اُٹھایا ہے جہاں تبلیغی جماعت نے تقریر وتحریر کے ذریعہ بے شمار دینی چسپاں کرتے ہیں۔ عقائد کا مذاق بنا رکھا ہے۔ وہاں ایک بنیادی عقیدہ جہاد کو بھی کھلونا بنایا ہوا ہے۔ اور جب چاہتے ہیں اپنی جماعت کے جس شخص پر چاہتے ہیں۔ اس کو جہاد اکبر؛ کا نام دیکر دین کا مذاق اُڑاتے ہیں (**العیاذ باللہ**)، ذرا غور تو کریں! مشاھدہ وتجربہ نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ اکابر وبزرگان تبلیغی جماعت کا نہ روسی دور کے جہاد میں ایمان بنا ہوا تھا۔ اور نہ ہی امریکی حملے کے بعد، اور ان کے بیانات سے پتا چلتا ہے کہ نہ آئندہ کوئی اُمید وکرن! ایمان نہیں بنا تو پھر ایمان کے مقابلے کیا بنا؟

ہمارے سامنے قرآن وسنت موجود ہے اور ان میں ہر طبقہ خواہ وہ علماء ہوں صلحاء ہوں طلباء ہوں یا مجاہدین فی سبیل اللہ تمام کے تمام فضائل اپنی جگہ موجود ہیں، لیکن تبلیغی جماعت کا موجودہ کام وہ واحد کام ہے جس کا احادیث مبارکہ میں اور خیر القرون کوئی تذکرہ نہیں؛ اس لئے یہ جماعت تقیہ سے کام لیتے ہوئے مجاہدین کے فضائل کو بدل بدل کر اپنے اوپر لگا کر صحیح مصداق

بننے کی کوشش میں صبح وشام مصروف ہے۔ جب تک اللہ کے نیک بندے علماءِ حق موجود ہیں یہ کوشش کامیاب نہیں ہونے دینگے۔ انشاء اللہ۔

اس جماعت ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو جہاد فی سبیل اللہ کی غلط تشریحات کر کے لوگوں کے عقائد برباد کرنے میں شب وروز مصروف ہیں اور نئے دین کو متعارف کرانے میں سرگرم عمل ہیں، تبلیغی جماعت کے مشن میں داخل جس چیز کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے کا عہد کیا گیا ہے۔ وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ جہاد اللہ کا محبوب ترین راستہ ہے جس کے لئے خود آقائے دوجہان کبھی بدر میں، کبھی احد میں، کبھی تبوک میں، کبھی خیبر میں، اور دیگر غزوات میں نکلے۔ جہادی آیات اور احادیث کو تبلیغی جماعت پر لاگو کرنا حضور ﷺ کی محکم زندگی کا کھلم کھلا انکار ہے۔ جس سے مسلمان کا ایمان خطرے سے خالی نہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔

اسلام میں مجاہد وہ ہے جو اپنی جان کا نذرانہ اللہ کے ہاں پیش کردے۔ مجاہد وہ ہے جس کا مال ودولت، جان واولاد سب قربانی کے لئے تیار ہو اور وہ عزم مصمم رکھے۔ جہاد، ومجاہد وہ نہیں جس میں بازاروں میں گھوم پھر کر بدنظری کی جائے، من پسند کھانے کھائے جائیں، من پسند نمازیں پڑھی جائیں (یادرہے قرآن کریم میں بھی ہے اور اب تک عملاً مجاہدین نماز خوف پڑھتے ہیں اور خطرات میں چل رہے ہوتے ہیں) اور آرام وسکون کی نیند پوری کرنے کے بعد،، اکرام کے نام پر مرغن کھانوں پر ڈکار مارے جائے اور اس کے بعد خراٹوں کے وقفوں کے درمیان بیانات کئے اور سنے جائیں۔ نہ کوئی محنت، نہ کوئی خوف، نہ کوئی مشقت، اور دعوی کیا جائے جی ہم جہاد کر رہے ہیں۔ اور صرف اس پر بس نہیں بلکہ موضوع روایات کا سہارہ لیکر انچاس کروڑ کا ثواب بھی ایک نیکی میں حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ دین کا مذاق نہیں تو دین کس جانور کا نام ہے؟؟

مجاہدین اللہ کے مقبول ومحبوب ترین بندے ہیں۔ اگر اللہ کے محبوب بندوں سے دشمنی کی جائے تو اللہ کا اُصول ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے خاص اوصاف کو اُن کے دشمنوں سے محروم کردیتا ہے۔ مجاہدین کا ایک خاص وصف ہے دلیری، بہادری، جانی ومالی قربانی تبلیغی

جماعت نے مجاہدین سے عداوت کی تو اللہ تعالی نے ان کو دلیری، بہادری، جانی و مالی قربانی کے خاص وصف سے محروم کر دیا۔ اب جب دلیری نہ رہی تو جو چاہے پکڑ کر اپنا غصہ نکال لے کبھی اہل بدعت کے ہاتھوں مار کھاتے واپسی کی راہ لیتے ہیں اور کہتے ہیں طائف کی سنت زندہ ہوگئی۔ کہیں تھوڑا سا رااسلیپنگ بیگ یا بسترہ بھاری ہوا تو احد و حنین کے غزوات کو یاد کر کے کہا صحابہ کرام پر بھی ہمارے جیسے تکالیف سے گذرنا پڑا توبہ۔۔۔۔توبہ۔۔۔۔۔۔توبہ بھلا صحابہ کرام اور ایسی بزدلی کی نسبت؟ یہ سب مجاہدین کی دشمنی و عداوت کی پھٹکار ہے۔ افسوس ہے ایسی عقلوں پر جو یہ گھٹیا سوچیں رکھتے ہیں۔ وہن یعنی بزدلی اسی چیز کا نام ہے اور ایسے لوگ قیامت کی صبح تک اپنے مذموم عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکتے، (ان شاء اللہ) میں اپنی آخری معروضات اس مبارک حدیث پاک کے ساتھ سمیٹتا ہوں جس کو امام ترمذی ؒ نے ابواب الجہاد میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل جہاد کے برابر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس عمل کی استطاعت نہیں رکھتے، دو تین مرتبہ لوگوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ تم لوگ اس کی استطاعت نہیں رکھتے، تیسری مرتبہ کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستہ میں مجاہد کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی نمازی، روزہ دار جو نماز روزے میں کوئی فتور نہیں آنے دیتا یہاں تک کہ وہ مجاہد جہاد سے واپس آجائے (اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا **لا اجد** جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں) اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا **الجهاد مختصر طريق الجنة** جنت کا مختصر ترین راستہ جہاد و قتال ہے۔ طلبہ ساتھیوں کو چاہیے کہ ان احادیث مبارکہ کو سامنے رکھتے ہوئے نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام ؓ کے راستے کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں اور ان کے سہ روزوں، چلوں، شب جمعات، گشتوں سے ہوشیار رہیں کہ یہ۔۔۔۔۔۔ راہ حق سے ہٹانے کے ہیں بہانے۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔۔۔

تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر
نہیں تیرا نشیمن قصرِ سُلطانی کے گنبد پر

فقط والسلام

خیر اندیش: خاک پائے اسلاف ظفر رشید کشمیری

موجودہ تبلیغی جماعت والوں کے کچھ کارنامے

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

تبلیغ دین ایک مقدس فریضہ ہے۔ مولانا الیاسؒ کے زمانے سے پہلے اس طرز پر تبلیغ کا کام نہیں ہو رہا تھا۔ علمائے حق اپنے اپنے طور پر اس فریضہ کی ادائیگی کرتے تھے۔ مولانا الیاسؒ نے اس کام کو منظم کیا، **فجزاہ اللہ خیر الجزاء**۔ ان کے بعد اس مقدس کام میں کچھ جاہل لوگ شامل ہو گئے اور اصل کام کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا، لگتا ہے ان کی شوریٰ غیر شرعی فیصلے کرتی ہے، پھر رونا روتے ہیں کہ یہ غلطی اجتماعی نہیں انفرادی ہے۔ جماعت کی مرکزی شوریٰ رائیونڈ کی اجتماعی غلطی وہ غیر شرعی اجتماعی فیصلہ ہے جس کے ذریعے مولانا ضیاء الحق صاحب جیسے ولی کامل کو دھکے دیکر ان کی اپنی مسجد سے بے دخل کیا جاتا ہے۔ پاکپتن کے مجاوروں کی طرح رائیونڈ کے مجاور بھی اپنی عقل سے بہشتی دروازے اور راستے بنا رہے ہیں۔

یہ غیر شرعی فیصلہ ان کے گلے کا کانٹا ثابت ہوگا، ان کو چاہیے کہ مرکز مانسہرہ خالی کر کے مولانا کے حوالے کریں، رجسٹری بھی مولانا کے نام ہے۔ مولانا طاہر الہاشمی صاحب نے اپنی تحریر میں لکھا ہے کہ جماعت میں کچھ لوگ اچھے بھی ہوتے ہیں۔ مجھے ان سے اتفاق نہیں، اگر ایک بھی اچھا آدمی جماعت میں موجود ہے تو مولانا پر ڈھائے ہوئے ظلم کا تدارک کرے۔

مولانا امان اللہ صاحب نے کتاب لکھ کر امت پر احسان فرمایا ہے۔ جو لوگ جماعت میں لگ گئے انہیں یہ سمجھایا جاتا ہے کہ ''سنو سب کی کرو اپنی'' ان کی اصلاح ناممکن نظر آتی ہے کیونکہ ان کے دل مسخ ہو جاتے ہیں۔ ہاں یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ نئے لوگ ان سے دور رہیں گے۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔

بندہ محمد صدیق عفی عنہ رشیدیؔ

مہتمم جامعہ رشیدیہ راولپنڈی ۲/۱۱/۲۰۰۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

حضرت مولانا امان اللہ صاحب مدظلہ کی تصنیف ''تبلیغی جماعت کی خرافات'' پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کے علم، ایمان، عمل میں برکت نصیب فرمائے۔ آمین۔

انفرادی غلطیوں سے کوئی جماعت یا فرد خالی نہیں، تبلیغی جماعت سے یہ امیدیں وابستہ کی جارہی تھیں کہ یہ امت کے اجتماعی بگاڑ کی اصلاح کرے گی، لیکن افسوس صد افسوس کہ اس جماعت کا نہ کوئی اصول باقی رہا نہ ضابطہ، والی اللہ المشتکی۔

شتر بے مہار اور بے لگام گھوڑے کی طرح بیس بیس لاکھ کے مجمعے میں سادہ لوح عوام کو آب زم زم کے نام پر شراب پلائی جارہی ہے کفریہ نظریات کو اسلام کے کیپسول میں بند کر کے غیر محسوس طریقے سے کھلایا جارہا ہے۔

ایک طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھونکنے والے کتے، اس جماعت میں نظر آتے ہیں تو دوسری طرف اللہ کے ولی خادم قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی شان میں گستاخیاں کرنے والے بھی اب اس جماعت میں پیدا ہوگئے ہیں۔

ایک طرف مولوی عبدالرحمن اور مولوی خلیل جیسے درباری مولوی یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم شریعت کی بات مان لیں تو مرکز خالی ہوجائے گا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہم ان کو کیا سمجھتے رہے اور یہ نکلے کیا؟

تبلیغی جماعت میں جو مخلوق علماء کے نام سے پہچانی جاتی ہ یہ علماء نہیں گونگے شیطان ہیں، علمائے یہود کی طرح صرف اکرام کے مرغن کھانے اور مختلف ناموں سے رقم بٹورنے کا دھندہ اپنایا ہوا ہے۔ ان میں غیرت ایمانی کا ذرہ بھی نہیں۔ اگر ان میں غیرت ایمانی ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف بکواس کرنے والوں کا گریبان پکڑتے۔ ان کے انجام بد کی تفصیل تفسیر عثمانی

۱۵۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ہم اتمام حجت کیلئے مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ لکھتے ہیں اگر چہ ان کی اب یہ حالت ہو چکی ہے کہ اگر مولانا الیاس بھی دوبارہ زندہ ہو کر آئیں اور ان کو سمجھائیں تو بھی یہ نہیں سمجھتے۔ علماء کی تذلیل وتضحیک انہوں نے اپنا شیوہ بنایا ہوا ہے۔ ان کے ہاں قابل احترام ہستیاں صرف اور صرف سرمایہ دار ہیں۔ اگر کوئی عالم یا علماء ان کو سمجھانے رائیونڈ جائیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فضول وقت نہیں بعد میں علماء کا جتھہ کہہ کر مذاق اڑایا جاتا ہے۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

ملفوظ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ

”آپ لوگوں کی یہ چلت بصیرت اور ساری جدوجہد بیکار ہو گی اگر اس کے ساتھ علم دین اور ذکر اللہ کا اہتمام آپ نے نہیں کیا گویا یہ علم ذکر اس کام کے دو بازو ہیں۔ جن کے بغیر اس فضا میں پرواز نہیں کی جا سکتی بلکہ سخت خطرہ ہے اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا۔ تو یہ جدوجہد مبادا فتنہ وضلالت کا نیا دروازہ نہ بن جائے۔ علم وذکر کی اہمیت کو اس سلسلے میں کبھی فراموش نہ کیا جائے اور اس کا ہمیشہ خاص اہتمام رکھا جائے۔ ورنہ آپ کی یہ تبلیغی تحریک بھی ایک آوارہ گردی ہو کر رہ جائے گی اور خدانہ کردہ آپ لوگ سخت خسارہ میں رہیں گے۔“

اس وقت یہ لوگ ”میدان تیہ“ میں تبلیغ کو گھسیٹ رہے ہیں۔ سخت خسارہ کا مطلب جہنم ہے۔ لوگ گھروں س تبلیغ میں اس لے جاتے ہیں کہ جہنم سے بچ کر جنت میں پہنچ جائیں۔ ہو یہ رہا ہے کہ تبلیغیوں کو جس کام س روکا وہی کر رہے ہیں۔ اس وقت تبلیغی جماعت کے دونوں پر علم وذکر کاٹ دیئے گئے ہیں اور پوری جماعت جنت کا ارادہ لے کر دوزخ کی طرف رواں دواں ہے۔ جس نے دوزخ میں جانا ہے ان کے ساتھ چلا جائے۔

ترسم کہ کعبہ نرسی اے اعرابی
کہیں راہ تو میروی بترکستان است

جس نے دوزخ سے بچنا ہے اسے چاہیے کہ انہیں جوتے مارے پھر یہ سمجھیں گے ورنہ

اصلی جنت کی بات انہیں قیامت تک سمجھ نہیں آئے گی۔ دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے اور کر رہے ہیں۔

مولانا ضیاء الحق صاحب بانی مدنی مسجد مرکز مانسہرہ پر انہوں نے جو مشورے سے ظلم کیا ہے اس کی داستان چھپ کر مارکیٹ میں آ گئی ہے۔ ہزار سال بعد بھی کوئی مسلمان اس داستان غم کو پڑھے گا تو مولوی خلیل راولپنڈی، ڈاکٹر نواز راولپنڈی اور رائیونڈ کی شوریٰ پر لعنت بھیجے گا۔ مولانا ان ظالموں کی وجہ سے دل کے مریض بن کر صاحب فراش ہیں اور صبح شام ان جعلی بزرگوں اور ایمان کے ڈاکوؤں کیلئے بد دعائیں کر رہے۔ ان شاء اللہ جلد قبول ہوں گی۔

(مولانا) محمد سلیمان
ڈھوک بشیر اڈیالہ روڈ راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولانا امان اللہ صاحب کی محنت اور خلوص کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ حیرت کی بات ہے کہ اتنی کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن تبلیغی مسخرے ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ یہ لفظ مسخرہ ان کیلئے آج سے چالیس سال قبل مولانا عبدالسلام صاحبؒ نے استعمال فرمایا تھا لیکن کسی نے اس طرف توجہ نہ دی۔ جس کی سزا علمائے دیوبند کو یہ مل رہی ہے۔ کہ ان کو منبر و محراب سے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو ہدف تنقید بنایا جا رہا ہے۔ **یالیتنی مت قبل ھذا۔**

مولانا پالنپوری، مولانا سعید خان، مولوی طارق جمیل، مولانا جمشید، مولانا احسان، حاجی عبدالوھاب اور مسٹر بہاولپوری کی خرافات ریکارڈ پر آ چکی ہیں۔

ہم ان جعلی بزرگوں سے گزارش کرتے ہیں کہ امت کو اس قابل تو رہنے دیں کہ بروز حشر مسلمانوں کی صف میں کھڑے کر دیئے جائیں۔ کیوں آپ لوگ سادہ لوح عوام کو غیر اعلانیہ قادیانی بنا کر قیامت کے روز اس ملعون مرزای کی صف میں مسلمانوں کو کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ خدارا، اپنے اوپر بھی اور سادہ لوح عوام پر بھی رحم کھائیے۔ یہ علمائے حق پاگل نہیں ہوئے ہیں کہ تمہاری مخالفت مول کر جان ہتھیلی پر رکھ کر تمہارے کرتوت طشت از بام کر رہے ہیں۔

(مولانا) عبدالحفیظ
سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

بندہ نے ابو اسید محمد امان اللہ عمرزئی کاملپوری صاحب مدظلہ العالی کی تصنیف احقاق الحق البلیغ فی ابطال ما اُحدثتہ جماعت التبلیغ بعض مقامات سے دیکھنے کا موقع ملا۔ الحمدللہ فاضل جلیل نے بڑی محنت کیساتھ مولانا طارق جمیل صاحب اور دیگر حضرات کے بعض ایسے بیانات جو کہ اکابرین علماء اور سلف صالحین کے عقائد و نظریات کے خلاف ہیں کا علمی مواخذہ کیا ہے۔

جو کہ ہر قسم کے تعصب اور تنگ نظری سے بالا طاق ہو کر محض عوام الناس کی اصلاح اور رہنمائی کیلئے یہ قدم اٹھایا۔ دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبول

فرما کر ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم

بندہ نجم الدین ثاقب
امام وخطیب مرکزی جامع مسجد بلال ؓ ضلع بٹگرام
20 اکتوبر 2009ء بروز منگل

تائیدات

(۱) میں مولانا نجم الدین ثاقب صاحب کی تقریظ کے بعد کچھ نہیں لکھ سکتا۔ بس ان کی تقریظ کی تائید کرتا ہوں والسلام

دستخط: محمد شریف ہزاروی مسجد فاروق اعظم ؓ

(۲) میں حضرت مولانا نجم الدین صاحب کی تقریظ کی تائید کرتا ہوں

دستخط: مولوی نیاز محمد ہزاروی
خطیب وامام جامع مسجد عمار بن یاسر ؓ بشام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا امان اللہ صاحب کی کتاب کو پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت نے انتہائی محنت سے ایک عظیم قرض کو اتارا ہے۔ جو امت مسلمہ کے علماء کے کندھوں پر تھا۔ تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ جہاں مخلص لوگوں نے اپنے خون پسینے سے محنت ومشقت سے کسی بھی اچھے کام کی بنیاد رکھی وہاں بعض بدطینت منافق علم وعمل سے بے بہرہ لوگوں نے شیطانی ذہنیت رکھنے والوں نے اس عظیم کام کو پٹڑی سے اتار کر اپنی خواہشات کے تابع کرنے کی کوششیں کیں۔ اور علمائے امت نے بروقت ان کی گرفت کی۔ بدقسمتی سے تبلیغی جماعت کو بھی بعض قصہ گو واعظین پروفیسروں اور علم سے ناواقف لوگوں نے تختہ مشق بنایا ہے۔ آئے روز نئے

عقائد ونظریات متعارف کراتے جارہے ہیں۔ خاص کر علمائے امت سے بے رغبتی اور اپنے آپ کو ان سے کاٹ رکھا ہے حالانکہ آج سے کم وبیش چودہ صدیوں قبل جب آفتاب رسالت افق عالم پر ضوء فشاں اور وحی الٰہی کی نور کی خیرات مدینے کی گلیوں میں بانٹی جارہی تھی صفہ کی درسگاہ میں سعید روحوں کا ایک مقدس گروہ صرف اس لئے ڈیرے ڈالے ہوئے تھا کہ علوم نبوی کے حصول ووصول میں مصروف اور منہمک رہیں۔

خود اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا: **یرفع الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات۔** ترجمہ: اللہ تم میں ایمان والوں اور ان لوگوں کو جن کو علم عطا ہوا ہے۔ ان کے درجات بلند کرے گا۔ (سورۂ مجادلہ پارہ28ع2)

انمایخشی اللہ من عبادہ العلماء○

خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں، (سورۂ فاطر)

خود آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابن عباس ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد۔ (مشکوٰۃ باب العلم) من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ طریقا من طرک الجنة وان الملئکة لتضع اجنتها لطالب العلم وان العالم لیستغرله من فی السموات والارض والحیتان فی الماء وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب وان العلماء وان الانبیاء لم یورثوا درهما ولا دنانیرا وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافز (ابو داؤد کتاب العلم513)

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تین شخص ایسے ہیں جن کو منافق کے سوا کوئی شخص حقیر نہیں سمجھ سکتا، ایک وہ شخص جو اسلام کی حالت میں بوڑھا ہو گیا ہو، دوسرا عالم، تیسرا عادل بادشاہ۔ (بحوالہ الترغیب۔)

تو علماء کرام کے ساتھ بغض رکھنے والا علماء کو حقیر سمجھنے والا (علم اور وراثت انبیاء کی وجہ

سے) منافق ہی ہوسکتا ہے، مسلمان نہیں ہوسکتا۔

آپ ﷺ نے خود صفہ مدرسہ بنایا، اس کے بعد صحابہ کرام ؓ جہاں بھی گئے انہوں نے وہاں مدارس بنائے۔ جنانچہ دمشق میں حضرت ابو درداء ؓ کا مدرسہ تھا، کوفہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ کا تھا۔ مصر میں حضرت عمرو ابن العاص ؓ نے مدارس قائم کئے۔ اور برصغیر میں محمود غزنوی ؒ نے سب سے پہلا مدرسہ غزنی میں قائم کیا۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ علم علماء، مدارس یہ اسلام کا پائیدار کام کرتے ہیں۔ علماء اور مدارس سے بے رغبتی یہ قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ یہود و نصاریٰ کا ایجنڈا ہے کہ علماء مدارس اور قرآن و سنت سے لوگوں کو دور کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

کبڑا نہیں ہوں میں بڑھاپے کے بوجھ سے
میں ڈھونڈتا ہوں کہ دیوبندی کدھر گئے
(مولانا) عبدالحنان منڈا گچھا ہزارہ

استدراکات

ا۔ اللہ کی پناہ حضرت نے ۳۹ سال قبل یہ تحریر لکھی تھی اس وقت مستورات کی تبلیغی جماعت کا فتنہ نہ تھا مگر اب وہ فتنہ بھی ظاہر ہو گیا اب مستورات بھی ''مجاہدات'' ہیں۔

۲۔ مولانا طارق جمیل صاحب کے مبسوط بیان کی CD اور جملہ مندرجات مع تبصرہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب گورمانی مدظلہ کی تحریر کلمۃ الہادی صاحب کی کتاب میں مکمل مل سکتی ہے۔

۳۔ تبلیغی جماعت کے بزرگوں میں یہ مداہنت عام دیکھی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کی غلطیوں کا دفاع کرتے ہیں اور پردہ ڈالتے ہیں اسی بات کو مفتی عبدالواحد مدظلہ نے ان الفاظ میں فرمایا کہ ''تبلیغی مرکز کے علماء سب مداھن ہیں۔'' (ماہنامہ حق چار یار)

۴۔ اسی طرح ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب نے حضرت مولانا محمد الیاس کے بارے میں حق چار یار میں

لکھا کہ حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ محفوظ یا معصوم نہ تھے ان سے بھی اجتہادی خطا ممکن تھی۔

۵۔ ختم نبوت کے بارے میں کام کرنا اور رد کرنا تبلیغی جماعت کے ہاں ''توڑ'' سمجھا جاتا ہے چنانچہ ان کا یہ نظریہ ہے کہ مرزائیوں کو کافر قرار نہیں دینا چاہیئے تھا بلکہ تبلیغ سے وہ مسلمان ہو جاتے ان سے جوڑ رکھتے اور ایسے ہی بابا حنیف سرگودھوی تبلیغی جو کہ دراصل قادیانی تھا اور علماء کرام کی محنت سے اس کی حقیقت طشت از بام ہوئی اس کا بھی یہ نظریہ ہے وہ بھی جماعت کا قدیم کارکن تھا۔

۶۔ بعض تبلیغی یہ کہتے ہوئے بھی سنے گئے کہ ختم نبوت کے صدقے تبلیغ کا کام ملا یہ نظریہ بھی انتہائی غلط اور تشویشناک ہے ان کا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ پہلی امتوں کے انبیاء کے نائبین پر تبلیغ فرض نہ تھی اور اس امت کے نائبین پر تبلیغ ہے حالانکہ یہ نصوص قرآن وسنت کے خلاف نظریہ ہے ان پر بھی تبلیغ دین تھی البتہ اس ختم نبوت کے صدقے والے نظریے کو مرزا قادیانی نے جگہ جگہ ذکر کیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ مجھے نبوت جو ملی ہے وہ نبی علیہ السلام کے صدقے ملی۔ غور کا مقام ہے؟

ایک خط

جناب مولانا محمد امان اللہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک MBBS ڈاکٹر ہوں اور نوشہرہ میں کلینک کرتا ہوں میں نے آپ کی کتاب پڑھی اور ارد گرد جو دیکھا اور تبلیغ والوں کے ساتھ لگنے کے بعد سمجھ آیا وہ یہ کہ یہ حضرات درسِ قرآن بند کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرے والد صاحب قاضی عبد السلام نوشہروی کے ہم مجلس تھے۔ میں جید علماء کرام کی صحبت میں بیٹھتا ہوں۔

میں نے جو وہاں سے سیکھا بحمد اللہ بہت کچھ سیکھا۔

۱۔ دین کا مفہوم اور دین کے احکام تدریجی طور پر آنحضرت ﷺ پر وحی کے ذریعے تکمیل ہوئی مجھے وہاں سے یہ سب ملا کہ دین تو نبی علیہ السلام پر تدریجی طور پر آیا مگر دین کے قبول کرنے میں تدریج نہیں کہ کوئی کہے پہلے ایمان اور کلمہ کچھ عرصہ تک رہیگا اور پھر کسی وقت نماز اور پھر فلاں فلاں حکم وغیرہ۔ اس سے تبلیغی جماعت کا ایمان بنانا اور بناتے ہی رہنا اور مکی مدنی زندگی کا مغالطہ آسانی سے سمجھ آ گیا اور یہ پتہ چلا کہ اصل دین وہی ہے جو آخری اور تکمیلی درجہ کے ساتھ ہے اور وہی قابل قبول اور عمل میں آئے گا۔

۲۔ مغرب اور کفریہ طاقتیں اسلام کا میدان میں کھلے عام مقابلہ نہیں کر سکیں تو مختلف قسم کے اسلام متعارف کرائے جسمیں سوفٹ (SOFT) اسلام پر بہت محنت کی گئی۔ یہ سوفٹ اسلام بریلویت، شیعیت، مرزائیت، سیکولر اسلام یا صلح کلیے مسلمین میں پایا جاتا ہے۔ تبلیغی جماعت بھی وہی اسلام پیش کر رہی ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ **اشداء علی الکفار رحماء بینهم** کہ کافروں پر سخت ہوا جائے غلظت ہو اور نفرت ہو اور مسلمانوں کی باہمی محبت ہو اسکے برعکس جماعت والوں کے دلوں میں کافروں کی محبت اور ترس آ گیا اور مسلمانوں کے مذہبی پیشواؤں اور رہنماؤں علماء کرام اور طلباء کرام پر غلظت اور نفرت آ گئی درسِ قرآن سے بعد آ گیا۔ قرآن میں جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔ اور ان دونوں چیزوں سے تبلیغی جماعت کوسوں دور ہے۔ مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ نے ''بندگی کی صراط مستقیم'' میں جو یہ لکھا کہ ''تمام مصائب اور شدائد کا سبب موجودہ تبلیغی جماعت ہے'' اب سمجھ آ رہا ہے تبلیغی جماعت والے اگر مخلص ہوتے تو خلافت اسلامیہ کے سقوط من جانب انگریز کے بعد اپنی اس جماعت میں ایک جملہ بڑھا دیتے کہ ''اصل کام تو خلافت اسلامیہ کا احیاء ہے مگر ہم اسکے لیے کوشش کر رہے ہیں'' تو دیگر ضابطوں کی طرح یہ جملہ بھی اب تک ان کے زبانوں پر ہوتا اور تکراؤ نہ آتا مگر نظریہ آیا اور نتائج سے ہی پتا چل گیا کہ دو نمبر اسلام متعارف کرانا تھا۔ جسمیں ہر چیز کا نام تو رہے مگر حقائق اور طریقے بدل دیئے جائیں یہ مروجہ تبلیغ بس علماء دیوبند کیلئے ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ اور ایک بہت بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ علماء دیوبند میں سے معدودے چند

حضرات جو منصب افتار پر پہنچ گئے انہوں نے فتاوی محمودیہ ہیں باب التبلیغ میں تحریف کی۔ اور اس کام کو جہاد قرار دیا اور اور اب بھی کچھ علماء کرام فرمار ہے کہ ''یہ اپنے ہی لوگ ہیں''۔ حالانکہ ختم نبوت والے سٹیج پر تمام اہلسنت کو بلاتے ہیں سٹیج دیتے ہیں ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم والے بھی اسطرح کرتے ہیں۔ مدارس والے بھی اسطرح مگر ان تبلیغیوں کے ہاں (oneway) یک طرفہ ٹریفک ہے یہ ہر سٹیج پر بول جاتے ہیں مگر کسی دوسرے ''اپنے کو بھی'' اپنے سٹیج پر نہیں چھوڑتے یہ کیسی اپنائیت ہے؟ اللہ تعالیٰ حق کو حق اور باطل کو باطل فرمائیں۔ آپ حضرات کوشش کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دے گا۔

Dr.A-Rahman Nowshera

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

حضرت مولانا امان اللہ صاحب کی کتاب پڑھی، مولانا صاحب نے بڑی عرق ریزی اور جرأت سے کام لیتے ہوئے علمائے حق کے ذمے قرضہ چکایا ہے۔ میں اپنے مخلص تبلیغی احباب سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کریں اور اپنی اصلاح فرمائیں۔ مولانا امان اللہ صاحب نے آپ پر احسان فرمایا ہے کہ آپ کی غیر شرعی حرکات سے آپ کو آگاہ فرمایا۔ یہ ان کی شرعی ذمہ داری تھی۔ ف جزاہ اللہ خیرا۔

بندہ کو مولانا کی کتاب ''خرافات تبلیغ'' پر تقریظ لکھنے کا حکم ملا۔ تعمیل ارشاد میں چند سطور پیش خدمت ہیں۔ ؎ شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

بندہ نے ۳سال قبل کتاب ''کیا تبلیغی جماعت نہج نبوت پر کام کر رہی ہے؟'' لکھی تو یار لوگوں نے مجھ پر فتویٰ لگایا کہ قاری فتح محمد گمراہ ہوگیا ہے۔ ان کی ہر مجلس میری غیبت پر ہوتی۔ میں ان تمام احباب کو شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی نیکیاں میرے اکاؤنٹ میں جمع کرائیں۔ لیکن ایک نصیحت بھی کرتا ہوں کہ کچھ طارق جمیل کو بھی کہو ناں...... گمراہی کا فتویٰ تم لوگوں نے مجھ پر لگایا۔ معافیاں طارق جمیل مانگ رہا ہے۔ اس کے علاوہ یار لوگوں نے ایک

اشتہار چھپوایا کہ قاری فتح محمد نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا وہاں مولانا اعظم طارق صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے قاری صاحب کو ڈانٹا کہ تم میرے کام میں رکاوٹ کیوں ڈال رہے ہو؟ اس کے بعد قاری فتح نے کتاب سے رجوع کر لیا۔ جس خواب کا انھوں نے پروپیگنڈے کر کے رجوع کا شور مچایا وہ خواب میں نے دیکھا ہی نہیں۔ خود سوچئے ایسا جھوٹ کوئی مسلمان بول سکتا ہے؟

یہ لوگ اپنے کسی مقرر پر گمراہی کا فتویٰ نہیں لگاتے۔ چاہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہرزہ سرائی کرے، چاہے قرآن وسنت کے خلاف بولے، ناس ہو اندھی عقیدت کا۔ **واشربوا فی قلوبھم العجل** کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ **ویحسبون انھم یحسنون صنعا** کا پردہ ان کی عقلوں پر پڑا ہوا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے۔

من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی (القرآن)

بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ اب ہم اصلاح کیلئے کہاں جائیں؟

ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ دوازدہ تسبیحات کی پابندی کریں جو ہمارے اکابرین کا معمول رہا ہے۔ کسی ایسے عالم دین سے جو علمائے حق میں سے ہو۔ قرآن مجید سبقاً سبقاً پڑھیں معنی اور مفہوم سمجھیں۔ اللہ کریم ترس کھائیں گے۔ اہل اللہ کی صحبت تلاش کریں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ہدایت تبلیغ سے ملی ان کو جواب سن کر غور کرنا چاہیے۔ آپ نے آپ کے والدین نے جس کنویں سے پانی پی کر زندگی گزاری، اگر اس میں کتا گر جائے تو آپ پھر بھی پانی پئیں گے؟ ہرگز نہیں، یہاں بھی یہی حال ہے اس لئے محتاط رہیں۔ جو لوگ علماء کے سامنے یوں کہتے ہیں کہ آپ ہمارے سر کے تاج ہیں آپ انجن ہیں آپ کے بننے میں زیادہ وقت لگتا ہے۔ آپ کیلئے بزرگوں نے سال رکھا ہے اور جاہلوں کیلئے چار ماہ، وہاں سے نکلنے کے بعد پھر آپس میں پھس پھس کرتے ہیں کہ مولویوں میں تکبر ہوتا ہے اس لئے ان کیلئے بزرگوں نے زیادہ وقت رکھا ہے۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون**

ان لوگوں پر قرآن وحدیث اثر نہیں کرتا جہاں درس قرآن ہوگا وہاں سے ایسے

بھاگیں گے جس طرح اذان سن کر شیطان بھاگتا ہے یہ لوگ صرف مروجہ تبلیغ کو ہی سارا دین سمجھتے ہیں۔ خانقاہوں مدارس اور دروس قرآن کو فضول بتاتے ہیں۔ یہ لوگ بدعتیوں ، غیر مقلدوں ، روافض کے سامنے کہتے ہیں ہم سیکھنے والے ہیں لیکن علمائے دیوبند کے سامنے ان کی چار چار گز زبانوں کا نکلنا ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ یہ منافقت ان کو کون سکھاتا ہے۔؟ ان کی شوریٰ میں مجموعہ جاہل بیٹھے ہوئے ہیں۔ فیصلے شریعت کے خلاف کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو خارجیوں کی طرح حق پر سمجھتے ہیں۔

بندہ نے اپنی کتاب ’’علمائے دیوبند اور تبلیغی جماعت‘‘ میں یہ بات واضح کردی ہے کہ تبلیغی اپنی روش بدلیں ورنہ علمائے دیوبند کی مساجد کے دروازے تمہارے اوپر بند ہوں گے کیونکہ دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کو کوئی بھی دیوبندی اپنی مسجد میں برداشت نہیں کرسکتا۔

وہ دہقان بے وقوف ہے جو زرخیز زمین میں کھاد پانی اور محنت کرتا ہے تاکہ گندم حاصل ہو لیکن بیج نہیں ڈالتا، بیج ڈالے بغیر شب و روز کی محنت کے بعد جو کچھ اگے گا اس کو ہرگز گندم نہیں کیا جاسکتا بلکہ وہ گھاس پھوس ہوگی۔ اسی طرح حمقاء بھی، بغیر عقائد کے اعمال پر محنت کرتے ہیں اس محنت کے نتیجے میں جو کچھ نظر آتا ہے یہ اسلام نہیں بلکہ اسلام کے نام پر گھاس پھوس ہے لیکن یہ بات ان کو کون سمجھائے۔

سورۃ بقرہ کی ابتداء میں ایمان والوں کی صفات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کفار کی حالت بتائی۔ اس کے بعد منافقین کی علامات و انجام بتایا گیا۔ منافقین کی پہلی علامت **انما نحن مصلحون** دوسری علامت **انومن کما امن السفہاء** تیسری علامت **اذا لقوا الذین امنو قالوا امنا۔ و اذا خلوا الی شیاطینھم۔** الخ یہ تینوں صفات تبلیغیوں میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں (۱) ہم امت کو سنوارنے والے ہیں۔ مصلح ہیں۔ (۲) اب صحابہ کی زندگی میں ہمیں کامیابی نہیں ملے گی۔ صحابہ ڈر گئے تھے، صحابہ دنیا دار تھے۔ (خطبات بہاولپوری) (۳) جہاں جاتے ہیں ویسے ہی بول بولنے لگتے ہیں۔ بدعتیوں کے ہاں بدعتی، غیر مقلدین کے ہاں غیر مقلد اور رافضیوں کے ہاں رافضی بن جانا ان کا شعار ہے۔ علمائے امت قرآن پڑھیں آگے فرمایا۔

صم بکم عمی فھم لایرجعون لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات س مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مردوں میں بھی زندگی ڈالنے پر قادر ہیں۔ اصل خرابی اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ ان کے ہاں ہر کس و ناکس کو ہر قسم کے مطلب و یابس بیان کرنے کی اجازت ہے۔ امت کے علماء کا فریضہ ہے کہ وہ ان کو بتائیں کہ شریعت مطہرہ میں واعظ/مقرر کیلئے کس کس چیز کی پابندی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ماجاء بہ النبی کی پابندی کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ علمائے امت ان کے غلط نظریات کے رد میں کتابیں لکھیں تاکہ یہ باطنی مذہب اپنی موت آپ مر جائے۔ فقط والسلام:

بندہ فتح محمد عفی عنہ خطیب جامع مسجد چک نمبر ۵۱ جنوبی پٹھان کوٹ سرگودھا

گوجرانوالہ میں علماء دیوبند کا
تبلیغی جماعت کے بارے کنونشن

حضرت مفتی محمد عیسیٰ صاحب گورمانی مدظلہ العالی کے زیر نگرانی جامعہ فتاح العلوم نوشہرہ سانسی گوجرانوالہ میں ایک نمائندہ کنونشن ہوا جسمیں بڑی تعداد میں علماء دیوبند و مفتیان کرام نے شرکت کی کراچی سے ایک وفد مولانا فضل محمد صاحب بنوری ٹاؤن والوں کی طرف سے بھیجے ہوا مولانا سرور صاحب کی قیادت میں آیا اسکے علاوہ گوجرانوالہ اور گجرات کے مفتیانِ کرام مفتی منصور صاحب اور شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کے صاحبزادہ صاحب نے شرکت فرمائی۔ لاہور سے مولانا محب النبی صاحب اور مولانا خالد محمود صاحب مدظلہم العالی و اساتذہ

الحدیث نے شرکت فرمائی راولپنڈی سے مولانا محمد صدیق رشیدی اور کراچی سے ابوالفضل مولانا عبدالرحمن صاحب بھی تشریف لائے اس کنونشن میں تبلیغی جماعت کے بارے اور ان کی بے اعتدالیوں اور تحریفات کے بارے ہر مقرر نے شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا کنونشن کے آخر میں دس سوالات پر مشتمل ایجنڈہ تیار کر کے تبلیغی جماعت اور تمام جامعاتِ اسلامیہ اور دینی اداروں کو روانہ کیا گیا اور دارلعلوم دیوبند کو بھی بھیجا گیا تا کہ وہ اپنی آراء سے مطلع کریں اس نمائندہ سربراہ کی جملہ رپورٹس وجواب آراء حضرت مولانا محمد نواز بلوچ مدرسہ ریحان المدارس گوجرانوالہ کے ہاں جمع ہونے قرار پائیں۔ اس بارے مختلف جامعات سے اور دارلفتاویٰ سے رپورٹیں آرہی ہیں جو طبع کی جائیں گی۔

فقط: شرکاءِ کانفرنس ومولانا محمد نواز بلوچ
مدرسہ ریحان المدارس گوجرانوالہ

☆تبلیغ جماعت کی غلطیاں انفرادی یا بزرگوں کے دیے ہوئے ضابطوں کے نتایج ؟

ہمارے بہت سارے احباب علماء وعوام دیوبند اس بات پر شدید اصرار کرتے نظر آتے ہیں کہ ”ہمیں یہ تسلیم ہے کہ اس طرح کی غلطیاں ہیں مگر ”بزرگ“ ”اس بات سے منع کرتے ہیں یہ تبلیغی احباب کی اپنی ہی انفرادی غلطیاں ہیں۔“......

ہم یہ کہتے ہیں یہ بات غلط ہے۔ بزرگوں کے تبلیغی ضابطوں اور خود ان بزرگوں کے بیانات پڑھ لیں آپ کو اندازہ ہو جائیگا کہ ایک ہی طرح کی غلطیاں سب لوگوں سب جگہوں میں بطور طبیعت وعادت ہر جگہ پائی جارہی ہیں اور سب جگہوں سے جو اعتراض علی التبلیغ آرہے ہیں وہ ایک جیسے

ہی ہیں۔

مثلاً جہاد کی مخالفت، ایمان کا کچا پکا ہونا، مکی مدنی زندگی کا غلط نظریہ، درس قرآن سے بھاگنا، فضائل اعمال کو قرآن اور تفسیر قرآن سے افضل جاننا، تبلیغ کو تمام شعبوں پر فوقیت دینا بلکہ دین کے دوسرے شعبوں کو فضول اور لایعنی سمجھنا۔ ہر جگہ کا امام وخطیب کا ان سے تنگ ہونا، اپنوں سے توڑ دوسروں سے جوڑ......اس کام میں وقت لگانے پر کام کی اہمیت کھلتی ہے۔ ''سب مسائل کا حل بستر ہ لے اور رائیونڈ چل'' وغیرہ کا ہلی ستی۔ ''اعمال اعمال کی رٹ لگانا۔ ایک فرقہ کے طور پر صرف ''تبلیغی کا اکرام'' نہ کہ ''اکرام مسلم'' وغیرہ وغیرہ۔

احمد بہاول پوری، حاجی عبدالوہاب، طارق جمیل جیسے اکابر سے لے کر ایک چلا لگانے والے کا ایک ہی نظریہ ہے اور یہ نظریہ صرف پاکستانی جماعت کا ہی نہیں برطانیہ، برما، بنگلہ دیش، انڈیا وغیرہ ہر جگہ سے ایک ہی نظریہ پنپ چکا ہے۔

جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ ''بزرگوں'' نے ان کو یہ ''مذموم نظریات'' ان کے بیانات عمومی وخصوصی میں دیئے۔

☆ان سب غلطیوں کے باوجود جماعت پر خیر غالب ہے۔

یہ وہ غلط حسن ظن یا اغماض یا کہیں وقت گزارنے کے لیے کہہ دیا جاتا ہے حالانکہ ہم نے اس ''خیر'' کا مظاہرہ کہیں نہیں دیکھا۔ صرف داڑھی رکھ لینا اور مسواک کر کے نماز پڑھ لینا وغیرہ ہی دین ''میں'' خیر ہوتا ہے۔ تو یہ بات تو تھی مگر معاملہ ایسا نہیں دین کے تمام شعبوں اور سیرت کے طالب علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ دین کا اور فتوی کا تعلق صرف ظاہری اور تصنع ودکھلاوے سے نہیں بلکہ دل کا کھل جانا اور پورے کے پورے دین میں داخلے کا نام ''خیر'' ہے ومن یوتی الحکمة، فقد اوتی خیراً کثیراً۔ لیکن یہ خیر موجودہ تبلیغی جماعت میں مفقود ہے۔ بقول مولانا ابوالحسن علی ندوی تبلیغی جماعت کا موجودہ نظام اور اجتماعات اور لکھنو کے شعبہ رسومات

واجتماعات میں اب زیادہ فرق نہیں رہا۔ (رسالہ الفرقان لکھنو)

البتہ اب یہاں تو ''خیر'' کا غلبہ جو بسنظر آرہا ہے وہ صرف ''جہاد مخالفت''، ''راسخ علم'' کی مخالفت، ''طلبہ کرام دینی کا استخفاف'' اور عقائد کے دیگر شعبوں کا تحفظ کرنے والے جماعتوں وتنظیموں کی مخالفت کا جذبہ ہی غالب ہے۔ اگر ''خیر'' اسی کا نام ہے تو واقعی یہ جماعت میں غالب ہے۔ اس کیلئے ملاحظہ ہو مولانا محمد امان اللہ خان عمرزئی کی کتاب احقاق الحق البلیغ میں مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ کا جزیرہ فجی آئرلینڈ میں خطاب (بحوالہ ماہنامہ الوفاق) جس میں مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ نے ان کے تمام عیوب ونقائص پر ان کو متنبہ فرمایا اور جس کے الفاظ یہ ہیں ''کہ اب تو ارباب تبلیغ کے اخلاق تباہ...... الخ

☆ جہاد کیلئے موجودہ تبلیغی جماعت ''کیموفلاج'' ہے۔ اور یہی لوگ لشکر مہدی کے سپاہی بنیں گے۔!!

سبحان اللہ! امریکہ وبرطانیہ بہادر سے ''چوری چوری''، ''کیموفلاجیاں'' کیا بات ہے تبلیغی ٹیکنوکریٹوں کی! وہ امریکہ اور برطانیہ جو دنیا کی ہر چیز پر جو ان کے نظام طاغوتی کی مخالف ہے۔ اس سے چوری چوری اتنا بڑا دھوکہ! سی آئی اے۔ اور دیگر اداروں کی رپوٹیں آچکی ہیں کہ تبلیغی جماعت والے ہمارے لیے نقصان دہ نہیں بلکہ مفید ہیں اور اسی وجہ سے ان پر سب ائرپورٹس کھلے ہیں۔ یہ معیت الٰہیہ اور استدراج میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے ان جماعت تبلیگ والوں کو سمجھ نہیں آرہا۔ ورنہ نیٹو فوجیں کبھی بھی 2013 میں جلال آباد و قندھار میں تبلیغی جماعت کی سیکورٹی کرتی نظر نہ آتی۔ اور آرٹیکل آئے کہ The good islam فوجیوں نے خود کہا () کہ تبلیغی جماعت کا اسلام بہت ہی اچھا اسلام ہے۔ اس سے بڑی اور گواہی خیر کے غلبہ کی کیا ہوسکتی ہے؟ رہ گئے لشکر مہدی کے سپاہی تو جو روس کے جہاد سے لیکر امریکن ونیٹو جہاد تک ایک خیر کا کلمہ تک نہ کہہ سکے جہاد کے حق میں وہ بھلا کیا لشکر مہدی بنینگے۔ البتہ خوف ہے کہ

العیاذ باللہ دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے اسکے ساتھ نہ بن جائیں۔ ذرا غور فرمالیں۔

من مات ولم یغزو ولم یحدث نفسه بالجهاد مات علیٰ شعبة من النفاق۔

ان کا تو یہ کہنا ہے کہ اگر ہم نے جہاد کا نام لیا تو امریکہ و برطانیہ میں دین کا کام بند ہو جائے گا۔ حالانکہ جہاد تو راستے کھولتا ہے۔ سرحدیں ختم کرتا ہے۔ البتہ دین کے کام سے مراد اگر لنگڑا لولا بُچہ کان کٹا شیر مراد ہے۔ تو ایسا شیر اور ایسا نامکمل دین تو بیوقوفوں والی باتیں ہیں۔ مواعظ میں حضرت تھانوی نے کیا ہی خوب مثال دی ادھورے دین کی۔ اندھے، لنگڑے لولے بُچے کان کٹے شیر سے۔ اور یہی دین تبلیغی جماعت والے متعارف کروا رہے ہیں۔

☆ کیا تبلیغی جماعت مدارس دینیہ کو طلبہ فراہم کر رہی ہے؟

کیا تبلیغی جماعت وفاق المدارس سے منسلک مدارس کو طلبہ دینی فراہم کر رہی ہے؟ اور ان کو عالم یا طالب علم سمجھا جاتا ہے؟ یہ سوال اگر ایک عام کارکن تبلیغی جماعت سے لیکر ان کے بڑے “بزرگ” تک سے کیا جائے تو ان کا جواب وہی ہے جو رائے ونڈ سے آئی ہوئی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے جس میں مندرجات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے ہاں انکی شاخوں والے طلبہ بہت بڑی قربانی دے رہے ہیں اور وہی طلبہ دین ہیں باقی مدارس کے طلبہ تو دنیاداری اور سندیں حاصل کر کے نوکریاں کرنے کیلئے پڑھ رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو (تحریرات رائے ونڈ) آپ حضرات نے کبھی غور نہیں فرمایا کہ دیوبندی مدارس کا سب سے بڑا setup ادارہ وفاق المدارس العربیہ ہے سوال یہ ہے کہ یہ ان کے ساتھ کیوں نہیں ملے؟ الگ شاخیں الگ مدارس اور انہی کو صدقات وزکوۃ وغیرہ دینے کا کیا راز ہے؟ یہ سب اس ذہن کی عکاسی ہے کہ تبلیغی جماعت والوں کے

مدارس، علماء، طلباء الگ ہیں اور دیوبندیوں کے مدارس اور علماء وطلبہ الگ۔ البتہ ان کے مدارس کے علاوہ طلبہ کو پاک کرنے کیلئے الگ واش wash کیا جاتا ہے جسے "وقت لگانا" کہا جاتا ہے۔ اس لئے ان کے ہاں کہا جاتا ہے "تبلیغی مزاج" کا مولانا، مفتی وطالب علم ہے یا کوئی اور؟ کیا یہ مدارس کو طلبہ فراہم رہے ہیں؟ یا ان کی تحقیر واستخفاف؟ علماء دیوبند کم از کم اس طرح کی باتیں نہ کریں تو بہتر ہے۔ ایک نظریہ بھی ھے کہ

☆ زیادہ سے زیادہ علماء کرام لگیں تا کہ برائیاں وخرابیاں دور کر لی جائیں

ایں خیال است ومحال است وجنوں "بزرگوں کی ترتیب" میں کسے ہوئے چل کر تبلیغی ذہن کو بدلنا" کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا کرنے" کے مترادف ہے۔ ایک ایسا "سیٹ اپ" جس کے اندر مختلف الخیال لوگ بس رہے ہوں اور پنپ رہے ہوں اور اپنے اپنے "کام" نباہ رہے ہوں یہ کام بہت مشکل ہے، صرف سوچ اچھی ہے عملاً ناممکن۔

☆ کیا اتنا بڑا مجمع باطل پر جمع ہو سکتا ھے؟

جی ہاں۔ لوگ تو طاہر القادری جیسے کذابوں کے ساتھ اور دیگر قادریوں اور نورانیوں کے ساتھ بھی اس سے زیادہ نظر آ جائیں گے۔ کسی بھی کام کو قرن اول اور خیر القرون وسلف الصالحین سے منقول ہونا ضروری ہیورنہ بدعت شمار ہوگا۔ دیکھئے (شاہراہ تبلیغ)

☆ کیا اکابر علماء دیوبند نے تبلیغی جماعت کی حمایت کی تھی یا مشورہ دیا تھا؟ اور آج وقت کے علماء دیوبند کیا فتوی دیتے ہے؟

اس بارے میں پہلی بات یہ ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ کسی بھی عمل کی حمایت یا مخالفت کے لیے دلیل شرعی کی ضرورت ہوتی ہے اور شرع میں دلائل "کتاب اللہ"، "سنت رسول اللہ ﷺ" اجماع امت یا صحابہ کرام اور وہ قیاس جو ان مذکورہ تینوں دلائل کی روشنی میں ہو وہ دلیل

کہلاتا ہے۔ اب اگر فرض کرلیا جائے کہ علماء دیوبند نے حسن ظن کی بنیاد پر اس وقت تائید کی تو تب بھی اب ان کو دلائل مذکورہ کی روشنی میں دیکھا جائے گا مفتی تقی عثمانی اور کراچی کے علماء کرام نے تبلیغی جماعت پر جو ایک فقہی رائے دی ہے اس میں اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فرمایا کے حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ سے پہلے پورے چودہ سو سال میں تبلیغ کا کام مورجہ طریقہ سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ ظاہر ہے کہ اس وقت کے علماء کرام نے بقول حضرت مولانا احتشام الحسن کاندھلوی رحمہ اللہ جو جماعت کے رکن رکین تھے اس کو بدعت (مستحسنہ) کہا اور پھر جب اس سے برات کا اظہار کیا تو ’’رسالہ بندگی کی صراط مستقیم‘‘ میں یہی بات لکھی جو کام حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کے زمانے میں انتہائی قیود و پابندیوں کے ساتھ بدعت حسنہ تھا وہ کیسے اب ضروری واجب وغیرہ ہوا سب سے پہلے اس کی شرعی حیثیت کا تعین کرنا ضروری ہے اور یہ علماء کرام کی ذمہ داری ہے جو اس میں لگے ہیں الخ

بس...... قارئین کرام بات دراصل یہ ہے کہ جس وقت حضرت مولانا نے یہ کام شروع کیا تھا اس وقت ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس طرح ہو جائے گا البتہ اس بات کا دھڑکا ضرور لگا ہوا تھا کہ آگے چل کر اصولوں کی پابندی نہ کرنے پر ’’جو فتنے صدیوں میں آئیں گے وہ دنوں میں ظاہر ہونگے‘‘ (ملفوظات مولانا الیاس)۔ اور وہی ہوا اور اس کام کا منطقی یہی نکلنا تھا جو ظاہر ہوا۔

نوٹ: ایک خط اس تحریر میں ہی اس طرح کا لگا ہوا ہے۔ کہ کن کن علماء نے حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کو مشورہ دیا تھا اور اس کا جواب دے دیا گیا تھا یا انھوں نے علماء وقت سے مشورہ کیا تھا؟ اس بارے گزارش یہ ہے کہ جن حالات میں یہ کام شروع ہوا وہ بظاہر وقت کی ضرورت اور اچھے اصولوں کے ساتھ ہو رہا تھا اگرچہ تھا بدعت ہی۔ نتائج بھی اچھے ہی برآمد ہوتے رہے مگر اس کے بعد اس میں بقول مولانا احتشام الحسن کاندھلوی رحمہ اللہ غیر اصولوں کے ساتھ اس

میں تغیر آتا گیا اب آخرکار یہ نتائج آگئے یہ ایک الگ بحث ہے پہلی بات تو یہ کہ ہمارے تاریخ میں یہ بات کہیں مذکور نہیں کہ حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ نے علماء وقت یعنی حضرت تھانوی ،حضرت مدنی، حضرت مولانا محمد اسماعیل میرٹھی وغیرہ جیسے حضرت کے مشورہ سے یہ کام شروع کیا بلکہ آپ بیتی میں حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے تو باقاعدہ مولانا محمد اسماعیل میرٹھی رحمہ اللہ کے اس کام پر اعتراضات نقل کئے رجوع کریں (آپ بیتی) پھر مولانا احتشام کاندھلوی رحمہ اللہ نے باقاعدہ ''بندگی کی صراط مستقیم'' نامی رسالہ لکھ کر مولانا محمد میاں صاحب رحمہ اللہ کو دکھا کر تصحیح کروا کر الجمیعۃ پریس میں چھپوا کر شائع کر دیا اور اس وقت دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحب مفتی محمود حسن گنگوہی اور مظاہر العلوم سہارنپور بھیجا اور قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کو بھی بھیجا کہ آپ اگر اس سے متفق ہو تو اس کو ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں شائع کر دے تاکہ علماء دیوبند کا مسلک واضح ہو جائے دارالعلوم □ دیوبند میں بھی چھپا اس کے بعد الگ سے ''بندگی کی صراط مستقیم'' میں بھی چھپ گیا ظاہر ہے کہ حضرت مولانا معمولی شخصیت نہ تھے وہ اس کام کے رکن رکین تھیان کی علحدگی اختیار کرنا علماء دیوبند کے مسلک کو واضح کرنا تھا۔ تو یہی رسالہ برات علماء دیوبند کا مسلک کیوں نہیں سمجھا جا رہا؟ اب آئیں

۲: اس کے بعد ''مدرسہ حسینیہ'' دیوبندی مکتبہ فکر کا مدرسہ تھا قصبہ کاؤلی ضلع مظفرنگر میں 26 فروری 1968ء کو دیوبند کے جید علماء دیوبند تشریف لائے ایک جلسہ عام ہوا اور اس میں اس کام سے برات کا اظہار کیا گیا پھر الجمیعۃ پریس دہلی میں بنام ''اصول دعوت وتبلیغ'' چھپا تفصیل ملاحظہ ہو حضرت مولانا امان اللہ عمرزئی کی تحریر ''احقاق الحق البلیغ'' ص ۱۲۱، ۱۲۲ میں۔

اس میں حضرت مولانا عبدالرحیم شاہ صاحب رحمہ اللہ نے خوب شرح وبسط سے اس کام پر تبصرہ کیا اور یہ بتایا کہ حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ یا دوسرے حضرات کے فضائل تبلیغ

پر لکھی جانے والی کتب کا مصداق مروجہ تبلیغی طریقہ کار نہیں اور نہ ہی مصداق یہ ایک بہت بڑی تلبیس ہے اور مؤلفین اس کی وضاحت کریں کہ مطلقاً تبلیغ اور مروجہ تبلیغ میں کیا فرق ہے۔؟ خود مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کا ایک خط چھپا ہوا ملتا ہے جس میں انہوں نے ذکر کیا کہ موجودہ تبلیغ جماعت پر شیطان نے حملہ کر دیا ہے اور اس کی روح کو متاثر کر دیا۔ دیکھئے ''ایک مخلص کے نام خط'' جس میں حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے یہ واضح کیا کہ شیطان نے بڑے کمال و ہنر سے تبلیغی جماعت پر ایسے طریقے سے حملہ کیا کہ خود بھی اکابر تبلیغ اس کو سمجھ نہ سکے شیطان نے اس کے ظاہری جسم یعنی مجمع کو بڑھا کر کے دکھایا اور تبلیغ کے روح پر حملہ کیا لوگ ظاہری بات سے دھوکہ کھا گئے اور روح تبلیغ یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر و رضا اس سے پہلوتھی کرتے رہے اور پھر...... عملی طور پر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ آخری عمر میں رائے ونڈ جانے سے رک گئے یہی نہیں آپ کے خلفاء بھی جماعت سے کنارا کش ہو گئے۔ (خط بنام مخلص تبلیغی کارکن) مطبوعہ مدینہ منورہ بمع انکشاف حقیقت تو یہ کہنا کہ کون مؤید تھے اور کون مخالف یہ باتیں نشاندہی کر دیتی ہیں۔

حضرت تھانوی اس زمانے میں مرجع خلائق تھے۔ مگر خود حضرت اس طرف التفات نہ فرماتے تھے'' کہ ایک عالم کے وعظ کے بعد بہت سی باتیں قابل شرح و تشریح رہ جاتی ہیں یہ میواتی عامی جب جگہ جگہ بات کرینگے تو اُٹھنے والے سوالات کا کون جواب دے گا؟'' اور پھر بقول مولانا سلیم اللہ خان صاحب حضرت کے خلفاء میں حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ نے بستی نظام الدین والوں کے غلو و بے اعتدالیوں کی وجہ سے ہمیں دار العلوم دیوبند کے دوران منع کر دیا تھا کہ ہم تبلیغی جماعت کے مرکز نہ جایا کریں حضرت ان کے غلو پر مطلع ہو گئے تھے۔'' بحوالہ خطاب فجی آئرلینڈ'' (ماہنامہ الوفاق)

اس کے بعد حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خانقاہ کے مفتی قاضی عبد السلام نوشہروی رحمہ اللہ نے تبلیغی

جماعت کے بارے میں ایک تحریر لکھی وہ حضرت کے خلفاء میں سے بھی تھے اس تحریر کی تائیدوتقریظ حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مفتی فرید صاحب زروبی اور جامعہ اشرفیہ کے مفتی، مفتی جمیل صاحب رحمہم اللہ نے اپنی آراء دیکر کیں۔

لیکن اس تحریر پر ظلم یہ کیا گیا کہ پورا ایڈیشن ان تبلیغی احباب نے خرید کر نذر آتش کیا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کراچی کے متوسلین سے ایک نسخہ برآمد ہوا یہ حضرت نوشہروی رحمہ اللہ نے جو نسخے علماء کرام کو بھیجے تھے اس میں سے جو بچا ہوا نسخہ ملا اس کو اب مولانا امان اللہ خان صاحب کاملپوری دامت فیوضہم نے ٹائپ کروا کر طبع کرا دیا علمی تحریر ہے اور اس میں تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت پر فتوی دیا گیا ہے (ضرور مطالعہ کیا جائے) مکتبہ ادارۃ اسید اللہ شہید دامان چھچھ اٹک، اسلامی لائبریری چک 127SB سرگودھا 03476895552 اسلامی کتب خانہ صوابی بازار خیبر پختون خوا

مفتی عبدالشکور ترمذی خلیفہ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے ''اصول دعوت تبلیغ'' نامی کتاب لکھی جسمیں ان کی بے اعتدالیوں اور عورتوں کی تبلیغی جماعت پر عدم جواز کا فتوی دیا۔

مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ سمیت کراچی کے جید علماء کرام کا فتوی جس کو حضرت تقی عثانی نے اپنے لیٹر پیڈ پر لکھا اور جماعت والوں کو بھیجا کہ اپنی اصلاح کریں یہ تحریر بھی مولانا امان اللہ صاحب کی تحریر احقاق الحق البلیغ میں شامل ہے۔

جامعہ اشرفیہ لاہور کے حالیہ مفتی داؤد صاحب اور الہلال مسجد وجامعہ مدنیہ لاہور کے مفتی حضرت مولانا عبدالواحد صاحب بھی اس جماعت کو بدعتی سمجھتے ہیں۔۔ رجوع کیا جائے (ماہنامہ حق چاریار بعنوان طارق جمیل صاحب مولوی احسان صاحب مولانا سعید احمد خان صاحب کی بے اعتدالیاں)

نصرت العلوم گوجرانوالہ کے مفتی محمد عیسیٰ گورمانی صاحب نے ''کلمۃ الھادی'' کتاب ضخیم لکھ

کر جماعت اور ارباب جماعت کی بے اعتدالیوں پر مطلع فرمایا۔

امام اہل السنۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے اپنی آخری عمر میں باوجود علالت کے ۲۵ سے اوپر الزامات وسوالات پر مشتمل تحریر لکھوائی اور طارق جمیل کو بھجوائی جس میں انہوں نے تبلیغی جماعت کی خرابیوں پر ان کو مطلع فرمایا۔

عنوان تحریر ہے۔ ”خط بنام مولوی طارق جمیل صاحب“ بقلم مولانا عبدالحق خان بشیر --------- حضرت کی اس تحریر پر دستخط ہیں اور حضرت کی یہ آخری تحریر ہے۔

اوراب اس دور میں ان مذکورہ حضرات کے علاوہ محترم قاری فتح محمد صاحب نے بہت ساری تحریریں جماعت والوں کو بھیجیں اور چھپوا کر تقسیم کی ہیں۔

ا: کیا تبلیغی کام منہج نبوت پر ہے؟
۲: علماء دیوبند کیلئے لمحہ فکریہ
۳: تبلیغی جماعت اور درس قرآن
۴: تسلسل ایمان فروشاں

(ان مذکورہ کتب پر ٹیلی فون نمبرز لکھے ہیں ان سے رابطہ کرلیا جائے)۔ 03016547439 امیر تحریک تحفظ عقائد اہل سنت والجماعت وخدمات علماء دیوبند مفتی زرولی خان صاحب مدظلہ العالی نے ”مبلغ اسلام“ طارق جمیل کے بارے میں ماہنامہ الاحسن میں ریمارکس دیئے کہ کئی دفعہ ان کو کلمہ اور تجدید نکاح کی ضرورت پیش آئی یہی حال مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے سامنے احمد بہاول پوری کا ہوا جن کو بیانات کی وجہ سے تجدید کلمہ وایمان کرایا گیا۔ مولانا عبدالرحمٰن کراچوی نے بھی انکشاف حقیقت اور حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کے بیانات وملفوصات پر تبصرہ فرمایا ان کا مطالعہ کیا جائے۔ ”کشف الغطاء“ بھی ان کی تالیف ہے۔

☆باقی جن حضرات نے ان کی تائید میں کبھی کسی زمانے میں حسن ظن کی بنا پر کچھ اچھے جملے کہے تھے تو ان کو اب یہ خرافات سنائی جائیں تو وہ ضرور پکار اٹھیں۔۔۔۔۔بچو بچو ،گمراہ نہ ہونا، جہاد کا انکار نہ کرنا، شیعہ کافر ہیں، صحابہ کرام ؓ کو کافر نہ کہنا، مودودی صاحب اور احمد رضا خان بریلوی گمراہ تھے، طارق جمیل پر اعتماد نہ کرنا، وہ گمراہی کی باتیں پھیلاتا ہے۔'

احمد بہاول پوری اپنے بیانات سے حدود اسلامی پھلانگ چکا ہے۔خبردار! ۔۔۔۔ان سے ہوشیار رہنا! ۔

باقی جو حضرات مخلصین ان کے ساتھ لگے ہیں اور دین کے دوسرے شعبوں کو حق جانتے ہوئے اس میں شریک ہوتے ہیں یہ ان کی اپنی سمجھ داری و اخلاص ہے۔ورنہ تبلیغی ''بزرگ'' دیگر تمام شعبوں کو لغو اور فضول سمجھتے ہیں بلکہ یہ حضرات اگر ان ''بزرگوں'' سے مشورہ کریں تو وہ مخلصین کو منع کریں گے کہ مت کرو خصوصاً جہاد و مجاہدین اور عقائد صحیحہ کا اثبات اور عقائد باطلہ کا ردیہ تو توڑ ہے: بزرگ حضرات ان چیزوں کو زہر قاتل قرار دیتے ہیں اور لایعنی سمجھتے ان مخلصین حضرات کو چاہیئے کہ وہ ان جعلی ''بزرگوں'' کے زیر قیادت اپنی عاقبت نہ خراب کریں۔علماء حق کے درس قرآن میں بیٹھیں، اپنے اپنے گھروں اور محلوں میں رہتے ہوئے نیک اور مخلص علماء سے اپنے اپنے محلوں میں درس قرآن وحدیث و مسائل بہشتی زیور سنا کریں۔اور مستورات کو اپنے محلے میں ایک دن جمع کر کے ان میں کسی نیک اور صالح عالم سے وعظ سنوایا کریں۔اپنے اپنے گھروں و محلوں میں رہتے ہوئے مکمل دین کے تقاضے بچوں اور اپنی عورتوں اور اہل محلہ کے حقوق پر توجہ دیں۔اصلاح عقائد، روزمرہ کے مسائل علماء حق سے پوچھیں تبلیغی حضرات ساری عمر بھی لگا دیں تو ان کو عقائد و مسائل کا علم نہیں آتا۔علماء کرام کی خبر گیری کریں۔طلبہ کرام دینی کا خیال رکھیں یہ دینیعلوم کے محافظ۔حفاظ قرآن اور معلمین و متعلمین و مدارس اسلام کی مضبوط بنیادیں ہیں ان سے ٹکر لینے کے بجائے ان کو مضبوط کریں کفر یہی چاہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ سے

لیکر جہاد تک کا چہرہ مسخ کر دیا جائے۔ چنانچہ امسال جب بستی نظام الدین انڈیا میں مولانا زبیر الحسن کو ایک برمی نے برما کے قتل عام اور مسلمانوں پر بدھ مت کے مظالم سنائے تو فرمایا ”احوال مت سناؤ اعمال سناؤ، اعمال۔۔، احوال نہ سناؤ، اعمال سناؤ“

جماعت کے بزرگوں کو جب مسلمانوں کی تکالیف ونوازل کا سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ”یہ مت سناؤ، احوال مت سناؤ، اعمال سناؤ“

نبی علیہ السلام تو سب احوال اور باقی اعمال خیر پر بھی نظر رکھتے تھے۔ مگر ان کے ہاں اعمال اعمال اور وہ بھی ”تبلیغی ترتیب والے اعمال“ اللہ تعالیٰ ان سے حفاظت فرمائیں اللہ تعالیٰ کے رسول اقدس ﷺ نے فرمایا۔ من لم يهتم بامور المسلمين فليس منا۔ جس نے مسلمانوں پر آنے والے احوال کا خیال نہ رکھا وہ ہم میں سے نہیں (الحدیث) صرف اعمال سے کوئی جنت میں نہ جائے گا۔ جنت میں داخلہ صرف رحمت الٰہیہ سے ہوگا۔ اور دنیا میں مسلمانوں پر تکالیف وامتحانات ہوتی ہیں نہ کہ اعمال بد کی سزا۔ اللہ تعالیٰ امتحانات سے بچائے۔ اعمال صالحہ کا تو اخفاء اچھا جانا گیا اور اس پر فخر وتذکرہ کرنا بہت اشد ضرورت کے وقت جائز ہے۔ نجانے اعمال، اعمال کی گردان کہاں سے سیکھ لی یہ تو خوارج کا حال تھا اور ان کی روش۔

☆ **حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی، حضرت تھانوی، حضرت شیخ الہند اور حضرت** مدنی رحمہم اللہ کی اگر مجلس لگائی جائے اور اس میں پیش کیا جائے حاجی عبدالوہاب احمد بہاول پوری، طارق جمیل اور ان جیسے دوسرے بزرگوں کو اور ان کے بیانات کو اور پھر ”بینوا توجروا“ عرض کیا جائے تو یہی فرمائینگے ”ان کے عقائد، عقائد باطلہ ہیں جہاد کے منکر ہیں اپنے کو صحابہ جیسا مجمع کہہ رہے ہیں“۔ بدعتی عمل کو انبیاء والا عمل کہہ رہے ہیں‘ ان کو کفار پر رحم آتا ہے اور مسلمانوں اور اپنوں پر شدت کرتے ہیں۔ دیوبندی مدارس وعقائد سے

کٹ گئے ہیں اصلی دین میں ''نیا دین'' متعارف کروا رہے ہیں اس لیے ان سے بچا جائے۔

اگر ان مذکورہ حضرات کی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو یہی مشترکہ فتوی ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔

باقی آج کا دیوبندی، مصلحت کا شکار ہوگیا۔ اس کو مجمع میں کمی آنے کا خوف ہے۔ بریلوی اور اہل حدیث حضرات سے ڈرتا ہے کہ کہیں کہہ نہ دیں کہ ''لو! دیوبندیوں نے دیوبندیوں کے خلاف لکھ دیا''۔

نجانے یہ کہاں کا انصاف ہے۔ بریلوی حضرات نے اپنے نئے مجتہد ''قادری طاہر'' کے بارے میں فتوی دے دیا لیکن حق کی علامت سمجھے جانے والے دیوبندی ہچکچا رہے ہیں حالانکہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ یہ لوگ دیوبندی نہیں یہ ''بھائی بندی'' ہیں ''سب بندی'' ہیں۔

☆ استاذ المکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا امان اللہ صاحب دامت برکاتہم کی کتاب احقاق الحق البلیغ یہ ایک آئینہ ہے۔

بندہ ناچیز 13 مارچ 2013ء بروز بدھ کو نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑھ کر سو گیا اور خواب دیکھا کہ ایک بڑا آئینہ ہاتھ میں اُٹھا کر رائیونڈ بازار کی طرف نکل گیا اور لوگوں کو دکھا کر واپس سلامتی کے ساتھ گھر لے آیا وہ آئینہ حقیقت میں یہ کتاب تھی کیونکہ تین دن تین رات سے یہی کتاب احقاق الحق البلیغ پڑھی جا رہی تھی۔

بقلم خود متعلم قدرت اللہ میانچنوی
بروز جمعہ المبارک حال رائیونڈ

۳۲_۲_۲۰۱۳

میاں چنوں کی تاریخ میں تبلیغی جماعت کا عظیم کارنامہ:

☆ایک واقعہ حقیقی جو تقریباً ہر جگہ پیش آتا ہے۔

حضرت مولانا قاری اللہ بخش فانی صاحب جو تفسیر لاثانی کے نام سے تفسیر بھی لکھی ہے جو کہ چھپ چکی ہے۔

قاری اللہ بخش فانی صاحب میاں چنوں کی مرکزی جامع مسجد جامعہ عثمانیہ کے مائیہ ناز اور علاقہ بھر کے مشہور و معروف خطیب تھے۔ حضرت جامعہ عثمانیہ میں تقریباً 30 یا 35 سال خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ایک دن خطبہ جمعہ میں ماہ رمضان میں فطرانہ کے مسائل بیان فرما رہے تھے کہ اچانک ایک تبلیغی نوجوان نے کہا کہ مولانا طارق جمیل صاحب نے تو یہ کہا تھا یعنی مسئلہ ایسے بتایا تھا تو کہ مفتی محمود رحمہ اللہ کے شاگرد رشید ہیں اور مولانا حافظ عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کے مرید ہیں۔ انکی عمر تقریباً 60 اور 70 کے درمیان ہے موصوف نے یعنی فانی صاحب نے قاری اللہ بخش فانی صاحب نے کہا کہ طارق جمیل کوئی مفتی ہے؟ تو بس اتنی بات پہ تبلیغی بگڑ گئے اور اُس وقت تک سکون سے نہیں بیٹھے جب تک فانی صاحب کو مسجد سے نہ نکال دیا۔ حضرت وہاں سے نکل کر فاروق اعظم مسجد میں تشریف لے گئے چند برس وہاں رہ کر اپنی مرضی سے آبائی علاقہ کوٹ اڈو تشریف لے گئے حضرت فالج کے مریض ہیں۔ ایک دن مسجد فاروق اعظم میں احقاق الحق البلیغ کا پہلا ایڈیشن دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور مجھے کہنے لگے میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ جس جماعت یا قوم کا امیر جاہل ہو تو اس قوم کا اللہ ہی حافظ ہے۔

بقلم خود متعلم قدرت اللہ میانچنوی
حال رائیونڈ
22-3-2013 بروز جمعۃ المبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(از مولانا محمد ابوبکر حویلیاں ایبٹ آباد)

بسم اللہ و الصلوۃ و السلام علی رسول اللہ ﷺ و علی الہ و اصحابہ اجمعین

وبعد: اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کیلئے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے اپنی آخری کتاب بھیج کر اور اپنے رسول ﷺ کے طریقوں میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعامل اور امت مسلمہ کے ابتدائی ادوار میں اس امت کیلئے ہدایت کے راستے رکھ دیئے۔ اب اس زمانہ میں کسی کو بھی کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اسکا حل کتاب وسنت، اجماع وتعامل صحابہؓ یا پھر انہی مذکورہ اشیاء کی روشنی میں قیاس واجتہادِ شرعی کی روشنی میں ائمہ مجتہدین کرامؒ نے کر دیا۔ لیکن دیکھا یہ گیا کہ بعض حضرات ''نام نہاد دینی تشریحات واصطلاحات'' کو اصلی اصطلاحاتِ شرعیہ ودینی تشریحات سے انحراف کر کے بدل رہے ہیں۔ ہر دور میں ائمہ برحق نے ان دعاوی باطلہ کی تردید کی اور حق کو واضح کیا اور انشاء اللہ ایک قوم حق پر رہتے ہوئے حق کو واضح کرتی رہیگی۔ مثلاً ماضی قریب میں ہی دیکھیں تو ابوالاعلیٰ مودودی صاحب ''الجمیعۃ ھند'' کے ایڈیٹر رہے اسطرح امین احسن اصلاحی، حمید الدین فراہی اور ان جیسے دوسرے حضرات سے اکابر علماء دیوبند کا اختلاف ''دینی تشریحات'' کے بدلنے سے ہوا۔ اور رہا ہے۔ اور اب بھی اسوقت ایک طبقہ دو شکلوں میں دینی اصطلاحات کی تحریف پر کمر بستہ ہے۔ اور اس کیلئے دلائل لاتا رہتا ہے۔ ایک ''سیکولر'' شکل میں اور ایک طبقہ ''جبہ ودستار'' کے روپ میں۔

بات یہ کی جاتی ہے کہ ''جب کوئی امت اپنے راستے سے ہٹ جائے تو اسے واپس لانے کیلئے کیا کیا جاتا ہے؟'' سیکولر یا اجاجیت پسند طبقہ ''دینِ اسلام'' کی مانی تشریح کر کے اسکو ''مشرف بتجدید'' کرتے ہیں۔ اور حل بتاتے ہیں۔ جبکہ دوسرا طبقہ اسکو ''دلوں پر محنت کرنا اور کرتے ہی رہنا'' ''ایمان بنانا'' ''اپنے اوپر اخلاقیات کی محنت کرنا'' وغیرہ اصطلاحات لا کر اس کیلئے دلائل لاتا ہے۔ اور اسکو حل بتاتا ہے۔

اس میں بعض ایسے حضرات بھی شامل کر لیے گئے جنکی ''افتاء'' تک رسائی تھی اور اس مقامِ افتاء کے نام کو استعمال کر کے وزن ڈالا گیا مگر دلائل وحقائق کی دنیا میں ''وجاہتِ شخصی'' یا ''مصنوعی شخصیت'' ''ھباً منثورا'' ہو جاتی ہے۔ یہ کہہ دینا کہ ''جب امتوں میں تبدیلی ہوتی ہے

تو کیا کیا جاتا ہے؟'' ہم کہتے ہیں کہ قرنِ اولیٰ پر نظر کرلیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن فتنوں کو ختم کرنے کیلئے کیا کیا؟ کس طرح کی جماعتیں روانہ کیں؟ اور پھر جب انگریزی استعمار جب ''ہند'' میں آیا اور انہوں نے خلافت اور حکومت کو ختم کیا تو علماءِ حق نے کونسا راستہ اختیار کیا؟ حضرت قاسم نانوتویؒ ، حضرت گنگوہیؒ اور اسی طبقہ کے حضرات شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ نے استعماری اخراج کیلئے کیا کوششیں کیں؟ تاکہ دوبارہ حکومتِ اسلامیہ قائم ہو۔ اور اس میں آخرکار ایک درجہ میں کامیاب ہوئے لیکن انگریز کی عیاری تھی کہ جاتے جاتے وہ ایک ''غلط راستے'' کو ''صحیح راستہ'' بتانے میں کامیاب ہوگیا۔ علماءِ حق بتاتے رہے مگر ''امرِ تکوینی'' تھا لیکن اصل حل تو وہی تھا جو علماءِ حق نے پیش کیا تھا۔ اور حالات نے بھی ثابت کردیا۔ بہرحال! خلافت کا احیاء اصل کام تھا اور وہ حضرات مسلمانوں کو مجتمع کرکے اس تک پہنچانا چاہتے تھے۔ اور بحمد اللہ انہی کے روحانی فرزند اُنہی عزائم کے ساتھ منزل کیطرف رواں دواں ہیں۔ نتائج کی ذمہ داری دیر بدیر آنا یا نہ آنا یہ سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے انسان کو شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے ''حق'' کیلئے محنت کا مکلف بنایا گیا ہے۔ چنانچہ وہ تسلسل نہ ٹوٹا اور پھر انہی کے روحانی فرزندوں نے مدارس کو آباد کیا اور مدارس نے رجال اور طلبہ پیدا کئے جنہوں نے ''امارت اسلامیہ افغانستان'' تک معاملے کو پہنچایا۔ اور معرکہ اب تک جاری ہے۔ اور ایک ماحول بنا ہے اور یہی لوگ انشاء اللہ حضرت مہدی جہادیؓ کے دست و بازو بنیں گے۔

یہ ایک الگ بحث ہے۔ اقوامِ عالم پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ ان حضرات کے ساتھ ''نصرتِ الٰہیہ وحقانیت'' تھی کہ NATO ممالک کی فوجیں ان کے روحانی فرزندوں اور انکی راہوں پر چلنے والے افراد سے شکست کھاگئیں۔ یہ شکست روسی شکست کے بعد اتنی بڑی شکست ہے کہ چھپائے نہیں چھپتی۔ ایک اصول جو شروع سے ہی وضع ہے کہ مسائل ومعاملات کو کتاب اللہ وسنت واجماع السلف پر پیش کرو۔ وہاں سے جو بھی حل برآمد ہو اس پر عمل پیرا ہوجاؤ۔ ورنہ اپنے تئیں ''سینماؤں کو چلاکر اسکی آمدنی نیک کاموں میں خرچ کرنے سے ثواب نہیں ملا کرتا'' یہ اصول تمام معاملات میں تمام افراد پر لاگو کرنا چاہئے۔ اور بقول امام مالکؒ ''اس امت کا آخر بھی اسی محنت سے تبدیل ہوگا جس

سے اس کے اول حصے پر محنت کی گئی“۔

آج حال یہ ہے کہ اپنی حیثیت کو منوانے کیلئے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ ہماری برکت سے مدارس دینیہ کو رجال کار ملے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ بات صحیح ہے نہ واقعتا اور نہ ہی۔۔۔۔۔ مولانا الیاس ؒ کو کس جماعت کی برکت سے ”ہدایت“ ملی تھی؟ رائیونڈ کے ”بزرگوں“ پر کس جماعت کا اثر تھا؟ آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے ”ریاست در ریاست“ بنائی لیکن کبھی آپ نے برکات کی تاریخ میں غور کیا کہ پاک و ہند کے مسلمانوں کو اس دھارۂ اسلام میں لانے والی ”برکت“ کونسی برکت تھی۔ اگر دورِ فاروقی میں ایک طرف سے افغانستان پر تلوار کی یلغار ہوئی تو دورِ بنی اُمیہ میں دوسری طرف سے محمد بن قاسمؒ بحری راستے سے ”کونسی جماعتوں“ کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے آئے اور پھر محمود غزنویؒ کی یلغاریں کونسی جماعتیں اور کونسی ”برکتیں“ تھیں۔ اپنے آپ کی حیثیت پر غور کرو تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ وہی ”برکتیں“ تھیں جسکی تعلیم تاجدار مدینہ منورہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی تھی۔ اور وہ قیصر و کسریٰ، مدائن و شام، آذربائیجان، بربر و افریقہ کو ان ”جماعتوں“ کے ذریعے روندتے چلے گئے بس۔۔۔۔۔۔ ان برکتوں کی وجہ سے اور توفیقِ الٰہی سے ہم مسلمان ہوئے۔ اور صراطِ مستقیم ملا۔ اللہ تعالیٰ تادم آخر اس پر ہمیں قائم و دائم رکھے۔ دلائل کو خلط ملط کرنے سے کام نہیں چلتا۔

اب حالات کھل رہے ہیں۔ دجل و فریب اور مغالطوں کا زمانہ گزر گیا نتائج سے پتہ چل جاتا ہے۔ علماء حق کی مدارس کی محنت اور رجال کار تیار کرنے کی محنت بھی ظاہر ہو گئی اور آپ کا ”ایمان بنانا اور بناتے ہیں رہنا“ اسکے نتائج بھی ٹکراؤ کی شکل میں سامنے آ گئے۔ اور امت کے ایک بہت بڑے حصے کا معطل بنانا بھی۔

خدارا! اپنے مجمع کو صحیح بات بتادو کہ کفر ہر طرف سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا ہے۔ اسکا واحد حل ”بستر ولوٹا لے اور رائیونڈ چل“ نہیں بلکہ ”کلاشن اُٹھا اور میدان کو چل“ ہے۔ موت آنی ہے اور وعدہ حق ہے اس راستے سے اس دنیا سے رخصت ہوں جسکی تاجدارِ مدینہ ﷺ نے دعا کی تھی اور بار بار تمنا فرمائی اور بس۔۔۔۔۔ سب سے پہلے عقائد درست کریں۔ ہر بدعتی اور باطل کو ساتھ مت پھراتے رہیں۔ حق حق ہے، اور باطل باطل ہے۔ اسکے بعد تمام امت اسلامیہ کی فکر کریں۔ کفر کیلئے

ایک ہی ’’فکر‘‘ ہے اور اس کا حل ’’قاتلو المشرکین کافۃ کمایقاتلونکم کافۃ‘‘ ہے۔ نہ کہ اپنے بنائے ہوئے طریقہ کار۔۔۔۔۔ کافروں کو اپنا طریقہ نہیں بھولا۔ ہم اپنا راستہ بھول چکے ہیں ’’اللھم اھدناصراط المستقیم، صراط الذین انعمت علیھم ، غیرالمغضوب علیھم ولاالضالین‘‘ قرآن کریم کا درس مستند تفاسیر سے پڑہیں اور سنیں۔ سنت ، سیر و مغازی کا مطالعہ کریں۔ اپنے گھروں میں اسلامی شعائر کی ترویج کریں اور خلافت اسلامیہ کے احیاء کی کوشش فرمائیں۔ یہ ’’وہ دین ہے جس کیلئے زبردست محنت‘‘ کی ضرورت ہے۔ اس ’’زبردست محنت‘‘ کا ارادہ وعقیدہ بنالیں۔ انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ باقی پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا۔

علماء حق اور ان کے پیروکار حضرات سے گذارش ہے کہ روایتی طریقہ سے تھوڑا ہٹ کر ’’اپنے اپنے دائروں اور خولوں‘‘ سے ذرا ماوراء ہوکر قرآن وسنت وسلف کے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھیں۔ ورنہ یہ ’’چغتائیے‘‘ ’’غامدیے‘‘ ’’صلح کلیے‘‘ اور ’’سوفٹ اسلامیے‘‘ بڑی حکمتوں سے اپنے رنگ میں آپ کو بھی رنگ لیں گے۔ ’’ہوشیار باش‘‘

ذکرِ مسنون اور سورۃ کہف اس قسم کے فتنوں سے بچنے کا وظیفہ ہے۔ نیز کسی کے بھی ہاتھ میں ہاتھ دینے سے قبل اس ہاتھ کو بار بار دیکھ لیں کہ وہ ہاتھ کہیں دوسرے رنگ میں نہ رنگا ہوا ہو۔ اور اسکے پیچھے کسی اور کا ہاتھ نہ ہو!۔۔۔۔۔۔

’’جعلی طلب‘‘ اور ’’بنارس کے تاجر‘‘۔

حقیقی ومکمل دین کی طلب یا ایسے متفقہہ (فقیہ) عالم دین کا ہر شہر وقریہ میں ہونا ضروری ہے اور منصوص ہے اور شریعت وقرآن کریم کی آیات سے ثابت ہے اور طلبہ کرام دینیہ کے بہت فضائل آتے ہیں۔ قرآن کریم میں سورۃ توبۃ میں ہے

’’وماکان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولانفرمن کل فرقۃ فھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذارجعوا الیھم لعلھم یحذرون (قرآن کریم آیۃ ۱۲۲ سورۃ توبۃ) ترجمہ اور یہ کہ سب کے سب مسلمانوں پر اقدامی جہاد کے لئے نکلنا ضروری نہیں پس کیوں نہ ہو کہ

مسلمانوں میں سے ایک جماعت وگروہ علم دین وعقائد سیکھنے (مراکز علمیہ) جائیں وہاں سے دین سیکھ کر اسکی فقاہت سیکھ کر (حلال وحرام) سیکھ کر واپس اپنی قوموں میں جا کر ان کو عقائد ومسائل سے مطلع کریں۔ تاکہ وہ ڈر جائیں اور صحیح راستے پر آ جائیں۔ یہ تو ہے طلب حقیقی اسکے بارے قرآن وسنت ناطق ہے۔ صحاح وسنن وفقہ میں با قاعدہ ابواب العقائد، ابواب العلم، والفقہ ہیں، مگر ان میں "باب التبلیغ المروجہ" کہیں نہیں ملے گا۔ یہ تبلیغ والے فرماتے ہیں لوگوں میں طلب پیدا کرو "طلب" ...... اب یہ کیسی "طلب دین" ہے کہ طلبہ دین وعلماء دین سے نفرت ہو جاتی ہے مراکز علمیہ ومدارس دینیہ پر انفاق وخرچ سے منع کیا جاتا ہے۔ اور مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ برطانیہ میں اس سال ایک مشہور مبلغ نے فرمایا کہ تم لوگ پاکستانی مدارس کو چندہ وغیرہ مت دیا کرو وہ غلط راستے پر لگا دیتے ہیں اس سے بہتر یہ ہے کہ گورنمنٹ آف برطانیہ کو اپنی زکوۃ وصدقات جمع کر دیا کریں۔ ہوئی نا بات پہنچی وہیں پہ خاک..........

ہاں تو "طلب" کا ذکر چل رہا تھا۔ اس سے "بنارس کے تاجروں کی جعلی طلب" یاد آ گئی۔

کہتے ہیں کہ ہندوستان کی ریاستوں میں سے کسی ریاست کے گاؤں میں گرد ونواح بندر بہت زیادہ پائے جاتے تھے۔ اور اب بھی ہیں۔ ہندومت میں بندروں کو کسی ایک "رام" کا درجہ دیا جاتا ہے۔ وہاں کے لوگوں میں بندروں کے ساتھ بھائی چارہ تھا خود بھی کھاتے بندر بھی گاؤں وقریہ میں چلتے پھرتے مٹرگشت کرتے گھروں میں آتے جاتے لوگ ان کو کھانا وغیرہ دیتے۔ مگر مقدر کے پھیر ایک زمانہ میں کچھ صورتحال بدلی لوگوں میں قحط سالی کیوجہ سے بخل پیدا ہو گیا۔ بندروں کو دھتکارنا شروع کیا گیا۔ بندر تو بندر ہوتا ہے انہوں نے بھی مخالفانہ روش اپنالی۔ بہر حال لوگ بندروں سے نالاں اور بندر لوگوں سے کے رویہ سے ناراض انہیں دنوں بنارس کے کچھ تاجروں کا وہاں سے گذر ہوا۔ انہوں نے جب یہ رویہ دیکھا تو فوراً "تجارت کا خیال اور تاجر ذھن جاگا" انہوں نے سوچا چلو "مضاربت" کر لی جائے۔ چنانچہ منصوبہ بنا کر لوگوں میں اعلان کیا۔ "ایک بندر لائیے اور (اس زمانے میں) ایک روپیہ لے جائیے"۔ بس پھر کیا تھا لوگوں نے کہا "بندر پکڑ و اور ایک روپیہ حاصل کرو" انہوں نے ایک مرکز بنایا کہ اس جگہ بندر لاؤ۔ لوگ لے آئے۔ تاجروں نے موعودہ رقم کے بدلے بندر لئے اور تاجر ٹرکوں پر لاد کر چلتے بنے۔ اور کہتے گئے کہ اگلے ہفتے ہم پھر آئیں گے اور پانچ

، پانچ روپے کا بندر لے کر جائیں گے۔ ہمارے لئے بندروں کی ''طلب'' بڑھادی گئی ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ لوگوں نے حسرت وندامت کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھا اور بندروں کی ''طلب'' میں ادھر اُدھر نکلے کچھ تو خود پکڑے اور کچھ دو، دو، تین، تین، روپے کے گردونواح سے خریدے اور وقتِ مقررہ پر ''مرکز بندر'' پہنچے۔ حسبِ وعدہ تاجر موجود تھے انہوں نے ان سے پانچ پانچ روپے کا بندر خریدا اور ''صاف صاف معاملہ'' کر کے جاتے فرما گئے کہ اگلے ہفتے ہم پھر آئیں گے اور دس، دس روپے کا ایک بندر خریدا جائیگا۔ اب چونکہ اصل معاملہ تو تجارت کا تھا بس پھر تو لوگوں نے گردونواح سے دور دراز سے پانچ روپے، سات سات، آٹھ، آٹھ، نو، نو روپے تک کا بندر خریدا۔ بندر مرکز پہنچے اور تاجروں کا انتظار کرنے لگے۔ تاجروں نے کب آنا تھا۔ انہوں نے تو اپنی تجارت کر لی تھی ''جعلی طلب'' پیدا کر کے بندر اکھٹے کروا کر انہی بندروں کو سستا خرید کر اپنے ''بندوں کے ہاتھوں'' دوبارہ سہ بارہ بکوا کر خود خریدار اور پھر دوبارہ آٹھ، نو روپے کا بیچا۔ بھلا اب دس کا بندر لے کر کیا کرتے؟ خیر بندروں والے تاجر نہ آئے تاخیر ہوئی تو لوگوں نے آپس میں باتیں شروع کر دیں۔ یارو! بندروں والی ''تاجر جماعت'' نہیں آرہی؟ کچھ نے کہا بھائیو تاخیر ہوگئی ہوگی انتظار کرو! بندر تھامے انتظار مگر کب تک اور کہاں تک؟ نہ بندروں والے آئے اور نہ اور کوئی خریدار۔ خیر بندروں نے بھی بھوک کی وجہ سے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اب کیا کیا جائے؟ ان کو چھوڑتے ہیں تو تب بھی مالی نقصان اور بندروں کا علاقہ میں دوبارہ تنگ کرنا۔ اور اگر نہیں چھوڑتے تو ان کا کھانا کہاں سے لائیں؟

بہر حال اچانک اعلان ہوا ''وہ فراڈ تھا''۔ البتہ ایک نیا آدمی آیا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ جس نے ایک روپے کا بندر دینا ہے تو وہ خریدنے کے لیے حاضر ہے۔ وہ ان بندروں کو ''ثواب کی خاطر'' مندروں میں بانٹ دیگا۔ لوگوں نے بیچارے ''مرتے کیا نہ کرتے'' کے تحت مجبوراً ایک، ایک روپے کا بندر بیچ دیا۔ اور جان چھڑائی اسکے بعد وہ تاجر سری لنکا میں بندروں کی تجارت برائے ''چڑیا گھر'' کرتے دیکھا گیا۔

بہر حال یہ تھی بنارس کے تاجروں کی جعلی طلب۔ تو ''طلب پیدا کرو'' پر یاد آ گئی۔ اور گوش گذار کر دی۔ (معذرت کے ساتھ) رسول اقدس ﷺ نے اللہ تعالی کے حکم کے بموجب خود

اور اپنے صحابہ کرام ؓ کو **علی وجہ البصیرۃ** ایک مکمل عقائد والا اسلامی ذہن دیا جس میں عقیدۂ توحید سے لیکر خلافت اور اقوام عالم پر اسلام کا سکہ بٹھانا تھا اور اسکی طلب پر زور دیا تھا یہ تبلیغی جماعت والے نہ جانے کس چیز کی طلب پیدا کر رہے ہیں؟ اور بس دس کا پہاڑہ پڑھ رہے ہیں پہاڑہ یہ ہے۔ مسلمانوں کا مال × مسلمانوں کا وقت × کافروں سے نفرت نہیں × برائی کو نہ چھیڑنا × خلافت وطاقت کی پرواہ نہیں = نتیجہ کیا آیگا؟ آپ خود سمجھ لیں۔ انگریزی استعمار بھی اس پاک وہند میں آیا تھا اور تجارت کے حوالے سے آیا تھا پھر قبضہ کر لیا پھر کچھ علماء حق اُٹھے تھے انہوں نے جان کی بازی لگادی تھی۔ انگریز تنگ ہوا۔ جعلی نبی بنایا قادیان سے۔ مگر اسکی ”طلب“ لوگوں کو سمجھ آگئی تھی۔ بہرحال انگریز کو تجربہ ہوا کہ تجربہ تونا کام ہے خیر حال ہی میں ”مضاربت سکینڈل آف پاکستان وعالم“ مشہور سکینڈل ہے۔ اس میں بھی مخلصین، علماء کرام ومفتیانِ عظام بیچارے ”مارے گئے“۔ جو جتنا جلدی نکل گیا کامیاب ہوا۔ مسلمان تو ثواب پر جان دیتا ہے۔ قرآنی آیت کریمہ شاہد ہے ”**ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ**“ یہ تو ایک حقیقت ہے مگر ”ثواب“ اور اسکے موارد کا تعین سلف الصالحین وائمہ مجتہدین قرآن وسنت کی روشنی میں کر گئے۔

اہل افتاء اور ”تبلیغی کام“ کیلئے تاویلات واعتذارات

جب کسی کام کے مفید اور اچھے نتائج آتے ہیں یا اس پر چلنے والے عموماً صحیح ہوتے ہیں تو کوئی ان کی شکایت نہیں کرتا چھوٹی موٹی غلطیاں ہر نظام میں جڑنے والے افراد میں ہوتیں ہیں اور ان کی اصلاح کی فکر اس نظام والوں کو ہوتی ہے اور باقاعدہ اس سسٹم کو چلانے کیلئے احتسابی شعبے بنائے جاتے ہیں اور اچھے مشوروں پر عمل کیا جاتا ہے۔ مگر تبلیغی کام کی تو دنیا ہی نرالی ہے یہاں مساجد، مدارس، مراکز، گلی محلہ سے لے کر افتاء تک ہر جگہ شکایات ہی شکایات ہیں۔ آپ اہل حق علماء دیوبند کا کوئی بھی فتاوی دیکھ لیں اس میں کچھ یوں استفتاء نظر آئیں گے ”بعض تبلیغی کہتے ہیں

مولانا الیاس صاحبؒ الہامی نبی تھے اور ہر آنے والے واقعے کو ان کو علم ہو جاتا تھا کیا مشورہ وحی کا نعم البدل ہے'''' ہمارے ہاں اہل تبلیغ درس قرآن میں نہیں بیٹھتے اور کہتے ہیں کہ اس سے توڑ پیدا ہوتا ہے۔ یہ انفرادی عمل ہے'' مدرسین مدرسہ اور اساتذہ حفظ قطرے ہیں اور تبلیغ سمندر ہے'''' ختم نبوت اور دفاع صحابہؓ کا کام بھی کوئی کام ہے''؟'' تبلیغی کام'' مزاج نبوت'' والا کام ہے باقی کام اختراعی ہیں'' ہمارے ہاں ایک جماعت والے نے ایک امام مسجد کو کہا کہ وقت لگا ؤ انہوں نے کچھ اعذار بتائے اسکے بعد وہ امام صاحب حج فرض کرنے گئے تو ان لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کے پاس تبلیغی کام کیلئے فرصت نہیں حج کی فرصت کیسے مل گئی؟'' ہمارے ہاں اہل تبلیغ جہاد والوں کو فسادی کہتے ہیں''۔ اہل تبلیغ کا یہ عمل ہے۔۔۔۔۔۔ اور پھر مسجد اہل بدعت کے پاس چلی گئی اور سامان مسجد سے باہر پھینک دیا وغیرہ وغیرہ یہ استفتاء و واقعات ہے اہل دیوبند کے فتاوی در بارہ تبلیغی جماعت آپ کو ملیں گے اور مفتی صاحب'' بڑی دور دراز'' کی کوڑیاں لا لا کر بنا بنا کر ان'' مستفتیوں'' کو مطمئن کرتے ہیں ہمیں سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ بھلا خیر کے کام میں اعتراضات کیوں پیدا ہوں؟ اس پر اہل دیوبند غور فرمائیں اور یہ فتاوی چاہے دار العلوم دیوبند ہو، کفایت المفتی ہو، فتاوی محمودیہ ہو، آپ کے مسائل اور ان کا حل ہو، احسن الفتاوی ہو یا۔۔۔۔۔ کوئی بھی۔ اسلئے یہی ہوں گے، اور مفتیان کرام کا کچھ اسی طرح کا رویہ ہوتا ہے الا ماشاء اللہ مثل مفتی رشید احمد صاحبؒ وغیرھم۔ پھر مفتیان کرام'' نفس تبلیغ'' کے فوائد بتاتے ہیں احکامات بتاتے ہیں۔ اور'' مروجہ تبلیغی کام'' پر چسپاں کر دیئے جاتے ہیں ذرائع واسباب میں مدارس دینیہ پر قیاس کرتے ہیں۔ اور اللہ اللہ خیر سلا تبلیغ والوں کا مسئلہ حل کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ معاملہ چل رہا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

(از مولانا محمد صاحب یوسفزئی بنوری ٹاؤن کراچی)

نحمده تعالی ونصلی ونسلم علی رسوله الكريم الخاتم النبيين وعلی اله واصحابه المجاهدين امابعد، فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمان الرحيم۔ 'فقاتلوا ائمة الكفر انهم لا ايمان لهم لعلهم ينتهون وقال تعالیٰ قاتلوا المشركين كافة كمايقاتلونكم كافه وقال تعالیٰ ان الله يحب الذين يقاتلون فی سبيله صفاً كانهم بنيان مرصوص وقال النبی صلی الله عليه وسلم والذی نفسی بيده لودت ان أقتل فی سبيل الله ثم أحی ثم أقتل ثم أحی ثم أقتل ثم أحی ثم أقتل او كماقال النبی صلی الله عليه وسلم

اس اجتماع رائیونڈ ۲۰۱۲ء میں احمد بہاولپوری صاحب جو پوری دنیاءِ تبلیغ کے اسٹیج سے بات کرتے ہیں۔ شوریٰ تبلیغ کے اہم رکن اور مشورے پر حاوی ہوتے ہیں۔ جو بقول مولانا احسان صاحب کے، اپنے لئے (مشورہ میں جوان تبلیغیوں کے ہاں ''وحی کا نعم البدل'' ہے۔ حوالے کیلئے دیکھئے ''روح الاعمال'' نامی کتاب جو مرکز رائیونڈ سے بآسانی دستیاب ہے) بیان طے کرا لیتے ہیں۔ اوران کا اصرار ہوتا ہے کہ میں ہی بیان کروں گا۔ نیز پرانے احباب تبلیغ ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ اس دفعہ کے بیانات میں پہلے حصے میں انہوں نے حسبِ سابق مجاھدین کو جوتے پڑنے وغیرہ کا ذکر کیا کہ ''تاریخ انسانی میں جتنی تعداد اس وقت مجاھدین کی ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ اور جتنی مار اب پڑ رہی ہے پہلے کبھی نہ پڑی'' اسکی وجہ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ ترتیبِ نبوی ﷺ پر نہیں آ رہے۔ اور معیتِ الٰہیہ ان کے ساتھ نہیں۔ نیز معیبِ الٰہیہ ہو اور مار پڑے۔ (شکست ہو جائے) یہ ہو نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔ دوسرے بیان میں انہوں نے فلسفیانہ انداز میں اپنے پیروکاروں کو فرمایا ''بنی اسرائیل کا کیا مسئلہ تھا؟ ان کا بھی یہی مسئلہ تھا۔ جو آج ہے۔ وہ بھی کہتے تھے فرعون اہل نہیں، حکومت کا، ہمیں مل جائے،، آج ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ حکومت مل جائے۔۔ اور کہتے ہیں، جہاد کرو۔۔۔ جہاد کرو۔۔۔ اور جلوس نکالتے ہیں۔۔۔ کیا نوح (علیہ السلام) نے جہاد کیا تھا؟ لوط (علیہ السلام) نے جہاد کیا تھا؟ بھئی! اللہ کی کاروائی کے اور بھی طریقے ہیں۔ (جہاد نہیں)۔۔۔ آگے فرماتے ہیں۔ ''یہ راز اور حقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم تھی۔ اسلئے اُن کو کوئی دشمن دھمکی دیتا تھا تو وہ کہتے تھے۔ کہ

تمہاری جنگ اور مقابلہ ہم سے نہیں۔ ہم تو کسی کے ہیں۔ بس وہ خود کاروائی کریگا۔۔

(نوٹ) اس بیان سے ملتا جلتا بیان ایک اور ''درویش بزرگ'' عمر پالن پوری صاحب کا بھی ہے۔ جو جگہ جگہ یہ فرماتے تھے کہ۔ ''پھر خدائی آپریشن'' ہوتا تھا اور ڈیفنس کے خرچے کی ضرورت نہ تھی۔ ان کی مدد تو آسمانوں سے ہوتی تھی۔ ان کے پاس جو اسلحہ، تلوار، وغیرہ نظر آتا تھا وہ تو ڈاکوؤں اور چوروں کیلئے ہوتا تھا۔ کہ اس زمانے میں عرب کا یہ کلچر تھا۔ کفار کیلئے اسلحہ نہ تھا۔ دعوت تھی اور وہ تو۔۔۔ بچھاتے تھے مصلی۔۔۔۔۔ پڑھتے تھے نماز۔۔۔۔۔ دو رکعات نفل۔۔۔ بہاتے تھے آنسو۔۔۔ اور پھر دھڑام سے مدد آجاتی تھی۔ صحابہ کرامؓ کافروں کو مارنے اسلحہ لیکر نہ جاتے تھے''۔ ان بیانات میں یہ مذکورہ سب ''بزرگ و درویش'' ایک ہی مضمون کو مختلف الفاظوں کے ہیر پھیر کے ساتھ دُہراتے ہیں اور ابھی تک دھرا رہے ہیں۔ اور امتِ مسلمہ اور اپنے پیروکاروں کو یہاں تک لے آئے ہیں کہ اب ان کے پیروکار اب کھلے بندوں اور علی الاعلان یہی نظریہ سنا رہے ہیں۔۔۔ بلکہ اس دفع سند قوی کے ساتھ علماء کے مجمع میں مولوی رمضان صاحب نے فرمایا کہ ''بھئی جہاد کا کون منکر ہے؟ شرعی جہاد شروع تو کرو ہم بھی ساتھ ہو جائیں۔ ابھی تک کہیں شرعی جہاد ہے؟'' یاد رہے کہ اس وقت 2014 قریب الاختتام ہے سانحہ امارت اسلامیہ افغانستان و عراق و شام، عرق، فلسطین کفر سے نبرد آزما ہے اور یہ فرمایا ہے کہ کہیں شرعی جہاد تو ہو۔؟

طارق جمیل صاحب کہتے ہیں۔ کہ ''بھئی وقت تو دیکھو۔ ابھی نماز کا وقت نہیں اور پہلے ہی ''اللہ اکبر''۔!۔۔۔ انداز بھی استہزائیہ ہے۔ گویا ابھی وقت جہاد نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون بھی اسی طرح بکتا تھا۔ اور اس کا مقصد جنگِ آزادی انگریز سے روکنا تھا۔ کہ۔۔۔ اب تیر و تفنگ کا دور نہیں۔۔ اب مسلمانوں میں وہ آب و تاب نہیں (یعنی کمزور ایمان والے ہیں اور اسلحہ والے نہیں)''

احمد بہاولپوری صاحب گویا ہوئے اس دفعہ اجتماع رائے ونڈ ۲۰۱۲ء میں ''کہ ختمِ نبوت ﷺ پر کوئی ڈاکہ ڈالتا ہے۔ کہ تحفظ ختمِ نبوت ﷺ۔۔۔۔ تحفظِ ختمِ نبوت'' کی جماعتیں بنا ڈالیں۔'' پھر اسی بیان میں مجاہدین کی زلفوں کا مزاح بھی اڑایا کہ انہیں زلفوں سے پکڑ کر فرشتے جہنم

میں ڈالیں گے۔'' اسی بات پر مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ نے ان پر تجدید ایمان ونکاح کا فتویٰ لگایا تھا۔ اوراب ۲۰۱۲ء کے الاحسن رسالہ میں حضرت مفتی زرولی خان صاحب دامت برکاتہم نے بھی طارق جمیل صاحب پر اس قسم کے ہی ریمارکس اور فقہی رائے دے دی ہے۔ مسئلہ عقائدِ باطلہ کا ہی ہے۔ مگراب تک وہی رٹ لگا رکھی ہے۔ کیا تبلیغی علماء احباب واراکین یہ باتیں نہیں سمجھتے اور جانتے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہم سب مسلمان ہیں بحمد اللہ اور ختمِ نبوت ﷺ کا کام ہم سب کا ورثہ ہے۔ لیکن یہ سب تبلیغی جماعت کے مشن میں شامل نہیں۔۔۔ وہ برملا کہتے ہیں کہ عصمتِ انبیاء علیہ السلام، تحفظ ناموس صحابہؓ، تحفظِ ختمِ نبوت ﷺ، کے کام سے توڑ پیدا ہوتا ہے۔ ہم جوڑ کا کام کر رہے ہیں۔ اوران کی (دیکھئے روح الاعمال نامی کتاب) کتابوں میں لکھا ہے کہ جوڑ کیلئے کچھ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اور اسکی فضیلت یہ بیان کی'' کہ جس نے جوڑ پیدا کرنے کیلئے حق بات کو چھپایا اسکا محل (نعوذ باللہ) رسولِ اقدس ﷺ کے ساتھ ہوگا۔''

''اسرائیل اور امریکہ کو اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین پر مسلط کر دیا ہے وہ ان کو مار رہے ہیں، اللہ نہیں مارتا۔''

اوراسلام آباد کے اجتماعات۔ بزرگ حضرت حاجی عبدالوہاب وغیرہ نے فرمایا'' ہمیں اسرائیل سمیت ساری دنیا کے ساتھ امن وامان اور بھائی چارہ کے ساتھ رہنا ہوگا۔ دہشت گردی (جہاد) کا اسلام سے تعلق نہیں۔ (روزنامہ آواز وایکسپریس ودیگر جرائد) (اجتماع اسلام آباد)

مسلمانو! خدارا! ان عقائد اور بیانات پر غور کرو اور اپنی صفوں کا انتخاب کرو کہ تم کس صف میں ہو؟ مجاہدین کے ساتھ یا امریکہ واسرائیل کے ساتھ؟ ان جعلی بزرگوں، درویشوں کا موازنہ ذرا اپنے ماضی میں جھانک کر صلاح الدین ایوبیؒ کے خلاف ان ایمان فروش بزرگوں کے ساتھ کرو۔ جو بزرگی کے لباس ولبادے میں سادہ لوح مسلمانوں کو جہاد وایمان سے عاری کرتے تھے۔ اور دین اور جہاد کی اصطلاحات کو بدل ڈالا تھا۔ ایک اور بزرگ فرشتہ صورت بڑے پروٹوکول کے ساتھ کبھی لیاری کراچی کبھی گلگت کبھی اسلام آباد کبھی دفتر منہاج القرآن، کبھی موہڑہ شریف کے مزار پر عرس کے موقع پر ظہور فرماتے ہیں۔ ان کے بیان میں مرکزی موضوع یہی ہوتا ہے۔'' اسلام اخلاقیات کا کہتا ہے۔

اسلام کی چوٹی اخلاق ہے۔ ایمان کیا ہے 'میٹھا بول'' اسلام کیا ہے''صبر اور معاف کر دینا'' حدیث جبریل کو ہی بدل دیا۔ کسی کی بھی مذمت نہ کرو۔ وہاں بریلوی مقرر بھی یہی کہتا ہے۔۔۔ کہ ہم سب کا مشن ایک ہے۔ اور پھر کیوں نہ ہو، اور جماعت والے ان کے درمیان کوئی سرحد ہی نہیں نہ عقائد کی اور نہ ہی اعمال کی پھر کیوں نہ ہم اکھٹے کوشش کریں۔ پھر اسی عرس کے موقع پر موہڑہ شریف گیا ہوا ۲۵ رکنی وفد جسکی قیادت مولوی طارق جمیل صاحب کررہے تھے بریلوی سٹیج سیکرٹری نے یہ اعلان کیا کہ یہ حضرات اُمرائے جماعت ہیں اور یہ ہمارے ہر عمل ذکر و فکر کیف و مستی، سرورِ محفل، ذکرواذکار اور درودِ پاک میں شریک ہوئے۔ مولوی طارق جمیل صاحب نے جوابی تقریر میں فرمایا کہ ہم حضرت (گولڑہ شریف والے) کے فیض سے یہاں حاضر ہوئے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد بقولِ کسے۔

من توشدم تومن شدی۔۔۔ من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد از ایں۔۔۔ من دیگرم تو دیگری

کا مظاہرہ کیا۔ طارق جمیل شو ہوا شو کے دوران سٹیج پر سے نعرہ ءغوثیہ نعرۂ رسالت وغیرہ وغیرہ بلکہ شاید نعرہ ء حیدری بھی لگتے رہے۔ حضرت نے کوئی نکیر نہیں فرمائی کیوں کہ نہی عن المنکر سے توڑ پیدا ہوتا ہے۔ اور روح الاعمال نامی (تبلیغی کتاب) میں لکھا ہے جس نے جوڑ کیلئے حق کو چھپایا اس کا محل جنت میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ ہوگا۔ (نعوذ باللہ) اور اسکو حدیث قرار دیا۔ قارئین کرام ان تمام لغویات اور بدعات کے باوجود اس روحانی بزرگ کا چولا (کُرتا) داغ دار نہیں ہوا دیوبندیت متاثر نہیں ہوئی۔ بی بی تمیزہ کا وضو نہیں ٹوٹا۔ اور بقول ایک رکنِ تبلیغی جماعت کے اگر مولوی طارق جمیل کے کرتے کو نچوڑیں تو فرشتے وضو کریں (بزرگ جو ہوئے) ۲۰۱۴ء کے مرکز رائیونڈ کے بیان میں (۱۴ سال بعد) فرماتے ہیں۔

'اس امت کے عقائد، مسائل، شکلیں کبھی ایک نہ ہوگیں سب کو سینے سے لگانا سیکھو''

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے شریعت میں عقائد صحیحہ پر مدار نجات ہے۔ اور یہ ان کو سینے سے لگانے کا مشورہ دے رہے ہیں۔

☆☆☆

یہی بزرگ فرشتہ صورت (مسجد عائشہ فیصل آباد کیسٹ کا نام ہے کچے ایمان والے مسلمان) میں فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے لئے اب مثال۔۔۔ اسوہ رسول اکرم ﷺ۔۔ صحابہ کرام ؓ۔۔ خلفائے راشدین ؓ نہیں بلکہ۔۔۔۔۔ ہمارے اس یہود جیسے معاشرے سے نکلنے کیلئے اُس طرح کی محنت کرو جسطرح اُس وقت بنی اسرائیل نے محنت کی ان سے جو کرایا گیا ہمارا بھی وہی حال۔۔ اس بیان میں ساری امت رسول ﷺ کو یہودی معاشرہ کہہ دیا اور کہا کہ ’’اس بھنور سے نکلنے کیلئے ہمیں بنی اسرائیل کی طرف لوٹنا ہوگا نہ کہ صحابہ کرام، خلفاء راشدین، اور نبی علیہ السلام نہ بدر، واحد و حنین کی طرف۔ (مراد یہودیوں کی طرف ہے کہ ہم بھی یہودیوں جیسے اعمال کریں)‘‘ کیونکہ خود ہی مجمع سے فرماتے ہیں۔

’’ہمارا موجودہ معاشرہ یہودیوں کی طرح ہے۔ اُن کو جسطرح سے ہدایت ملی تھی۔ ہمیں بھی اُسطرح ہدایت ملیگی۔ احمد بہاولپوری بھی انہی نظریات کے حامل ہیں اور وہ بھی مجمع کو بنی اسرائیل کے واقعات سے مزین فرماتے ہیں۔ اسوۃ رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ اور قرآن کریم کو نہیں سنایا جاتا۔ ہاں اگر کہیں سنایا تو تحریف کر کے بنی اسرائیل کی اقتداء کے مشورے کیلئے یا اپنی ان موجودہ اصطلاحات کیلئے جو انہوں نے اپنے تئیں گھڑ رکھی ہیں۔

☆☆☆

ایک اور بزرگ حاجی مولانا سعید احمد خان صاحب ایک خط کے ذریعہ لکھتے ہیں۔ کہ اصل مقصد تو لوگوں کو دعوت دینا ہے جسطرح اصل وضو ہوتا ہے۔ اگر پانی نہ ملے تو تیمم کیا جاتا ہے۔ بوقتِ ضرورت حالتِ اضطراری میں اِسطرح جہاد کا مسئلہ سمجھ لو کہ لوگ دعوت سے روکیں تو پھر دیکھا جائے گا کہ تیمم یعنی ’’قتال‘‘ کریں گے۔ ورنہ (جسطرح اب تک امریکہ، برطانیہ، ہمیں نہیں روک رہے) اس صورت میں ہم دعوت وتبلیغ کا ہی کام کریں گے۔ اور جہاد سے تو طائف بھی فتح نہ ہو سکا۔ پھر دعوت وتبلیغ سے ہوا۔ اور امام بخاریؒ نے تو مسجد کو جانا بھی جہاد سمجھا ہے۔ والدین کی خدمت کو بھی جہاد کہا۔ اس لفظ جہاد ’’کا معنی بہت وسیع ہے‘‘ اور علماء کرام سے بحث نہ کیا کرو۔ (ورنہ اصلی بات سمجھ آ جائیگی) اور ان کا اکرام کرتے رہو۔ کچھ عرصہ بعد علماء حضرات بھی (مجبوراً) مان جائیں گے۔ (خط از بنگلہ دیش کا کریل

مسجد ڈھا کہ)اور پھر مشورہ دیا کہ اس سلسلہ میں مولانا محمود الحسن گنگوہی مفتی دار العلوم دیو بند کا فتاویٰ جلد نمبر فلاں دیکھو اس میں بھی اسطرح ہے۔ جو میں خط میں لکھ رہا ہوں۔ (یہ خط شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب کے پاس بھی محفوظ ہے اور مولانا امان اللہ صاحب عمر زئی نے اپنی کتاب ''تبلیغی جماعت کی خرافات کا علمی جائزہ'' نامی کتاب میں طبع کیا ہے)

☆ بعض لوگوں کو بزرگوں کے ان بیانات میں یوں دھوکہ لگتا ہے کہ جب ''بزرگ'' ''دفع دخلِ مقدر'' کے طور پر یہ فرما دیتے ہیں کہ جہاد کا کون منکر ہے؟ ۔۔۔ یہ ایسا ہی ہے ''جیسے چور کی داڑھی میں تنکا ہوتا ہے'' ۔۔۔۔ پہلے ہی بزرگ وضاحت فرما دیتے ہیں کہ ۔۔۔۔ جہاد کا منکر تو کافر ہوتا ہے کہ قرآن کا انکار لازم آتا ہے وغیرہ وغیرہ؟؟؟ ۔۔۔ اور پھر اسکے بعد ایک لمبا ہاں ۔۔۔۔۔۔ کر کے کہتے ہیں کہ ''ہاں'' وقت کو بھی تو دیکھا جائیگا۔ کہ ابھی وقتِ جہاد ہے یا نہیں؟ جیسے نماز میں کہ نماز تو فرض ہے لیکن وقت پر۔ نہ یہ کہ پہلے ہیں اللہ اکبر (مزاحاً اور طنزیہ ہنستے ہوئے لہجے کیساتھ) یہ تمہارے انداز یہ تمہاری طنزیہ مسکراہٹیں ۔۔۔۔ خبر دیتی ہیں کچھ اور بھی ۔۔ پھر بڑے طریقے سے جہاد کی شرائطِ نازکہ ۔۔۔۔ ایمان کا کچا پکا ہونا ۔۔۔ مکی، مدنی دور کا ہونا ۔۔۔ وغیرہ ۔۔۔ اسطریقے سے کرتے ہیں۔ کہ لوگ اس سے دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ بزرگ ان چیزوں کے منکر تو نہیں ۔۔ مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ ایمان بناتے بناتے بابے بن گئے ہیں اور کچھ انہیں کچے ایمانوں کے ساتھ قبروں میں تشریف فرما ہیں۔ مگر نہ فرنگی کے دور میں انکا ایمان بنا ہوا تھا، نہ روسی استعمار کے دور میں، اور نہ اب ناٹو اور امریکہ کے مقابلے میں تو پھر ایمان کے مقابلے میں کیا ہوتا ہے؟ بے ۔۔۔۔۔ ''نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی'' کا مسئلہ یعنی حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط (القرآن) اونٹ سوئی کے ناکے سے کہاں گزر سکتا ہے؟

اور اونٹ گزر گیا تو جماعت والے بھی جہاد کا معنی قتال کریں گے۔ ورنہ یہی معنی شاخوں، مدرسوں، بیانوں میں ہوتا رہیگا۔ یعنی ''اللہ کے دین کی محنت'' ''اللہ تعالیٰ کا راستہ'' ''کوشش دین'' وغیرہ وغیرہ اور جہاد بالنفس۔

☆☆☆

ایک اور بزرگ حضرت مولانا احسان صاحب، جو مذکورہ بزرگوں کے حامی۔۔۔ کچھ ان کے استاد ہیں۔ کچھ ان کے شاگرد، وہ بھی جہاد کا معنی دین کی محنت، کوشش، کرتے ہیں۔ وہ اس دفعہ ۲۰۱۲ء کے بیان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کو بیان کرتے ہوئے اپنی اصطلاحات کو اسطرح ثابت کرتے ہیں کہ ''تلوار لیکر حضرت رسول اقدس ﷺ کو قتل کرنے چلے راستے میں کسی نے کہا گھر کی خبر لو، غصہ میں بہن کے گھر گئے وہاں دیکھا تو تعلیم کا حلقہ لگا ہوا تھا''۔۔۔۔ قارئین کرام ہے کوئی مثال اس سے زیادہ ڈھٹائی کی؟ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے جس قرآن اور اسکے درس سے بھاگتے ہیں۔ اُس قرآن کریم کی تلاوت اور اسکے معنی کو اپنی مروجہ تعلیم کے حلقے سے تشبیہ دے دی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہاں ''مروجہ'' تبلیغی حلقہ نہیں لگا ہوا تھا بلکہ سورۃ طٰہٰ کی تلاوت اور معانی بیان ہورہے تھے اور دلوں میں ایمان اُتر رہا تھا۔ جبکہ انہی بزرگوں نے حیاۃ الصحابہ کے اردو ترجمہ میں چلہ والی روایت کو جو کہ ''رباط'' یعنی دشمن کی سرحد پر مسلمان کا پہرہ دینا تھا اسکو مروجہ چلے پر فٹ کر دیا۔ اور نفیر جو کہ خالصتاً جہادی اصطلاح ہے اس کو تبلیغی جماعت کے نکلنے پر اسطرح کی ''کاروائیاں'' پوری کتاب حیات الصحابہ میں کی گئیں۔ اور کہا گیا کہ پہلے ترجمہ ایک دیوبند سے فاضل عالم مولانا عثمان صاحب نے کیا تھا مگر تبلیغی طرز پر نہیں تھا اب ہم نے ''تبلیغی طرز'' پر کر کے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ علماءِ دیوبند سے گزارش ہے کہ وہ اس ''تبلیغی طرز'' کی بھی وضاحت فرمادیں۔

نیز علماءِ دیوبند کو یہ بھی بتلا دینا چاہتے کہ دین میں ''وقت لگانا'' وہی معتبر ہوتا ہے جو تبلیغی طرز اور ترتیب پر ہو۔

عالم اور مفتی وہی معتبر ہوتا ہے جس کا تبلیغی طرز پہ وقت لگا ہوا ہو۔

اور آج کل صاحبزادی صاحبہ کا نکاح اور تزویج بھی اسی عالم سے کرنی چاہیے جس کا تبلیغی طرز پر وقت لگا ہوا ہو۔

نیز صاحبزادی صاحبہ کو بھی یہ صبر سکھایا جائے کہ دولہا صاحب ''سب کچھ قربان کر کے'' نکاح کے فوراً بعد اللہ کی راہ میں نکلیں گے۔ تم زیادہ فکر نہ کرنا۔ ورنہ اللہ میاں ناراض ہو جائیں گے۔

علماءِ دیوبند اگر تبلیغی جماعت کے مذکورہ طریقہ کار اور تبلیغی طرز کو کتاب اور سنت کے مطابق

سمجھتے ہیں تو انہیں کھل کر فتوئی دینا چاہئے۔ تا کہ امتِ مسلمہ عمومی گناہگاری سے بچ جائے۔ اللہ تعالیٰ بہت اجر دیں گے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ اور صرف حسن ظن کہ انڈیا میں ترتیب علماء کے ہاتھ میں ہے۔ وہاں کے علماء سے جب ملاقاتیں ہوئیں تو انہوں نے بھی پاکستان جیسے حالات کا رونا رویا۔

ایک بڑا المیہ:

جب علماء دیوبند جو حق کی علامت سمجھے جاتے تھے۔ اور اب بھی ان میں علماء حق ہیں۔ ان سے شکایت کی جاتی ہے۔ کہ دیکھئے کیا سے کیا ہو گیا؟ تو آگے سے جواب ملتا ہے۔ ہاں جی غلطیاں تو ہیں مگر خیر غالب ہے۔ بس تعبیر کی غلطیاں ہیں۔ اور اب تو ہر مسجد پر ان کا کنٹرول ہے۔ اتنی بڑی جماعت کے ساتھ چھیڑنا دیوار سے سر ٹکرانا ہے۔ بریلوی اور اھل حدیث خوش ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔ اس قوم کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ سبحان اللّٰہ لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلیٰ العظیم۔ حالانکہ مرکز رائے ونڈ میں امسال جو فسادات ہوئے۔ اس نے ان بزرگوں کے تقدس کے سارے بھانڈے پھوڑ دیئے خود ان کی تحریروں سے اندر کے احوال اور غیروں کے ہاتھ صاف نظر آ گئے۔ مگر نہ جانے علماء کرام کیوں تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے کبھی ''خیر کا غلبہ ہے'' اور کبھی یہ اپنی علماء دیوبند کی جماعت ہے۔'' کا عذر کر لیتے ہیں؟؟؟ اور کسی کا اور کچھ بس نہ چلے تو وہ تردد ی مؤلفین پر پنج پیری یا مماتی کا الزام لگا دیتے ہیں۔

مسجد عائشہ میں طارق جمیل صاحب کے بیان کو ''کچا ایمان والا مسلمان'' کا عنوان دیا گیا ہے۔ حالانکہ شرعی نقطہ نظر سے 'ایمان سے مراد عقائد اور اسلام سے مراد اعمال ہے، اعمال کی سستی یا کچا ہونا تو عند اللہ قابل معافی ہے لیکن عقاید و ایمان کی کمزوری عند اللہ نا قابل بخشش ہے۔۔ الفاظ قرآنی کو تو دیکھئے الآن خفف اللّٰہ عنکم و علم ان فیکم ضعفا الخ جسکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے یہ پہچانوا دیا کہ تمہارے اندر کچھ ضعف ہے۔ لیکن تخفیف کرتے ہوئے جہاد پھر بھی ساقط نہیں۔ بلکہ اب تو اگر سو مسلمان بھی صابر اور ثابت قدم ہوئے تو دو سو کافروں پر غالب آئیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کہ فطرتی یا جسمانی کمزوری کے باوجود جہاد ساقط نہیں ہوتا اور عقیدہ جہاد کے سقوط کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابیؓ کے جنازہ پڑھنے کا وقت آیا تو اکثر صحابہ کرامؓ کی

آپس میں یہ سرگوشی تھی کہ اسکی کوئی نیکی ہمیں نہیں معلوم آپ ﷺ نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھو کہ شاید کوئی صورت نکل آئے۔ مجمع میں سے ایک صحابیؓ کھڑے ہوئے اور بولے کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے اسکی نیکیوں کا تو علم نہیں ہاں یہ ہے کہ ایک دفعہ اسکو میں نے کفار کے مقابلے میں رباط یعنی پہرے میں دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تو آگے بڑھو، جنازہ پڑھو۔ اور جنازہ پڑھایا۔ درویش طارق جمیل نہ جانے کیوں ہمارے مجاہدین وعشاق محمد ﷺ وصحابہؓ والے معاشرے کو یہودی معاشرہ بنانے پر تلا ہوا ہے۔ پھر طارق جمیل کو واضح ہو کہ نئے نو یلے اور ''حدیث عہد بالاسلام'' اور نئے مسلمان ہونے والوں کو جو ہدایت ملی وہ سیرتِ رسول کریم ﷺ اور سیرت صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدینؓ سے ہی ملی۔ نہ ہی مغضوب علیہم، جن پر اللہ کا غضب ہوا اور جن کو بندر اور خنزیر بنایا گیا۔ اور جنہوں نے جہاد کا انکار کیا۔ وہ تو وادی تیہ میں سروں پر بستر ے لیکر چالیس سال تک پھرتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ یعنی بنی اسرائیل وہ تھے جنہیں تاریخ قرآنی نے ہمیشہ نعمتوں کا نا قدردان گنوایا، ہر ہر لحظہ اور قدم آنحضرت موسیٰ علی نبینا علیہ السلام کو تکلیفیں دیں۔ عجیب وغریب مطالبات کیے۔ طارق جمیل اور احمد بہاولپوری امت اسلامیہ کیلئے ان بنی اسرائیل میں کونسی نجات اور کونسا راستہ ڈھونڈ رہے ہیں۔؟

یہی طارق جمیل روحانی آب وتاب کے ساتھ کراچی میں ایم، کیو، ایم اور دیگر دہشت گرد تنظیموں پر قابو پانے حکومت کے ایماء پر لیاری تشریف لے گئے۔ بڑا پروٹوکول دیا گیا۔ حسب ضابطہ مجمع کو اخلاقیات کا درس دیا۔ اور پھر وہ چھپی ہوئی شریعت کو نکھارا۔ گویا ہوئے۔ ''مظلوم بن جاؤ'' حسینؓ کیطرح اور پھر رومال سے آنسو پونچھتے رہے۔ اس درویش کو کراچی میں تاریخ اسلامی کے اوراق میں صرف سیدنا امام حسینؓ (سیدا شباب اہل الجنۃ) کی شہادت ہی مظلوم کیوں نظر آتی ہے۔ امیر المومنین سیدنا عثمان ابن عفان، سیدنا علی، سیدنا عمر، سید الشہداء امیر حمزہ، اور بیر معونہ والے شہداء قراء کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نظر نہیں آئے؟ لیکن، اُن کی مثال دیتے تو شیعت کہاں خوش ہوتی؟؟؟

اس مذکورہ بیان لیاری میں طارق جمیل نے فاش غلطیاں کی ہیں۔ اور تحریفات سے کام لیا ہے۔ کیوں کہ ہم سب اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا امام حسینؓ کا خروج فرمانا اختیاری تھا اور بظاہر شہادت بھی نظر آرہی تھی۔ کوفیوں نے ظلماً شہید کیا اور خانوادہ ء اہل بیت کو رنج والم

دیا۔ گویا حضرت امام حسین ؓ کا یہ اقدام اختیاری تھا۔ اسکو کراچی کی ٹارگٹ کلنگ پرفٹ کرنا اور چپکانا کہاں کی عقلمندی اور درنگی ہے۔ جہاں مقتول کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کیوں مارا جارہا ہوں اور نہ قاتل کو پتہ کہ کیوں ماررہا ہوں۔ یہاں مقتول کی شہادت غیر اختیاری ہوتی ہے اگر مقتول کا عقیدہ صحیح ہے تو شہادت یقینی ہے لیکن امام حسین ؓ کی مثال ومظلومیت اور لوگوں کو مظلوم بن جانے پر تیار کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ ''أنصر اخاک ظالماً او مظلوما'' صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا ظالم کی کس طرح مدد کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا اسکا مسلح ہاتھ پکڑلو اور قتل نہ کرنے دو۔ پھر اسی تقریر لیاری میں ٹارگٹ کلنگ کو سیدنا اسماعیل ؑ کی قربانی سے تشبیہ دی گئی۔ حالانکہ وہ بھی اختیاری تھی۔ قارئین کرام طارق جمیل نے ایک اور پھول جھڑی چھوڑی'' کہنے لگے اسماعیل ؑ کو معلوم ہی نہ تھا کہ ذبح ہونے چلے ہیں۔'' واہ بھئی واہ!!! نصِ قرآنی ہے۔ ''افعل ماتومر'' اور یہ بھی ''فلما اسلم وتله للجبين''۔ دونوں باپ بیٹا اللہ تعالی کے حکم کے سامنے جھکے اور قربانی کے لئے تیار۔ اور حضرت اسماعیل ؑ کا یہ جملہ تو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے اور آئندہ اولادوں کیلئے بھی راہ ہدایت۔ کہہ ''افعل ماتومر ستجدني انشاء الله من الصابرين'' والد صاحب جو حکم الٰہی ہے اُسے پورا کیجئے، اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔ لیکن کیا کیجئے خطابت کا اور جاہلانہ تفسیر کا۔ قرآن کریم کی تفسیر کا خوبصورت اور روحانی حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا۔

مغالطے:

اب دیکھئے! ڈراؤن کے مقابلہ میں جو اس وقت کی سب سے بڑی کفر کی ٹیکنالوجی ہے۔ اس پر مجاہدین نے ''فدائی ٹیکنالوجی'' کو متعارف کرایا۔ اس کا علاج کیا کروگے؟ لوگوں کی آنکھوں میں مرچیں، ڈالو اور دھول جھونکو، غلط معنی بیان کرو حقیقت چھپائے نہیں چھپتی۔ امریکہ وناٹو، سپاہ کا چیف کہہ رہا ہے کہ'' افغانستان میں ہم ایک اندھیری سرنگ میں دھکیلے جارہے ہیں''۔ (واشنگٹن پوسٹ) اور تم کہتے ہو کہ مجاہدین کو جوتے پڑ رہے ہیں۔ تمہاری مثال تو دورِ نبوی ﷺ کے منافقین بھی نہیں بن سکتے۔ جو صحابہ کرام ؓ کی وقتی وعارضی پسپائی پر بغلیں بجاتے تھے۔ (یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود) میڈیا کیطرح افغانستان وعراق کے اندر محیر العقول مجاہدین کی نصرت سے

انکار کرو بلکہ تم نے اور طارق جمیل نے کہا کہ ''طالبان انتہائی ناعاقبت اندیش لوگ تھے۔ لوگوں پر شریعت کو مسلط کر دیا انہوں نے اپنے اساتذہ کرام کی بھی نہیں سنی۔ پوری دنیا سے دشمنی مول لے لی وغیرہ۔۔۔ واہی تباہی باتیں۔'' عالمی کفر گھٹنے ٹیک کر مذاکرات کی بھیک مانگ رہا ہے اور نکلنے کے راستے''۔۔ اور تم یارو! ان اللہ والے مجاہدین کا مورال گرا رہے ہو۔۔۔ شرم کرو۔۔

اب آیئے اجتماعی دعا کی کیفیت کو:

آخری دن کی دعا کو پہنچنے والے راولپنڈی، پشاور سے لیکر رائے ونڈ پنڈال تک شرقاً غرباً گاڑیوں کی ناپیدگی اور کرایوں میں اس دن منہ مانگا اضافہ اور بنی نوع انسان کی پریشانی سے عاری یہ جماعت خدمتِ خلق کی مدعی ڈھول اور مٹیاں اڑاتی اپنی منزل پر رواں دواں رہتی ہے۔ پھر ایک ہفتہ یا دس دن بعد شوٹوٹتا ہے سٹیج کھلتا ہے اور پھر وہی پرانی رشوت خوری اور سامراجی برائیاں پرانی آب وتاب کیساتھ عروج پر ہوتی ہیں ''بخشش جو ہوگئی''۔ یہاں پر انکی ایک معاشرتی برائی یہ بھی سامنے آئی کہ چشم دید واقعات کے علاوہ کئی لوگوں نے ان تبلیغیوں سے ازدواجی تعلقات (لڑکیاں دیں رشتے ناطے کیئے) اسکے بعد بزرگوں کی مخترع سہ روزوں، چلوں، سات ماہوں، اور سالوں کیوجہ سے اُن لڑکیوں کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑا انہی وجوہات کی بناء اور بعض جگہ دوسری معاشرتی واخلاقی برائیوں کی بھی رپورٹ ملی اور متعدد جگہوں سے ملی۔ عدالتوں میں کیس اسکے شاہد ہیں۔ کہ دین داری کے لبادوں میں ازدواجی تعلقات قائم کرنے والے آخر کار کیا نکلے۔ اسکی ایک زندہ مثال لاہور ہی میں ایک برادری نے مشترکہ طور پر طے کیا کہ تبلیغ سے تعلق رکھنے والے کسی گھرانے کو لڑکی نہیں دی جائیگی یہ حال ہے انکے معاملات کا۔ اسکے علاوہ کئی ایسے نوجوان دیکھے گئے جو پہلے اپنے گھروں کی کفالت کرتے تھے۔ گھروں کے کام کیا کرتے تھے۔ تبلیغی جماعت نے انکو ایسا کاہل اور سست بنایا کہ وہ معاشرے میں عضو معطل بن کر رہ گئے اور انکے خاندان والے رو رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اسلام صرف نماز، مسواک، سہ روزوں، اور چلوں کا نام نہیں اسلام زندگی کے ہر شعبے میں شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کا نام ہے۔

☆☆☆

☆ بندے کے پاس اکابرِ رائیونڈ بشمول مولانا عمر پالن پوری ، مفتی زین العابدین صاحب، مولانا سعید احمد خان، طارق جمیل، احمد بہاولپوری، وغیرہ ، کے ایک کیسٹ کے اندر بغیر قطع وبرید کے بیانات رکھے ہوئے ہیں۔ تاریخ اسلامی جاننے والا البدایہ والنہایہ، اسد الغابہ، یا تواریخ طبری واثیر، یا فتوحات الشام نیز تاریخ حدیث کا ہر طالب علم اُن بیانات کو سنے تو وہ ہنسے بغیر رہ نہ سکے۔ اسکا خلاصہ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے کہ ''تو وہ اصحاب دعوت تھے انبیاء والا کام لے کر چلتے تھے''۔ ''ان کے ساتھ معیتِ الہیہ ہوتی تھی۔ صحابہ ہوں یا بعد میں آنے والے اصحاب دعوت وہ یہی کام کرتے رہے''۔ (یعنی ان کے ذہنوں میں اور انکے سامعین کے ذہنوں میں یہی ہوتا ہے کہ بس وہ لوگ ہماری طرح سروں پر بستر ے اُٹھائے ہاتھوں میں لوٹے مصلے لئے اہل روم وفارس واہل عرب کے مسلح ثقافت میں اور ''خود غیر مسلح بھکاریوں'' جیسے منتیں کر کر کے اُن کے پاؤں میں پڑ پڑ کے ''اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر کر کے'' یعنی ''جہاد اکبر'' کر کے ان سے منوالیا کرتے تھے، اوران کے زعم میں یہ ہوتا ہے کہ وہ کفار بھی ایسے بے وقوف تھے، کہ ''ان غیر مسلح با اخلاق بھکاریوں'' سے متاثر ہو کر اپنا آبائی دین ترک کر کے ان کے ساتھ بیوی بچوں کو چھوڑ کر چل پڑا کرتے تھے۔ اور بقول احمد بہاولپوری کے ''علاقوں کے علاقے اور ملکوں کے ملک'' اس طرح اسلام میں داخل ہوئے۔ ہم تاریخ اسلامی وحدیث واصحاب السیر ، سے یہ سوال کرتے ہیں کہ انہوں نے ایسے ابواب کیوں نہ باندھے جس میں دین کی دعوت اس انداز میں غیر مسلح طریقے اور اپنے نفس کو مارتے ہوئے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، پیش کرتی دکھائی گئی ہو؟ انہوں نے اپنی کتابوں میں اتنے بڑے معارک وٹکراؤ کا ذکر کیوں کیا؟ بقول ان تبلیغیوں کے وہ تو نا سمجھ سے لوگ تھے سمجھانے سے مان بھی جاتے تھے اور اگر سمجھ میں نہیں آتا تھا تو راستہ دے دیتے تھے۔ کہ '' well come، ''بس حضور آپ کا ہی انتظار تھا کہ ''۔ البتہ جو صحیح بات ہے وہ اب سمجھ آ رہی ہے کہ شرقاً غرباً یورپ وامریکہ جو مسلمان نام کو مٹانا چاہتے ہیں بہر حال ان کے ائر پورٹوں کا کھل جانا (اور وہ لوگ جو ائر پورٹوں پر ہر مسلمان کی تلاشی سے لیکر جوتے اُتروانے تک کا عمل کرتے ہیں) ان ملکوں کے ویزے مل جانا آپ کے دائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ وہ ضرور آپ کو ویل کم اور ہیلو ہیلو کہتے ہیں۔ اسکو کہتے ہیں ''معیتِ الہیہ اور نصرت خداوندی''۔

☆ قارئین کرام اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ دور نبوت ﷺ ، وخلفائے راشدین ؓ ، لیکر اسلامی تاریخی معارک ، جنگ وجدال ،قتال ، اور بڑے بڑے معرکوں بدر، احد، حنین، یرموک، موتہ، دو بڑی طاقتوں قیصر وکسریٰ کو طاقت کے ذریعے جھکانا اور مدینے سے شرقاً غرباً دین کو پھیلانے پر مشتمل نظر آتی ہیں۔ نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ خود وزرہ سے مزین خوب صورت گھوڑے پر خوب صورت ومعطر زلفوں کے ساتھ گھوڑے کی لگام میں تھامے مہاجرین وانصار کے جلو میں نکلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سید الشہداء امیر حمزہ، ابودجانہ ، خالد بن ولید ، براء ابن مالک ،سعد ابن ابی وقاص ، ابوعبیدہ بن جراح، محمد ابن مسلمہ ،علی المرتضیٰ ، رضی اللہ عنہم اجمعین اوراس بزم نبوی ﷺ کے وفادار کمانڈانوں سے شروع کریں تاریخ میں عقبہ بن نافع ،عبدالرحمان الداخل ،اوران جیسے دوسرے عبقری کمانڈروں کے ساتھ ساتھ تاریخ نے کبھی بھی محمد بن قاسم ،طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر ،نورالدین زنگی ،صلاح الدین ایوبی ،سلطان بایزید یلدرم، محمد الفاتح ،محمود غزنوی ،اوراب ماضی قریب میں عرب کے مجاہد شہزادوں کو بھلایا نہ بھلائے گی جنہوں نے اس دُور میں اپنے ابائی وطن چھوڑے اوراعزہ واقارب کی پرواہ نہ کی اور بہتریں معاشی زندگی کو چھوڑا اور ماضی قریب وحال میں افغانستان کے لق ودق صحراؤں اورکوہساروں کو مجاہدین طالبان کے سنگ منتخب کیا، کیا انکو آپکی ”مروجہ دعوت“ جو اخلاقیات جعلی مسکراہٹوں ،اوراکرام کے نام پر ”مرغن کھانوں“ پر مشتمل ہے نظر نہ آئی تھی کہ اسی کو ہی منتخب کر لیتے اورانچاس کروڑ کا ثواب کما لیتے ؟اورملکوں کے ملک اورشہروں کے شہر فتح ہو جاتے ؟(بلکہ اگر یہ مثال دینے میں گستاخی نہ ہواوراللہ تعالیٰ ہمیں ان جلیل القدر ہستیوں جن کے نام نامی ذکر کر دیئے ہیں ان کے فیوض سے محروم نہ فرمائے اورانکی قدموں کی خاک ہماری آنکھوں کا سرمہ) گویا آپ تبلیغی جماعت والے اپنے موجودہ اعمال اوراقوال میں یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ آؤ چودہ سو سال کے مجاہدو اورکمانڈانو! احمد بہاولپوری ،طارق جمیل اوراکابرین تبلیغ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر زانوئے تلمذ حاصل کرو۔ یہ حضرات اکابر تبلیغ کہتے ہیں کہ تم نے خواہ مخواہ صحراؤں اور کہساروں میں اپنی جانیں ”ضائع“ کر دیں ،کافروں کو مار مار کر جہنم بھیج دیا۔ ان تبلیغیوں کے خیال میں ان پر ”بات کھلی نہیں تھی“ وہ خواہ مخواہ صحراؤں میں اپنی جانیں اوراپنے گھوڑوں کو تھکاتے رہے اور بڑی بڑی شخصیتوں کو مرواتے رہے۔ ”خاکم بدہن“ یہ

تبلیغی ہستیاں کہتی ہیں کہ ترتیب نبوی ﷺ پر آ کر پہلے کی زندگی گزارتے پھر ایمان کو ہلکی ہلکی آنچ دیتے اور ''دیتے ہیں رہتے'' کاندھوں پر بستر ے لٹکا کر ہاتھوں میں لوٹے اور کھانے پینے کی اشیاء اُٹھا کر کفار کی گلیوں میں (العیاذ باللہ) بھکاریوں کیطرح پھرتے۔ پھر کبھی کہیں نصرت ومعیتِ الہیہ متوجہ ہوجاتی اور ''ایمان جلنے'' کے قریب ہوجاتا تو پھر نہ جانے کیا کرتے؟ کیا کرتے؟۔ ہاں۔۔ ہاں۔۔۔؟ یہ تو تبلیغی جماعت کے اکابرین ہی بتا سکتے ہیں کیوں کہ یہ ''نسخہ کیمیاء'' انہی کے ہاتھ ہی تو لگا ہے۔ پہلوں کو کیا خبر تھی؟ توبہ توبہ توبہ۔۔ رضی اللّٰہ عنہم الف الف مرۃ بعدد کل ذرۃ۔ اے اللہ مذکورہ مجاہدین شخصیتوں کو بشمول ان کے اور ہمارے تاجدار حضرت محمد مصطفی النبی الملاحم ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہی رکھنا۔ آمین۔ اور ہاں۔۔۔۔۔ اب تو علامہ جزری، علامہ ابن کثیر، محمد ابن اسحاق، اور اصحاب الصحاح وسیر رحمہم اللہ سمیت تمام مورخین کو ''تبلیغی طرز'' کی ایک نئی تاریخ مرتب کرنا پڑے گی۔ نیز طلبہ اسلامی بھی اپنے علوم کی تصحیح فرمالیں۔ اب تو تبلیغی جماعت نے آپ کا کام آسان کر دیا ہے۔ ''سہ روزے، چلے، اور سالیں لگاؤ اور موجیں مناؤ'' نہ ہینگ لگے اور نہ پھٹکڑی، اور رنگ بھی چوکھا آئے۔ کیا بات ہے!!! تبلیغی جماعت کی۔

☆ احمد بہاولپوری ہر بیان میں تاریخ انسانی کا حوالہ دے کر کہتا ہے کہ کبھی انسان نے انسان سے مار نہیں کھائی اور نہ ہی کفر نے کبھی انسانوں سے مار کھائی۔ بابا صاحب کو واضح ہو کہ آپ کہتے ہیں کہ تاریخ انسانی میں جتنے مجاہدین اب ہیں اتنے کبھی نہ تھے اور جتنی مار اور جوتے اب پڑ رہے ہیں پہلے کبھی نہ پڑتے تھے۔ (سنا ہے جوتے تو اب صدر بش، پرویز مشرف، زرداری اور اب آپ جیسے لوگوں کو پڑتے ہیں)

بہاولپوری صاحب! اگر جواباً کوئی کہے کہ تاریخ انسانی میں جتنے آپ جیسے مبلغین اب ہیں پہلے کبھی نہ تھے اور جتنی فحش وفواحش اور معاشرہ میں ابتری اب ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ کیا فائدہ ہوا تمہاری تبلیغ کا؟ آپ کی اصلاحی جماعت نے نو براعظموں میں کیا کام کر دکھایا اسکا کیا جواب ہے؟ بلکہ آپ کے حرم شریف یعنی پوری دنیا کے مرکز ہدایت رائیونڈ کی ناک کے نیچے وہاں جتنی بدعات فحش وفواحش ہیں کہیں نہیں۔ نصف صدی سے زیادہ ہوگیا کم از کم بقول عبدالحمید خان سواتیؒ (مہتمم نصرت العلوم

گوجرانوالہ) کوئی ایک نمونہ کیلئے تو کسی شہر کو یا قصبے کو ''دارالسلام'' بناڈالتے تو مثال تو ہوجاتی۔۔۔۔ مگر یہ تو اہلیان رائیونڈ سے پوچھا جائے کہ انکو آپ سے کتنی شکایات ہیں؟ ہم تو اسکو ''چراغ تلے اندھیرے والی بات ہی کہیں گے''

☆☆☆

اب دیوبندی حضرات علماء کرام سے مئودبانہ گذارش ہے کہ ذرا جراءت فرمائیں۔ آپ صاحب حق حضرات غیرت واستقامت کی نشانی سمجھے گئے۔ کفر اسی علامت سے آپکو پہچانتا ہے اور اس نے ''دیوبندیت'' ہی کو ٹارگٹ کیا ہوا ہے۔ اس نے دارالعلوم دیوبند کے سپوتوں کو ہی اصل ہدف سمجھا ہے۔ ذرا آستین کے ان سانپوں کی بھی خبر لیں اور پنجابی کی ضرب المثل کے مصداق آپ انکی نمازیں پڑھ ہیں اور وہ آپکے لوٹے توڑیں۔ انکے یہ لوٹے توڑنے سب سے پہلے حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے دستِ راس تبلیغی جماعت کے اول رکن رکین مولانا حضرت احتشام الحسن کاندھلویؒ کو نظر آ گئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایک رسالہ ''بندگی کی صراط مستقیم'' نامی لکھ کر جماعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا تھا اور اہل دیوبند کو مطلع کر دیا تھا۔ اس وقت کے کچھ ''بزرگ'' انکے پاس گئے تھے۔ اور بہت اصرار کیا لیکن ان کے دلائل کے سامنے لاجواب ہو گئے۔ اور انکو انکے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ بندگی کی صراط مستقیم نامی رسالے میں ان کا بنیادی اعتراض یہ تھا۔

''میری سمجھ سے بالاتر بات یہ ہے کہ نظام الدین کی موجودہ تبلیغ میرے علم وفہم کے مطابق نہ تو قرآن وحدیث کے موافق ہے اور نہ مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور علماء حق کے مسلک کے مطابق۔ جو علمائے کرام اس تبلیغ میں شریک ہیں، ان کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اس کام کو پہلے قرآن وحدیث، ائمہ سلف اور علماء حق کے مسلک کے مطابق کریں میری عقل وفہم سے بہت بالا ہے۔ کہ جو کام حضرت مولانا الیاسؒ کی حیات میں اصولوں کی ''انتہائی پابندی'' کے باوجود صرف ''بدعت حسنہ'' کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کو اب ''انتہائی بے اصولیوں'' کے بعد دین کا اہم کام کس طرح سمجھا جارہا ہے، میرا مقصد صرف اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا ہے''

(بحوالہ بندگی کی صراط مستقیم۔۔۔ ضروری انتباہ از مولانا احتشام الحسنؒ)

اتنی بڑی براءت کے بعد جو تبلیغی جماعت کے ایک رکن رکین کیطرف سے ہوئی کیا علماء دیوبند کو حضرت مولانا انظر شاہ کشمیریؒ کے زیرِ صدارت علماءِ دیوبند کے ایک نمائندہ جلسہ جون ۱۹۶۸ء بمقام قصبہ کاؤلی ضلع مظفر نگر یو، پی مدرسہ حسینیہ میں تبلیغی جماعت کے بارے ہوا وہ بھی نظر نہیں آتا؟ جس میں جید علماء کرام نے شرکت کی اور تقریباً ہر مقرر نے تبلیغی جماعت کے موضوع پر بیان کیا بعد از آن یہ تقریر ''اصول دعوت وتبلیغ کے نام سے الجمعیت پریس دھلی میں چھپی''۔

☆☆☆

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ پھر آپ کے پاس امت کی ہدایت کیلئے متبادل حل کیا ہے؟

ان سے گزارش ہے کہ قرونِ ماضیہ میں جب تبلیغی جماعت کا وجود تک نہ تھا لوگ کس چیز سے ہدایت پکڑتے تھے۔ یا آپ کے خیال میں سب گمراہ تھے۔ العیاذ باللہ۔ نبی علیہ السلام نے خود ارشاد فرمایا ہے میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم نے اسکو مضبوطی سے پکڑے رکھا اور اس پر عمل کیا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ کتاب اللہ، اور میری سنت، اور میرے صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدینؓ کا عمل رضی اللہ عنہم۔ بس اسکے بعد سلف الصالحین ہمارے لئے ''قدوہ واُسوہ'' ہیں۔ یا ان سب مذکورہ اصولوں کی روشنی میں استنباط واجتہاد ہماری پوری تاریخ میں کوئی ایسی بستر ے لوٹے اور سلنڈر روالی اصحاب دعوت کی جماعت نہیں ملتی۔ البتہ نبی کریم ﷺ سے لیکر خلافت تک بلکہ اب تک گلوں میں لٹکتی ہوئی تلواریں گھوڑوں کی پشتوں پر سوار ہاتھوں میں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ کا متبرک جھنڈا، وادیوں اور صحراؤں میں مجاہدین کی تکبیریں اور اب تو کلاشنکوفوں سے مسلح سجیلے نوجوان شانوں پر بکھری ہوئی خوبصورت زلفیں اور کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی جانیں اللہ تعالیٰ پر فدا کرنے والے اور دین کے جھنڈے کو سربلند کرنے والے۔ ہمارا تسلسل ہے اور ہماری وہ جماعت ہے جس نے پورے عالم میں پہلے بھی اسلام کا جھنڈا لہرایا تھا اور اب لہرانے کا عزم کیے ہوئے ہیں (انشاء اللہ) قرآن وسنت میں انہی جماعتوں اور لشکروں کو ''محبوبانِ الٰہی وخاصانِ خاص''

کہا گیا ہے۔ لوگوں کی آنکھوں میں دھول مت جھونکو۔ باز آ جاؤ۔ عقائد درست کرلو ورنہ منافقت کی موت مروگے۔ رہ گیا امت کی ہدایت کا مسئلہ تو دورمت جائیے۔

لاہور میں جب تبلیغی جماعت کو کوئی نہیں جانتا تھا اسوقت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور ان سے منسلک علماء حق نے لاہور، راولپنڈی، پشاور، کراچی، میں دروس قرآن سے لوگوں کے نظریات کو سنوارا۔ نظریات بنے عقائد مستحکمہ بنے یہ حضرات لاہوریؒ، مولانا غلام اللہ خان صاحب، مفتی محمد شفیع، مولانا احتشام الحق تھانوی۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا سید حامد میاں صاحبؒ مولانا تاج محمد امروٹیؒ، مولانا یوسف بنوریؒ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک اور ان جیسے دوسرے ابنائے دیوبند تھے جنہوں نے دروس قرآنیہ اور مدارسِ اسلامیہ سے لوگوں کی کایا پلٹ دی۔ مولانا حسین علیؒ واں بھچراں اور ان کے تلامذہ ہوں یا کراچی وخیبر یا بنگال میں حضرت شیخ السلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد، یا حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے متوسلین، یہ وہ مقدس ہستیاں تھیں۔ جنہوں نے کتاب وسنت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر فتنے کا مقابلہ کیا اور بحمد اللہ اب تک ٹھوس بنیادوں پر ان کے متعلقین انہی ٹھوس بنیادوں پر قائم ہیں۔ اور اپنے اپنے حلقے میں کام کررہے ہیں۔ کوئی ایک دوسرے کو نیچے دکھانے میں فائدہ نہیں محسوس کرتا۔ ہمارے لیئے اذیت ناک بات یہ ہے کہ گزشتہ جن بزرگوں کے نام ہم نے شمار کیے ان میں سے اکثر حضرات کے بیانات سنے ان میں سے ہمارے کچھ بالواسطہ اساتذہ تھے اور کچھ بلاواسطہ ہم نے اُن کو دیکھ رکھا ہے۔ اب جب گلی کوچوں میں نئے نئے تبلیغی امیروں کو دیکھتے ہیں اور ان کی دینی تشریحات سنتے اور ان کی ادائیں دیکھتے ہیں تو بقولِ حضرت قاضی عبدالسلام نوشہروی کے ہمیں یہ مسخرے لگتے ہیں اور کسی دوسری دنیا کے لوگ۔ تبلیغی جماعت وہ واحد جماعت ہے جو اپنے سٹیج پر اپنے علاوہ کسی کو برداشت نہیں کرسکتی۔ اور اپنے مخترعہ دین کے کام کو ہی دین سمجھتی ہے خیر درمیان میں یہ بات آ گئی تھی۔ بات یہ چل رہی تھی کہ بدعات کے ان بازاروں میں سنت کی شمع جلانے والے یہ علمائے دیوبند کی ٹیم تھی۔ جب پنجاب میں ذرا سی توحید بیان کرنے والے کو وہابی کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ اس وقت تبلیغی جماعت بغیر علمائے دیوبند کی مساجد و مدارس کے کہیں قدم رکھنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے نام کو استعمال کرتے ہوئے

انہوں نے مسجدوں میں قدم رکھنا مانگا تو علمائے دیو بند نے انکو جگہیں دیں۔ اور اب نوبت با ایں جا رسید ، اور ہماری غفلت نے یہ حال کر دیا۔

کہ میرے ہاتھوں کے تراشے ہوئے پتھر کے صنم
آج بت خانے میں بھگوان بنے بیٹھے ہیں۔

آج ان مساجد دیوبندیہ میں منبر پر جسطرح بریلوی مساجد کے منبر پر پٹکا اور ہرے یا سفید رنگ کی میلی سی پگڑی ہوتی ہے ہر دیوبندی مسجد میں محراب و منبر پر فضائل اعمال کیوں نظر آ رہی ہیں؟ ہم فضائل اعمال کے مندرجات پر معترض نہیں۔ اعتراض یہ ہے کہ وہ جو فوقیت درس قرآنیہ تھی وہ کہاں گئی؟ وہ امام صاحب و خطیب صاحب کی جو ذات مرجع سوال و جواب تھی اسکا کیا ہوا؟

وہ کیوں تبلیغی کمیٹی کا نوکر بن گیا۔ اسمیں علماء کرام کیلئے لمحہ فکریہ ہے! حضرت شیخ الہند ؒ جب مالٹا سے تشریف لائے تو پہلے ہی بیان میں فرمایا جو عالم جہاں ہے درسِ قرآن شروع کر دے۔ قرآن زندہ کتاب ہے۔ قوموں کو زندگی بخشتی ہے۔ نتیجہ سامنے آیا۔ سوئی ہوئی قوم و ملت جاگی۔ آپ حضرت شیخ الہند کی تفسیر اُٹھایئے اور اس انقلابی پروگرام کو عام کرنے کی ٹھان لیں۔ احیاءِ خلافت ،عقائد ، اعمال اور زندگی کا ہر گوشہ آپ کے سامنے آ جائیگا۔ المیہ یہ ہے کہ داڑھی منڈا شخص جب فضائل اعمال کو ایک حلقے میں فریضہ سمجھ کر پڑھتا ہے۔ اور اس میں عبداللہ بن ابی ''راس المنافقین'' کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ پڑھتا ہے اور اسی مجلس میں مسجد کا امام بھی سر جھکا کر بیٹھا ہوتا ہے (اللہ کے بندے اول تو تمہیں درسِ حدیث دینا چاہئے تھا۔ نہ کہ ان کے حلقے کی زینت) تو دل ماتم و افسوس کرتا ہے۔ کہ اذا وُسد الامرُ الیٰ غیر اھلہ (الحدیث) کہ قیامت کی نشانیوں میں یہ بھی ہے کہ غیر اہل کو کام سونپ دیا جائیگا۔ تبلیغی جماعت کا سارا کام ایک تو بدعتی ہے اور دوسرا غیر اہل۔ لوگ بدعتی کام کو انبیاء و رُسل کا کام سمجھ کر کرتے ہیں۔ حفظ القرآن کے مدرس، مسجد کے امام، خطیب ، مدرسہ کے مدرس کو اپنی مروجہ اصطلاحات کا پابند بنا کر باہر بلایا جاتا ہے۔ کہ اللہ کے راستہ میں وقت لگاؤ۔ اسے مجبور کیا جاتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ سب حضرات مستحکم بنیادوں پر بیٹھ کر استحکامی اہم امور چلا رہے ہیں۔ اور شرعی امور میں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امام صاحب ، مدرس صاحب کو کمزور پوزیشن میں لے

جا کر پورے نظام کو چوپٹ کر دیا جاتا ہے۔ اس فساد کا ذمہ دار کون ہے؟ اسکے ساتھ ساتھ ایک دوسرا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ امام جب چلا جائیگا تو دوسرا تبلیغی امام اپنی مرضی کا لائیں گے۔

ایک مصیبت یہ ہے کہ اس وقت اہل حق علماء کی ۳۱ سے زیادہ تحریریں آ چکی ہیں۔

مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ مولانا عبدالسلام نوشہرویؒ، مفتی عبدالشکور ترمذیؒ، مولانا سرفراز خان صفدرؒ، صوفی عبدالحمید سواتیؒ، مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ، مدرسہ حسینیہ یو۔ پی، کی تحریر، استاذ الحدیث مولانا فضل محمد صاحب بنوری ٹاؤن کراچی، کراچی کے جملہ علماء کی تحریر مفتی تقی عثمانی صاحب کے لیٹر پیڈ پر، مفتی محمد عیسیٰ گورمانی، مفتی عبدالواحد صاحب، مولانا عبدالرحمان صاحب کراچوی، مفتی محمد اسماعیل صاحب بہاولپوری، مفتی تقی عثمانی، مولانا محمد امان اللہ عمرزئی، وفاق المدارس کے موجودہ سربراہ مولانا سلیم اللہ خان صاحب کا جزیرہ فجی آئرلینڈ میں تبلیغی مرکز میں بیان جو ماہنامہ وفاق المدارس میں چھپ چکا، قاری فتح محمد صاحب سرگودھوی، اوراس کے علاوہ اب مفتی زرولی خان صاحب کا ماہنامہ الاحسن میں طارق جمیل کے بارے میں ان کی تمام خرابیاں اور خرافات دلائل اور براہین کے ساتھ منظرعام پر لائی گئیں، مگر نہ جانے دیوبندی علماء اپنے اس نافرمان ''صاحب زادے'' کے بارے میں فیصلہ سے کیوں ہچکچا رہے ہیں حالانکہ حقائق ان کو بھی معلوم ہیں۔

ایک اور المیہ یہ بھی دیکھا گیا اور متعدد مقامات پر دیکھا گیا کہ کسی متعددہ نظریات رکھنے والی مسجد میں جب رائے شماری کی گئی تو جماعت نے جوڑ کی خاطر اپنے آپ کو دیوبندیوں سے لاتعلق رکھا نتیجہ گورنمنٹ نے وہ مسجد بریلویوں کو عنایت کردی حالانکہ اہل حق کی مسجد ہو جاتی اگر رائے شماری میں شریک ہو جاتے اور اپنے آپ کو علیحدہ نہ کرتے ایک ایسی ہی مسجد کا چشم دید واقعہ ہے۔ کہ ایک مسجد میں اہل حق کے امام مسجد وخطیب جو نظریاتی طور پر سپاہ صحابہؓ سے تعلق رکھتے تھے اور اس مسجد میں محلہ کے تقریباً ۳۰ گھر بھی سپاہ صحابہؓ سے ہی متعلق تھے۔ بریلوی حضرات کی تعداد بھی قریباً اسطرح تھی، جبکہ اہل تبلیغ والے حضرات بھی اس قدر تھے وہاں امامت وخطابت وکمیٹی ومسجد کے کنٹرول پر تنازع ہو گیا۔ حکومتی ذرائع نے نوٹس لیتے ہوئے اپنے متعلقہ افراد کو بھیجا کہ رائے شماری کی جائے۔ رائے شماری کے وقت پوچھا گیا اور کہا گیا کہ دیوبندی ایک طرف ہو جائیں، ۴۵ دیوبندی ایک طرف ہو گئے،

پھر کہا گیا بریلوی ایک طرف ہو جائیں۔ ۳۰ بریلوی ایک طرف ہو گئے۔ ایک معتد بہ تعداد جو قریباً ۲۰ افراد پر مشتمل تھی وہ بیچ میں بیٹھے رہے۔ اُن سے کہا گیا کہ آپ کیوں بیٹھے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہمارا اس تنازع سے کوئی تعلق نہیں ہم تبلیغی ہیں۔ ۲۵ فیصد لوگوں کو تبلیغی جماعت کے اس رویہ سے مسجد کا متولی بنا دیا گیا اور حکومت نے بریلوی حضرات کو مسجد کا نظام دے دیا، انہوں نے اپنی کمیٹی بنائی اور دوسرے تیسرے روز اہل تبلیغ کو بھی چلتا کر دیا، مسجد کے باہر بورڈ لگا دیا ”تبلیغی جماعت کا داخلہ بند ہے“ اسکو کہتے ہیں تبلیغی جماعت کا جوڑ، اور یہ ہیں اسکے نتائج!! اور ایسے بے شمار واقعات مل جائیں گے۔

ایسے ہی نظریات کیلئے اتنے اخراجات اُٹھائے جا رہے ہیں؟

☆☆☆

صحیح عقائد پر نجات ہے۔ اعمال حسنہ کتاب وسنت کی روشنی میں ہوں تو مطلوب اور نور علی نور، مگر عقیدہ ہی صحیح نہ ہو، امام صاحب، خطیب صاحب، عالم صاحب، جہاد اور مجاہدین سے متنفر ہو تو اس جماعت کا کیا فائدہ؟ اور اس پر اٹھنے والے اخراجات کا کیا فائدہ اور بقول حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ کہ جب مولانا محمد یوسفؒ نے ان کو کارگزاری جماعت پر اس زمانے میں اٹھنے والے اخراجات ورقم کا سنایا، تو حضرت رائے پوریؒ جو کہ انتہائی کم گو تھے، فرمایا ”مولوی صاحب! اس پیسے سے تو اسلحہ کے اتنے کارخانے لگ سکتے تھے۔ جو انگریز سامراج کے خلاف کام آتے“ (راوی حضرت اقدس سید نفیس شاہ صاحبؒ خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ)

۷، ۸ مئی ۲۰۱۲ء مرکز میں ہونیوالی فرشتوں کی حیرت ناک جنگ کیا تھی؟

ما کان لی من علم بالملاء الاعلی اذ یختصمون، مرکز میں جو حیرت ناک واقعہ ہوا یہ دراصل وہ سلگتی ہوئی آگ تھی جو ملاء اعلی میں کب سے سلگ رہی تھی ایک ایسے نازک موڑ پر آ کر اس کا ظہور ہوا جسمیں بہت سارے لوگوں کے دو تین گروہوں کے تحفظات پر زد آ رہی تھی۔ ورنہ کچھ لو کچھ دو کے معاملے کے تحت معاملات تو چل رہے تھے۔ بہر حال ہمیں ان واقعات کی گتھیاں سلجھانے کی ضرورت ہی نہیں جو کام امر محدث اور بدعتی ہو اسکے نتائج طیب و پاک نہیں ہوتے۔

لیکن لوگوں پر یہ عیاں ضرور ہوگیا کہ جس بزرگی وکشف وکرامات کا ڈھنڈورا پوری دنیا میں پیٹا جاتا تھا اس واقعے نے ان کے مقدس چہروں کے پردے ہٹا دیے۔ ان بزرگوں اور فرشتہ سیرت لوگوں نے آپس میں اسلحے تانے، مار دھاڑ کا بازار گرم کیا کرنٹ لگائے گئے۔ اسلحہ کے زور پر مطالبات منوائے گئے، جن لوگوں نے بڑی قربانیوں سے مرکز تعمیر کیا تھا ان کو ٹشو پیپر کی طرح پھینک دیا گیا۔ بعض بزرگوں نے ان کو نکال کر اپنی جگہ اور ویلیو مارکیٹ کو مزید مستحکم کر لیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مرکز کے منبر سے حرام امور کا ارتکاب ہوتا رہا۔ اور وہ اثاثہ مقدسہ غیر محفوظ ''حاجی صاحب'' جو بقول ان کے اس امت کی مشترکہ ''امانت مقدسہ'' ہیں جنکو کوئی شخص کسی بھی وقت اپنی ضرورت کیلئے استعمال کر سکتا ہے ان کی نگرانی بہت ضروری قرار دی گئی جو کہ بہت مشکل کام ہے۔ اور ناممکن، کیونکہ ماضی میں بہت دفعہ ایسا ہو چکا ہے۔

☆ اب تک مرکز میں جو کچھ پڑھا سنا گیا اور پوری دنیاء مراکز تبلیغ میں پھیلا وہ قبر پر ہونے والے جعلی مکاشفات کا سلسلہ تھا۔

☆ ''مشورہ'' جو کہ وحی کا نعم البدل سمجھا جاتا ہے۔ اسمیں حرام اور سینہ زوری کا ارتکاب ہوتا رہا۔

☆ اور پھر ان تحریروں کے مرکز سے چھپنے کے بعد بھی اس کا تقدس بحال ہے اگر چہ اصولوں میں کوئی تغیر نہیں آیا۔

☆ اور ان سب لوگوں کو تہہ دل سے معاف بھی کر دیا گیا (ملاحظہ ہو تفصیلات کیلئے تبلیغی مرکز سے چھپنے والی دو مسلسل تحریریں، ۷، ۸ مئی ۲۰۱۲)

مولوی طارق جمیل در بارۂ صحابہ کرام، علماء کرام، وطالبان:

ایک بیان میں کہتے ہیں کہ ''طالبان انتہائی ناعاقبت اندیش لوگ تھے۔ شریعت کو لوگوں پر ٹھونس دیا، ''مسلط کر دیا''، عقل ودانش نام کی کوئی چیز ان میں نہ تھی۔ امریکہ اگر حملہ نہ بھی کرتا تو ان کی حکومت نے ناکام ہو جانا تھا۔ وہ سمجھے یہ تھے کہ ہمارے ساتھ بدر والا معاملہ ء نصرت ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔'' طارق جمیل کو مشورہ ہے کہ اب امریکہ و ناٹو ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں کہ ان پٹھانوں ومجاہدین سے کیسے نکلیں؟ دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ جسطرح آپ حکومتوں کے وقتاً فوقتاً کام آتے ہیں اور فوراً اپنی

خدمات پیش کر کے امن وامان، بھائی چارے، کا سبق دیتے ہیں امریکہ وناٹو کو بھی اب کوئی ایجنٹ چاہئے جو طالبان سے مذاکرات کر کے ان کو اس ''جہنم'' سے نکلنے کا محفوظ راستہ دلوائے، آپ بڑی عقلمند شخصیت ہیں ان بے عقل پٹھانوں کو سمجھداری کے ساتھ بے وقوف بنا کر اپنی ''پسندیدہ قوم'' بنی اسرائیل وعیسائیوں کو نکلنے کا راستہ تو دلوا دیں۔ بڑی مہربانی اور بڑی نوازش ہوگی اپنے ساتھیوں پر۔

اسی طرح مولوی طارق جمیل نے حضرات صحابہ کرامؓ کو بھی نہ بخشا۔ اپنے اس درسی بیان میں یہ ارشاد فرمایا کہ نبی علیہ السلام کو پتا تھا۔ ''ابوبکر صدیقؓ سو نمبر نہیں لے سکتے تھے اسلئے ان کو اپنی جگہ خود نامزد نہیں کیا۔ اور صحابہ کرامؓ نہ محفوظ تھے اور نہ معصوم، وہ طلبگار دنیا بھی تھے۔ حضرت علیؓ حق پر تھے اور معاویہؓ خطاء پر تھے۔ تمام صحابہ کرامؓ کی تکفیر سے آدمی کافر نہیں ہوسکتا۔ امتی کے لفظ سے شیعہ اس امت میں داخل ہیں۔ حق نواز جھنگویؒ نے ایک آگ لگادی تھی کیا شیعہ مک گئے'' (ختم ہوگئے)۔ اکابر علماء دیوبند کے بارے ہرزہ سرائی کہ ''انہوں نے بھی اس وقت کے ایک عالم کا مشورہ نہ مانا اور ضعف وکمزوری کے ساتھ انگریز سے جہاد کیا شکست ہوئی۔ مفرور ہو کر بھاگتے رہے''۔ حاجی عبدالوہاب بڑی عجیب ونایاب چیز ہیں ان کی قدر ہم سے ممکن نہیں ہمارے پاس وہ اوزار نہیں کہ ان کا وزن کیا جاسکے؟ آج کل کے علماء اور مولوی ان کے جوتوں کی خاک کے برابر نہیں۔ صدیوں بعد مولانا الیاسؒ کو الہامی طور پر تبلیغ کا کام دیا گیا۔ شیعہ کلمہ اسلام میں زیادتی کے قائل نہیں۔ وہ وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو ہم۔ ان باتوں کے شافی جوابات مولانا مفتی عیسیٰ گورمانی مدظلہم العالی، مفتی واستاذ الحدیث وفقہ نصرت العلوم گوجرانوالہ نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ ''الکلمۃ الھادی الی سواء السبیل'' اور مولانا امان اللہ صاحب عمرزئی نے ''احقاق الحق البلیغ'' یعنی تبلیغی جماعت کی خرافات کا علمی جائزہ میں دے چکے ہیں۔ ملاحظہ ہوں تفصیل کیلئے دونوں کتابیں۔

وہ حاجی عبدالوہاب جسکے بارے مولوی طارق جمیل کے پاس اوزار نہیں کہ ان کو اٹھا سکے وہ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا مقصد صحابہ کرامؓ جیسا مجمع بنانا ہے۔ اور ایسا مجمع بنانا ناممکن نہیں۔ (بیانات حاجی عبدالوہاب مطبوعہ رائے ونڈ) اور جو کام (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نے کیا وہ کام ہر شخص کر سکتا ہے۔ نیز نبی علیہ السلام کو خلقت کیلئے رونے دھونے کے بعد نبوت ملی تھی میں بھی رویا دھویا تو اللہ

تعالیٰ نے مجھے بھی جزوی نسبت نبوت عطاء کی، اللہ تعالیٰ کے نبی محمد ﷺ کو جو نبوت ملی وہ کُل تھی مجھے جو ملی وہ اس کل کے جزء سے بھی چھوٹی ہے۔ مگر اس زمانے میں بڑا کرم ہوا۔ (بیانات حاجی عبدالوہاب)

دل چاہی سے نفلی نمازیں پڑھنا بھی شرک ہے۔ نبی ﷺ نے طائف میں اپنی کمی نکالی۔ صدیوں بعد اللہ تعالیٰ نے وہ کام جو تیسری صدی ہجری سے ختم ہو گیا تھا اور حکومتوں کی نذر ہو گیا اللہ تعالیٰ نے الہامی طور پر مولانا الیاس صاحب سے لیا۔ اوران پر تو ہر وقت الہام ہوتا تھا۔ (بیانات حاجی عبدالوہاب) احمد بہاولپوری نے اپنے خطبات میں حضرت عثمان ؓ کو بدعتی لکھا ہے۔ اسکے علاوہ انکی بے شمار لغویاب خطبات بہاولپوری اور بیانات حاجی عبدالوہاب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ یہ ہیں وہ بابے اور روحانی درویش جوامت کو ایک نیا دین متعارف کروار ہے ہیں۔ ۔۔۔۔۔ہوشیار باش!!!

☆☆☆ **مفتی زرولی خان صاحب کا طارق جمیل کے بارے میں فتوی۔**

''نہایت افسوس کیساتھ کہا جاتا ہے کہ زمانہ ءحال کے خطیب، تبلیغی جماعت کے راہنماء، جنہیں اللہ تعالیٰ نے وعظ و نصیحت کا بے مثال ملکا عطا فرمایا ہے۔ اسکے پیش نظر چند ماہ قبل احسن العلوم میں ہزاروں کے مجمع کے سامنے انکا مفصل اڑہائی، تین گھنٹے کا بیان ہوا۔ کوئی شک نہیں کہ موصوف قادر الکلام خطیب ہیں اپنے مدعیٰ پر تاریخی و علمی معلومات کا خاطر خواہ ذخیرہ جانتے ہیں اور بیان یا اظہار مافی الضمیر کے اس وقت کے طرِ ریکتا اور گوہرِ نایاب ہیں۔ مگر افسوس نہایت دکھ اور صدمے کیساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ موصوف کے بعض نجی بیانات جن کے بارے میں ان کا ارشاد ہے کہ یہ مخصوص طلباء کے سامنے ہوا ہے اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً انکے بعض دیگر بیانات اور مواعظ سننے کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ ہمارا یہ عظیم سرمایہ اور لاثانی خطیب اور بے مثال قوتِ خطابت سے آراستہ واعظ اور مقرر تبلیغی اور تحقیقی رنگ کے برخلاف اپنے اکابر و اسلاف پر عدمِ اعتماد اور پختگی کے بغیر تزلزل اور یقینِ اطمینان کے بجائے تردد اور تذبذب کا شکار ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے ان سے گفتگو بھی کی انہوں نے بعض بیانات کا اعتراف اور بعض کا انکار کیا۔ جہاں سے انہوں نے علم کا کسب فیض کیا ان اساتذہ کی بات اور فقہاء و محدثین سے بھی پتا چلا ہے کہ بعض مواقع ایسے پیش آئے ہیں کہ انکے اپنے بیانات اور مواعظ کے نتیجے میں انکے ایمان اور نکاح کی تجدید بھی کروادی گئی ہے۔ لیکن ابھی تک کسی قسم کی احتیاط، غلط توجیہات سے اجتناب

یا اپنے اکابر اور اسلاف پر بے اعتمادی کی تباہ کار عادات اور اس قسم کے محرکات سے پرہیز کرنے میں اور مضبوطی کے ساتھ ہمیشہ کیلئے اجتناب کرنے میں غیر معمولی فقدان پایا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو منہج اعتدال پر رہنا سہنا اور ہر باطل تنظیم یا جماعت کا آلہ کار بننے سے محفوظ فرمائے۔ آمین

اپنوں کے نقش قدم پر ہو مرنا یا جینا
ویرحمہ اللہ عبداً ، قال امینا

بے وقوفی کی باتیں:

جماعت کے اصاغر و اکابر نے جو ضابطے گھڑے اور وقتاً فوقتاً اسکا مذاکرہ کرتے رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی سناتے رہتے ہیں رٹا بھی لگاتے ہیں اور دوسروں کو بھی رٹاتے ہیں ان میں سے بعض یہ بھی ہیں۔

۱۔ کلمہ طیبہ کا غلط معنیٰ کرنا۔۔ کلمہ کا یہ معنی بیان کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین اس میں خرابی یہ ہے کہ ''عبودیت والوہیت الہیہ'' کا مفہوم بگاڑ دیا ہے حالانکہ ''عبودیت والوہیتِ الہیہ'' کا معنی یہ ہے کہ ہماری تمام بدنی نظریاتی اور ہر طرح کی ''عبادات نذر و نیاز اور جبینوں کا جھکانا'' اللہ تعالیٰ کیلئے ہی خاص ہے۔ جبکہ تبلیغی جماعت والے اسکے برخلاف ایک ایسا معنیٰ کرتے ہیں ''کہ صرف ہر کام کا اُس سے ہونے کا یقین'' قارئین کرام بتلائیے کسی بھی مسلمان کو اسکے علاوہ مسببِ حقیقی ہونے کا انکار ہے؟ لیکن جب بات تبلیغ والے کرتے ہیں تو صرف اسی تناظر میں کرتے ہیں کہ دکان چھوڑو ہمارے ساتھ چلو، کام چھوڑو ہمارے ساتھ چلو، گویا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں اور باور کرانا چاہتے ہیں کہ دکان وغیرہ اور دیگر اسباب وغیرہ سے کچھ نہیں ہوتا ہمارے ساتھ چلو اللہ خود بخود انتظام کر دے گا بیوی کے حقوق کا انتظام بھی کر دے گا بچوں کے حقوق کا انتظام بھی کر دیگا یعنی کھانے پینے کا نتیجا یہ سنا گیا ہے کہ کئی جگہ اس بدانتظامی کیوجہ سے طلاقیں ہوئیں اور لوگوں نے ان کے بچوں کے افعال سے براءت کا اظہار کیا وغیرہ وغیرہ۔۔۔ کلمہ کا صحیح معنی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔۔۔ اب اسکے مفہوم

کو جماعت والے بیان کرتے کرتے یہاں تک لے آئے کہ ’’سب مسائل کا ایک ہی حل بستر اٹھالے اور رائیونڈ چل‘‘ اسکے مفہوم بیان کرتے ہوئے عقیدۂ جبریہ کا جو کہ ایک گمراہ فرقہ تھا اُس کے نظریات کو پھیلایا جاتا ہے۔ کہ اللہ سے ہوتا ہے مخلوق سے نہیں ہوتا، اور یہ کہ ہر کام کے ہونے کی نسبت اللہ کی طرف کرنا اس سے جبرِ محض یعنی مجبوری لازم آتی ہے۔ حالانکہ قرآن کریم اور سنت میں جو اچھے کام ہیں انکی نسبت اللہ کی طرف کرنا اور توفیق من جانب اللہ ہونا اور برے کاموں کی نسبت اپنے نفس اور شیطان کیطرف کرنا یہ آیا ہے۔ تبلیغی جماعت کے اس معنی سے تو نہ چور کو سزا ملے نہ وہ اسکا مستحق ہے۔ نہ کافر کو جہنم ملے نہ وہ اسکا مستحق ہے۔ کیوں کہ جب یہ عقیدہ پختہ ہوگیا کہ سب کچھ اللہ کیطرف سے ہوتا ہے تو چور اور کافر یہی عذر کر سکتے ہیں کہ اس میں ہمارا کیا قصور؟ چنانچہ اس سے جو غلط نتائج اور بھیانک صورت حال سامنے آتی ہے وہ سستی اور کاہلی اور مجبوری اور بزدلی کی شکل میں سامنے آتی ہے۔ معاشی ذمہ داریوں اور اخلاقی ذمہ داریوں سے سبکدوشی کا رخ اختیار کیا جاتا ہے۔ کیا اس سے اسلامی معاشرے میں ابتری نہیں آتی؟ پھر محمد رسول اللہ ﷺ کا نظریہ و معنی تو صحیح ہی بیان کرتے ہیں مگر کیا آپ ﷺ کے طریقوں میں جہاد و خلافت اور جملہ معاملات و عقائد نہیں آتے؟ جسکا تبلیغی جماعت نام لیتے ہوئے بھی کتراتی ہے کہ کہیں توڑ نہ پیدا ہو جائے اور بیرون دنیا ’’دین کا کام‘‘ بند نہ ہو جائے۔ واعجبا و اسفا!

۲۔ ایک رٹی رٹائی یہ بات بھی تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت کیلئے کر دی جاتی ہے کہ جہاں فرض چھوٹ رہا ہو تو تبلیغ فرض ، جہاں واجب چھوٹ رہا ہو تو تبلیغ واجب، جہاں سنت چھوٹ رہی ہو تو تبلیغ سنت، جہاں۔۔۔۔ کیا فرماتے ہیں تبلیغی جماعت والے کہ جہاں مسلمانوں کے چیتھڑے اُڑائے جائیں اور مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کی جائے تو آپ سر جھکا کر ہاتھ میں تسبیح لیکر ’’متکلم صاحب‘‘ تمہارے دین کے چھ نمبر شروع کر دے گا اور وہ سنانا فرض ہوگا؟ کیوں کہ آپ کے ہاں تو تبلیغ یہی ہے۔ تو پھر فرض پورا ہو گیا ناں! چیتھڑے کوئی اور اُٹھائے آنسو کوئی اور صاف کرے اور عصمت دریوں کا مداوا کوئی اور۔ تمہاری تبلیغ سے تو نہ ڈراؤن رک سکتا ہے نہ کلاشن کی گولی نہ جبر و ستم کا گرم کیا ہوا بازار۔ اس رٹے رٹائے جملے میں کتنا بڑا دھوکا اور کتنی بری تحریف پنہاں ہے۔

۳۔ ’’حجۃ الوداع‘‘ کے موقع پر جسکا جسطرف رخ تھا اس وقت وہ اس طرف چل پڑا۔

عقل کے اندھو خطبہ حجۃ الوداع کے بعد وقوف عرفہ ہوتا ہے پھر رمی جمار پھر طوافِ حج اور قربانی یہ سب اعمال چھوڑ کر کیا صحابہ کرامؓ اور رسول اللہ ﷺ بقول آپ کے جسکا جسطرف منہ تھا اُس طرف چل پڑے کچھ عقل کے ناخن لو اس سے بڑی بھلا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی گستاخی ہو سکتی ہے؟ مگر جو تم ٹھہرے مفتی۔

۴۔ احمد بہاولپوری کہتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کو دعوت پہلے ملی دین بعد میں ملا۔۔۔۔’’ زرا غور تو کرو کس قدر بے وقوفی کی بات ہے کوئی دین ہو ہی نہ، کوئی نظریہ ہو ہی نہ تو دعوت کس کیطرف؟ یہ تو یہ ہوا کہ کوئی بے وقوف دکاندار خالی ریڑھی لیکر گھومے اور چھولے لے لو بھئی چھولے‘‘ یہ ہم نہیں کہتے العیاذ باللہ یہ تم جیسے گستاخون کے ان کلمات سے یہی لازم آتا ہے۔توبہ،،،توبہ،،،،توبہ،،، کوئی آنحضرت ﷺ کے بارے میں اسطرح کا تصور بھی کرے تو کفر ہے۔آپ ﷺ کو وقتا فوقتا جو جو احکامات ملتے رہے وہ آپ ﷺ نے بڑی امانت و دیانت کے ساتھ اُمتِ مرحومہ کو پہنچائے جزی اللہ عنا محمدا و اصحابہ

۵۔ شراب کو برا سمجھو، شرابی کو نہیں، کفر کو برا سمجھو کافر کو نہیں۔’’ تو پھر قل یاایہاالکافرون، یا کافروں کے بارے اور اولٰئک ہم الکافرون حقاواعتدناللکافرین عذابامھینا؟

رند کے رند رہے ، سزا بھی نہ ملی   اس مجلسِ رائیونڈ کا عجب نظارہ دیکھا
نہ شراب بری، نہ شرابی، نہ کافر، نہ کافری   اس کافری پہ جاں نثار ہوے ہے
کہ مکتب تبلیغ کا دستور نرالا دیکھا۔

۶۔ نبی علیہ السلام نے کبھی کسی بت کو برا بھلا نہیں کہا (بیانات حاجی عبد الوہاب)۔۔۔ یعنی توڑے ضرور بس برا بھلا نہیں کہا کہ مجمع ناراض نہ ہو جائے۔ کیا بات ہے حاجی صاحب کی؟

۷۔ دکان کاروبار سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ انڈہ مرغی نے نہیں۔۔ میں نے بھی نہیں، تم نے بھی نہیں ہو توبہ۔۔۔توبہ۔۔۔ (نعوذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد) یہ انڈا اللہ نے دیا ہے۔ بے حد کوئی بے وقوفی

کی؟ یہ سب ڈرامے حاجی عبدالوہاب کے کمرے میں ان کے زیر نگرانی یا مسجد ابراہیم لاہور میں بزرگوں کی زیرِ نگرانی ہوتا رہا۔ اور اب بھی تبلیغی دکانوں پر لکھا ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ انکی بے شمار بے تکی باتیں اور کفر یہ حد تک احمقانہ باتیں احاطہ ءِ احصا سے باہر ہیں۔ لیکن ہیں بڑی راز و حکیمانہ باتیں جن پر کھلیں اُن پر کھلیں۔

اگر تبلیغی جماعت کا setup اور نظام ختم کر دیا جائے؟

☆ ہمارے بعض مخلصین علماء کا نظریہ یہ ہے کہ اسکے نتائج حسنہ یہ ہونگے کہ: یہی مجمع علماء سے جڑ جائے گا ظاہر ہے کہ یہ مجمع بریلوی اور شیعہ سے توجڑنے سے رہا اسکی وجہ عمومی مجمع پر دیوبندیت اور آئمہ دیوبندیت کا تاثر ہے۔ ان لوگوں کی یعنی رجال میں ''رجولیت'' یعنی مردانگی ہے اور کچھ مزید آ جائیگی۔ ان کے اموال اور اعمال تبلیغ پر اُٹھنے والے وقتاً فوقتاً مصارف و اخراجات کو دیکھا جائے، حساب لگانے والوں نے ان کے صرف مرکزی مراکز اور چلت پھرت پر اٹھنے والے اخراجات مالیہ کا حساب لگایا تو کئی کھرب روپے سالانہ بنے یہ کئی کھرب روپے اگر ایک دفعہ میدانوں میں نکلے ہوئے شرعی دفاعی جہاد کرنے والے مجاہدین کو فراہم کر دیئے جائیں تو فقہی مسائل بھی اپنی جگہ پر آ جائیں اور مسلمانوں کی دولت کا صحیح مصرف بھی ہو جائے۔ اور مظلوم سسکتی ہوئی قوم کا مداوہ بھی ہو جائے۔ یہ تو مالی تخمینہ تھا۔

اب جانی اسباب کی طرف آئیں تو شاید کسی بھی ملک کی ۱۵، ۲۰ لاکھ ریگولر آرمی نہیں۔ لیکن یہ مجمع کثیر جسکو ترغیب جہاد اور وقت کے تقاضوں پر توجہ دلائی جائے شاید نہیں بلکہ حقیقتاً ہمارے اس اندازے سے زیادہ مسلح لوگ مساجد و معاشرے نیز مدارس و مراکز دینیہ سے مظلوم مسلمانوں کی امداد کیلئے کمر بستہ ہو جائیں۔ اور محاذوں کا اندرونی و بیرونی طور پر رخ کریں مگر بدقسمتی سے ہمارے ان سادہ لوح مسلمانوں کی جان و مال و وقت کو صرف اور صرف چلت پھرت تک محدود کر دیا گیا اور اسی پر اخراجات اُٹھ رہے ہیں۔

☆☆☆

ایک تلخ حقیقت:

ہم جب ہمعصر اقوام عالم کا مطالعہ کرنیکے بعد اپنے ان تبلیغی درویشوں کے بارے کچھ قلم اُٹھاتے ہیں تو بعض حضرات کو یہ تحفظات لاحق ہوجاتے ہیں کہ اسطرح تو سب دین داروں پر شکوک وشبہات ہوں گے۔ ان سے دست بستہ عرض کی جاتی ہے۔ کہ ایک عالم حق جب حق گوئی وعمل سے اپنے آپ کو معاشرے میں دکھلاتا ہے۔ شرک وبدعات رسوماتِ باطلہ وبرائی کے خلاف عمل پیرا ہوتا ہے اس کا ہر عمل قرآن وسنت وسیرتِ صحابہؓ سے مزین ہوتا ہے۔ کفر بھی اسکو پہچان لیتا ہے، بھلا مسلمان کیوں نہ پہچانے؟ اور اسپر شک وشبہ کیوں کرے، باقی جو عالم یا دین دار بہت ساری کشتیوں کا سوار ہوجائے جنکے ناخدا الگ الگ منازل ذہن میں رکھتے ہوں، معاشرہ میں وہ صرف اپنا حلقہ وجم غفیر بنانا چاہے۔ عقائدِ صحیحہ وسنتِ رسول ﷺ وصحابہؓ۔ اور اقتداء سلف الصالحین اس کا مطمع نظر نہ ہو اور اپنے پورے تابناک ماضی کا انکار کردے تو اس کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ چاہے خود کو دیوبندیت کا ٹھیکیدار سمجھے۔ لیکن درحقیقت شریعت کی اصطلاح میں وہ مداہن (مسکہ لگانے والا) اور گونگا شیطان کہا گیا ہے اور قرآن کریم نے ''غیر سبیل المومنین'' کے متبع پر جہنم کے راستے کھولنے کا فرمار کھا ہے۔ ''نولہ ماتولی ونصلہ جہنم وساء ت مصیرا'' (القرآن) ''ولاتسئل عن اصحاب الجحیم'' کے بموجب اپنے آپ کا خیال رکھیئے۔۔ اپنے اہل وعیال کا خیال رکھیئے۔۔ امت مظلومہ کا خیال رکھیئے۔۔

☆ ہمارے بعض حضرات علماء دیوبند نے مثل حضرت بنوریؒ ومولانا یوسف لدھیانویؒ نے پہلے پہل اس جماعت کے بارے حسنِ ظن کی بناء پر کچھ اچھی باتیں اہل تبلیغ کے بارے فرمائیں۔ مگر ''وماتخفی صدورہم'' جو دلوں کے اندر تھا جب وہ باہر نکل آیا تو اپنے ہی زمانے میں انہوں نے جماعت سے بیزاری کا اظہار فرمالیا۔ یہ نکتہ ضرور نوٹ کرلیا جائے۔ مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ نے ''بندگی کی صراط مستقیم'' نامی رسالہ لکھ کر تبلیغ سے علیحدہ ہونے کا اعلان فرمایا۔ اسکے مندرجات ملاحظہ ہوں۔ وہ مندرجات اس کتاب میں درج ہیں۔ قاضی عبدالسلام نوشہرویؒ نے شاہراہ تبلیغ لکھ کر ان کی شرعی حیثیت کو گمراہ کن قرار دیا، حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ اور مفتی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ، مفتی محمد فرید زروبیؒ، کی تصدیقات موجود ہیں۔

آخری عمر میں حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے اپنے مخلص کو ایک خط لکھا اسکے مندرجات دیکھ لیں اور مولانا نے رائے ونڈ جانا چھوڑ دیا تھا۔ ان کے تمام تر متعلقین وخلفاء تبلیغی جماعت سے لاتعلق ہو گئے۔

حضرت مولانا الیاس صاحب کی حیات میں تو خود ان کو آخری وقت تک یہ تڑپ رہی اور اندیشہ رہا کہ جس جماعت میں علماء کرام نہ لگیں وہ خطرناک اور بھیانک راستوں کا انتخاب کریگی (درس ترمذی، مفتی تقی عثمانی) بحوالہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ

اور علماء کرام سے مراد حضرت تھانویؒ، حضرت مدنیؒ، اور اس زمانے کے دوسرے علماء حق ہیں۔

☆☆☆

تبلیغی کام کا بدعتی ہونا اور امر محدث ہونا اور دین مشروع سے نکل جانے کے اور اس کام کے ''امر محدث وبدعتی'' ہونے کو قاضی عبد السلام نوشہروی خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فتویٰ دیا اور وجوہات بیان کیں۔ ''شاہراہ تبلیغ'' نامی کتاب لکھی جسکو ان حضرات نے حضرت نوشہروی سے خرید کر سارا ایڈیشن جلا دیا۔ البتہ اسکو نئے سرے سے چھاپنے کا سہرا مولانا محمد امان اللہ عمرزئی کامل پوری کو حاصل ہوا۔ اسمیں قاضی صاحبؒ نے ان اہل تبلیغ کے سارے کام واصطلاحات کو بدعتی اور تحریفات پر مبنی بتلایا ہے۔ جس نے تفصیلات پر مطلع ہونا ہے ''شاہراہ تبلیغ'' پڑھیئے حقیقت ''الم نشرح'' ہو جائیگی۔

ا۔ جہاد بمعنی ''قتال'' اسلام کا ایک مقدس فریضہ اور اس دین کی چوٹی ہے۔ تبلیغی جماعت کے اصاغر واکابر مختلف حیلے بہانے کر کے بنی اسرائیل کی طرح اس فریضہ سے پہلوتہی کرتے رہے ہیں زمانہ قریب میں افغانستان جہاد سے شروع کریں اور امریکہ ونا ٹو کے ساتھ موجودہ جہاد تک آیئے کہیں بھی تبلیغی جماعت کا کردار نظر نہیں آتا بلکہ اس فریضہ کی مخالفت نظر آتی ہے۔ وہ مخالفت کبھی ایمان کا کچا پکا ہونا کبھی یہ کہنا کہ یہ ملک وسلطنت کی جنگ ہے۔ کبھی یہ کہنا کہ مجاہدین کو اعمال بد کی سزا مل رہی ہے۔ کبھی یہ کہنا کہ ان کے ساتھ معیت الٰہیہ نہیں۔ کبھی کہتے ہی ابھی وقت جہاد نہیں، کبھی کہتے ہیں کہ طالبان انتہائی بے وقوف اور احمق لوگ تھے زمانے کی نزاکتوں کو نہ سمجھتے تھے خواہ مخواہ جنگ مول لے لی

طارق جمیل کہتے ہیں کہ اگر امریکہ حملہ نہ بھی کرتا تو طالبان کی حکومت نے ٹوٹ جانا تھا۔ یہ بات یاد رہے جن دنوں مجاہدین پر امتحانات کا وقت آتا ہے ان کے دلوں میں لڈو پھوٹتے ہیں جگہ جگہ گھسر پھسر کرتے ہیں۔ منافقین اہل مدینہ کی یادیں تازہ کرتے ہیں۔۔۔ کبھی یہ کہتے ہیں یہ جہاد ''حسن لغیرہ'' ہے اصل تو دعوت ہے اسکی مثال تیمم کی ہے اصل پر عمل ہو رہا ہے تیمم (جہاد) کی کیا ضرورت ہے؟ کبھی حکومت وخلافت کا مقصد اخلاق کو مہذب بنانا بتایا جاتا ہے۔ کبھی مجاہدین کی زلفوں کا مزاح اُڑایا جاتا ہے۔ میں نے مولانا محمد امان اللہ عمرزئی کی کتاب ''احقاق الحق البلیغ'' پڑھی جسکا اردو نام ''تبلیغی جماعت کی خرافات کا علمی جائزہ'' ہے اسمیں مولانا نے بڑی عرق ریزی سے تمام حقائق کو الم نشرح کیا ہے۔ تبلیغی جماعت کے اکابر نے جہاں عقیدہ اہل سنت کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں وہاں مولانا نے یہ بھی بتایا کہ یہ بھی مرزا قادیانی کی طرح جہاد کے عملی وقولی طور پر منکر نظر آ رہے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی کہا کرتا تھا کہ ''اب مسلمانوں میں آب وتاب نہیں'' ''اب تیر وتفنگ کا دور نہیں'' وہ تو برا ہو مرزا قادیانی کی بے وقوفی کا کہ خواہ مخواہ سرِ عام نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اسکا بھانڈا بیچ چوراہے پھوڑ دیا ورنہ۔۔۔۔ اسکی بات بھی ان کیطرح چلتی ہی رہتی۔

انگریز بھی کبھی کبھی ایسی غلطی کرتے ہیں کہ اپنا بہت بڑا نقصان کر لیتے ہیں جیسا کہ پٹھانوں سے ٹکرا گئے اب وہ ''جنات'' مجاھدین کی شکل میں انکو چمٹ ہی گئے ہیں اترنے کا نام نہیں لے رہے، اب تو اپنے تبلیغی بزرگوں سے ''پھونکیں'' مروائیں اور ''دم شف'' کروائیں۔ شاید افاقہ ہو جائے۔ انگریز بھی اس معاملے میں اب محتاط وہوشیار ہو گئے ہیں کبھی الہامی، کبھی کشفی رجال سے کام لیتے ہیں تو کبھی ''قادریوں'' سے جھوٹے خواب بیان کروا کے، کبھی ''ملالاؤں'' اور ''نائیکوں'' سے۔ کبھی سوفٹ اسلام سے۔۔۔۔

یاالٰہی یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں کہ　　سلطانی بھی عیاری ہے اور درویشی بھی مکاری
اے خاصہء خاصان رسل! وقتِ دعا ہے　　کہ امت پہ تیری آپ کے عجب وقت آ پڑا ہے

عقیدہ جہاد کے بعد دین کی وہ تشریح جو ہمارے سلف الصالحین سے لیکر اکابر علماء دیوبند تک چلی آ رہی تھی تبلیغی جماعت اسکی مخالفت پر کمربستہ ہے۔ دین کی ایک الگ تشریح کر دی اسطرح ریاست در ریاست

کا وجود عمل میں آیا۔

- ☆ جہاد کے مقابلہ میں مروجہ تبلیغی اعمال اوران کے فضائل آگئے۔
- ☆ عالم کے مقابلہ میں جاہل سال لگا تبلیغی آ گیا۔ یا مقیم آ گیا۔
- ☆ اہل حق مدارس دینیہ کے سامنے اپنی ذہنیت کی شاخیں اور چلتا پھرتا مدرسہ تبلیغی جماعت وجود میں آیا۔
- ☆ مفتی کے سامنے چلہ لگا ہوا ''گھڑا گھڑایا ہوا مفتی آ گیا۔
- ☆ مکہ وعرفات کے مقابلہ میں مرکز اور رائیونڈ کا سالانہ اجتماع اور اسکی دعا آ گئی۔
- ☆ تردید علی ادیان باطلہ کے مقابلہ ''جوڑ ہی جوڑ'' آ گیا۔
- ☆ آئمہ مساجد واکابر علماء دیوبند کی ساری تعلیمات کی مخالفت آ گئی (اکابر سے مراد حضرت گنگوہیؒ حضرت نانوتویؒ حضرت شیخ الہندؒ اوران کے شاگردوں کا طبقہ ہے)۔
- ☆ سیرت رسول ﷺ، اعمال صحابہ کرامؓ وسلف الصالحین کے سامنے بنی اسرائیل کی اقتداء کے مشورے آگئے۔

☆☆☆

حضرت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ سے ایک ملاقات

(از قلم محمد بلال فیصل آبادی)

جن دنوں طارق جمیل صاحب اپنے عقائد باطلہ سے ''رجوع'' سے پس وپیش فرما رہے تھے انہی دنوں علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کی حضرت استاد جی (مولانا امان اللہ صاحب) سے ملاقات ہوئی ظہر اور عصر کی نماز پڑھائیں: اور اسی دوران مولانا طارق جمیل صاحب کے ''رجوع'' کے حوالہ سے گفت وشنید ہوئی حضرت علامہ صاحب سے مولانا امان اللہ صاحب نے دریافت کہ حضرت مولانا طارق جمیل صاحب نے رجوع کیا ہے کہ نہیں؟ علامہ فرمانے لگے میرے کان میں۔ ''رجوع، رجوع۔'' کہہ رہے تھے میں نے کہا بات ایسے نہیں بنیگی جہاں بات کی ہے رجوع بھی وہیں کریں پھر اس بیان کا

حوالہ دیا جس میں رجوع زبانی کیا تھا، حضرت مولانا امان اللہ خان صاحب نے فرمایا حضرت رجوع تو تحریری ہونا چاہئے تھا علامہ صاحب نے کہا حضرت جبریل علیہ السلام کی وحی بھی زبانی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لائے تھے مان لیا جائے خیر مولانا امان اللہ صاحب نے فرمایا حضرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے لیکن خود وحی مبارک لکھوایا کرتے تھے اور وحی کے لکھنے کا ذکر بھی آتا ہے، نیز اہل علم کو رجوع کا کیسے پتہ چلے گا۔؟ پھر حضرت مولانا امان اللہ صاحب نے فرمایا حضرت اگر یہ مان بھی لیا جائے تو پھر بھی باقی جو مسائل میں طارق جمیل نے اسی بیان میں طالبان کو بے قوف ناعاقبت اندیش اور شریعت کو لوگوں پر ٹھونسے والے بتلایا، اور مودودی صاحب اور احمد رضا خان بریلوی کے کارنامے بیان کئے، ان سے بھی رجوع کر لیا ہے؟ تو حضرت علامہ بڑے حیران ہو کر فرمانے لگے رکیا ''سائیں'' یہ بھی ہے ؟۔ (یعنی یہ باتیں) تو حضرت مولانا نے فرمایا جی حضرت۔ کیا آپ نے مفتی عیسی گورمانی مدظلہ العالی کی ''الکلمۃ الہادی'' کتاب نہیں پڑھی؟ میری کتاب نہیں پڑھی؟ حضرت علامہ صاحب نے کہا ہاں سنا ہے مولانا نے فرمایا اس میں ان تمام باتوں کا ذکر مع التردید موجود ہے۔ پھر حضرت علامہ نے مولانا کا ہاتھ چوما اور اس کے بعد فرمایا کہ ''سائیں'' چھوڑنا نہیں۔ حضرت بیر شریف والے فرمایا کرتے تھے کہ ''ان دنوں تبلیغی جماعت کے نماز روزے بہت اچھے لگتے ہیں لیکن دیکھنا کل کو ہمیں ان کا مقابلہ مرزائیوں کی طرح کرنا پڑے گا''۔ اس بات کا ایک تو میں گواہ ہوں دوسرا گواہ دیکھ لو، حضرت استاد جی مولانا (محمد امان اللہ صاحب) نے مولانا محمد نواز بلوچ صاحب کو یہ بات بتائی تو فرمانے لگے دوسرا مجھے بنالو میں نے حضرت بیر شریف سے خود سنا ہے۔ اس طرح دو گواہ ہو گئے۔ پھر حضرت حیدری صاحب نے فرمایا کہ حضرت اہل السنۃ والجماعۃ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ العالی حیات ہیں ان سے تحریر لے لی جائے خدا کا کرنا دیکھئے مرد قلندر کی بات اللہ تعالی نے پوری فرمادی حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے از خود سے ہی شرح و بسط کے ساتھ مولانا طارق جمیل اور اہل رائیونڈ کو ایک تحریر لکھی جس میں ان سے کئی معترضہ سوالات کیئے مگر انہوں نے ابھی تک اس کا جواب نہیں دیا۔ (جبکہ حضرت کی وصیت تھی کہ چالیس روز بعد اس کو چھپوا دیا جائے یاد رہے کہ حضرت مفتی عیسی گورمانی صاحب کی کتاب ''الکلمۃ الھادی'' پر امام اہل سنت کی تصدیقی تقریظ موجود ہیں،

تبلیغی جماعت کے افکار دربارۂ ''نظریہ خلافت''

''غلبہ اسلام'' ونصرت حضرت مہدی

آپ کو اس کتاب میں تبلیغی جماعت کے افکار حکومت وامارت اسلامیہ کے بارے کچھ معلوم ہو چکے ان کے ہاں جس طاقت سے غلبہ اسلام اور نفاذ شریعت ہو وہ کوششیں ''وقت ضائع کرنا'' کے مترادف ہے۔ اس پر احمد بہاول پوری طارق جمیل عمر پالن پوری وغیرہم سب شریک ہیں فقط چھ نمبروں کے پھیلا دینے سے تو غلبہ اسلام یا نفاذ نہ ہوگا۔ ہمارے ماضی میں بھی ایسے ''درویش'' ملتے ہیں جو اس قسم کے نظریات رکھتے تھے یا ان کو اس کام پر لگایا گیا تھا یہ ایک حقیقت ہے کہ جو ہمارے اس جہادی دھارے میں مسلح طاقت کے ساتھ نفاذ اسلام کیلئے 'بشار الاسد'' شیعہ مجتہد حسن نصر اللہ'۔ ایرانی روافض سے نہ ٹکرائے گا وہ کیسے حضرت مہدی کے لشکر کا حصہ بن جائے گا؟

اپنے عقائد کا تحفظ کیسے کریگا؟ اعلاء کلمۃ اللہ اور احیاء خلافت کیسے کریگا؟ ان تبلیغیوں کی تو محنت کی مقررہ حدود ہیں، خلیفہ وخلافت کی اصطلاح ایک مقصد کیلئے گھڑ لی گئی۔ 'امیر صاحب' کا مفہوم اور ہے جہاد کا معنی ''دین کی محنت'' کرتے ہیں۔ (یاد رہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی بھی جہاد اور اصطلاحات دین کو بدل کر حضرت مہدی کو 'خونی مہدی' اور جہادیوں کو فسادی بتلاتا تھا) تو پھر ہمیں ذی شعور بتلائے کہ ہم ان کو سواد اعظم میں کیسے شمار کر لیں؟ عراق، شام، فلسطین، لیبیا، اسرائیل سمیت پورے عالم اسلام میں تبدیلی کی ہوائیں چل رہی ہیں۔ افغانستان میں بیالیس ممالک غیر اعلانیہ شکست سے دو چار ہو گئے۔ ہم ان سے کیا توقع رکھیں؟ حالانکہ ان کا نعرہ ودعوی یہ ہے کہ ''یہی کام اصل ہے۔ اکابر علماء دیوبند وسلف نے باقاعدہ امت کو ایک پلیٹ فارم دیا تھا کہ انگریز'' خلافت'' کو شہید کر گیا اب اس کی یہ یہ صورت ہے۔ یہ ان سب افکار کے خلاف ہیں۔ اس زمانے میں سر سید میرزا غلام احمد اور دیگر نے انگریز کا ساتھ دیا اور مسلمانوں کو ایک الگ نظریہ دے کر ایک سسٹم دیا اجماعی طور پر علماء حق نے ان

کا دفاع کیا اور مدارس کو عقائد وافکار اور عملی طور پر احیاء خلافت کیلئے چھاؤنیاں قرار دیا۔ مگر آج ۔۔۔۔۔ کسی نے جمہوریت کا میدان چن کر اس میں محنت کی اور ''طاقت بنانی'' شروع کر دی اور اپنے آپ کو ''واعدوالہم ما استطعتم من قوۃ'' سیاسی قوت کا بتلایا اور کسی نے نفس کو اور ایمان کو بنانا ''خلیفہ'' کا مفہوم بنالیا۔ طاقت شرعیہ اور خلافت شرعیہ کیسے آئے؟ جب انہی کے نظام میں رنگے جاتے ہیں۔ تو پھر معاملہ تو ''گدھا نمک کی کان میں جا کر نمک ہی بن جاتا ہے'' کا مصداق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ طریقہ کار شرعی نہیں۔ کیا موجودہ تبلیغی سیٹ اپ آپ کو اصلاح کی اجازت دیتا ہے اور موجودہ جمہوریت میں آپ اصلاح کر سکتے ہیں یا کی ہے؟ یا ممکن ہے؟

کیا علماء دیوبند نے اس جماعت کی مخالفت کی؟

جی ہاں۔ تاریخ وحقائق سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اکابر علماء دیوبند حضرت تھانویؒ اور دوسرے حضرات مثل احتشام الحسن کاندھلوی وغیرہ حضرات نے مخالفت کی اور وقت نے ثابت کر دیا کہ معاملہ اسی طرح ہے چنانچہ مفتی محمد عیسی گورمانی نے اپنی تالیف الکلمۃ الہادی الی سواء السبیل میں ص پر یہ جملے لکھے۔

مولانا احتشام الحسن کاندھلوی کی تحریر ''بندگی کی صراط مستقیم'' اس جماعت سے علیحدگی کا اعلان وبرائت تھا (یاد رہے حضرت کاندھلوی کی تحریر موجودہ پستی کا واحد علاج اس کے موجودہ فضائل کے آخر میں ابھی تک چل رہا ہے۔ تبلیغی جماعت نے اس کو ہٹایا نہیں)

تھانہ بھون کے مفتی قاضی عبدالسلام نوشہروی کی شاہراہ تبلیغ اس کام کا بدعتی ہونا اور امر محدث ہونا ثابت کر دیتا ہے۔

شارح بخاری حضرت مولنا احمد رضا بجنوریؒ کا اپنی شرح میں جماعت کے غلط طریقہ کی وضاحت کرنا اور اس پر تنقیدی اصلاح کرنا علماء دیوبند کا کنونشن میں علامہ چندنی کا وہ بیان جس کو احقاق الحق میں نقل کیا گیا ہے وہ جماعت کے بارے میں علماء دیوبند کا مشترکہ نظریہ ہے۔

شاہراہ تبلیغ پر علامہ شمس الحق افغانی اور دار العلوم حقانیہ کے مفتی محمد فرید زروبی کی تائید کرنا۔

اور حضرت عبید اللہ سندھیؒ کے افکار و نظریات از حضرت صوفی عبد الحمید صعواتی۔

اور حضرت مولنا سرفراز خان صفدر کی مبسوط تحریر جو طارق جمیل بلکہ پوری تبلیغی جماعت کے نام ہے مولونا مسیح اللہ خان خلیفہ مجاز سلسلہ تھانوی کا مولنا سلیم اللہ خان صاحب اور دیگر طلبہ کو اھل تبلیغ کے ساتھ ملنے سے روکنا۔ سلسلہ امروٹی کے حضرت پیر شریف کا یہ فرمانا ’’کہ اس وقت تو تبلیغی جماعت‘‘ ہمیں اچھی لگ رہی ہے مگر ایک وقت آئے گا ہمیں قادیانیوں کی طرح ان کے خلاف کام کرنا پڑے گا (راوی علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ اور دیگر علماء راسخینؒ)

مفتی سید عبد الشکور ترمذی کی تحریری کتاب۔

مولونا عاشق الٰہی میرٹھی کا حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ٹرین میں تکرار (راوی حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ مطبوعہ آپ بیتی) مولونا محمد یوسف لدھیانوی کا یہ فرمانا‘ کہ میرا تبلیغی جماعت کے بارے میں اچھے نظریات تھے اگر جماعت ایسے نظریات دے تو (علماء مخالف اور بدعتیوں سے جوڑ وغیرہ) تو ایسی جماعت میں جانا حرام ہے۔ مولونا مفتی تقی عثمانی کی کتاب السیر والمغازی کے آغاز پر تبلیغی جماعت کا انکار جہاد خط کی شکل میں اور بقول مفتی تقی عثمانی وہ خط کسی عام تبلیغی کا نہیں بلکہ کسی ایسی شخصیت کا اور معتمد عالم کا ہے جس کو میں اچھا عالم سمجھتا تھا اور بزرگوں میں سے۔

علماء کراچی کی مشترکہ تحریر در بارہ تبلیغ مفتی تقی عثمانی مدظلہ العالی کے لیٹر پیڈ پر حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی کا نظریہ۔ مولنا فضل محمد جامعہ بنوری ٹاؤن کے استاذ الحدیث اور دیگر علما متقدمین و معاصرین جو احاطہ احصاء سے باہر ہیں یہ سب اس بات پر شاہد ہیں کہ ’’کچھ بات‘‘ ہے ورنہ اچھے کام کی اچھے علماء اچھے کام کی مخالفت نہیں کرتے اور یہی اس کتاب احقاق الحق کا خلاصہ ہے

ایک عرض از مؤلف احقاق الحق

☆ انہی دنوں جب میں یہ تحریر لکھ رہا تھا تو ایک صاحب نے مجھ سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کیا اور مجھ سے کچھ سوالات پوچھے میں نے ان سے عرض کیا یہ سولات انتہائی اہم ہیں اور مؤرخ ہی ان سربستہ تاریخوں سے اور واقعات سے پردہ اٹھا سکتا ہے۔ انہوں نے جو پوچھا اکثر تو مجھے یاد نہ رہے

البتہ چند ایک یاد ہیں انہوں نے جو پوچھا۔

یہ ایک معمہ اور حیران کن بات ہے کہ مولانا محمد یوسفؒ صاجزادہ مولانا محمد الیاس صاحب جو دس سال تک باوجود اپنے والد صاحب کی کوششوں سے جماعت میں نہ لگ رہے تھے وہ انکے انتقال کے بعد جماعت کے امیر کیسے بنے؟ وہ تو خالصتاً علمی کاموں درس وتدریس وغیرہ علمی کاموں میں مشغول تھے۔ سائل کا یہ بھی کہنا تھا کہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے اتنا بڑا کام کن علماء کے مشورے سے شروع کیا تھا کون متفق تھا اور کس نے اختلاف کیا؟ یہ کیا وجہ تھی کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو آخری وقت تک یہ تڑپ بھی رہی کہ علماء حق اس جماعت میں کیوں نہیں لگ رہے اور مجھے اندیشہ یہ ہے کہ جس جماعت میں علماء کرام نہیں لگیں گے وہ خطرناک اور بھیانک راستوں پر چل پڑے گی اسکا انہوں نے کیا سد باب کیا؟ سائل نے یہ بھی سوال کیا کہ خان بہادر حاجی رشید الدین دھلوی جس پر انگریز ایجنٹ ہونے کا شبہ تھا اور دیوبند سے نکالا گیا تھا اس نے تبلیغی جماعت کو مالی امداد دینے میں بڑی معاونت کی اور بقول مئولف ”دلی کی برادریاں“ یہ سب مسلمانوں کی انگریز دشمنی سے توجہ ہٹانے کیلئے تھا۔ اور تبلیغی جماعت میں انہوں نے بڑا سرگرم حصہ لیا۔ خان بہادر حاجی رشد الدین دہلوی جو دار العلوم دیوبند شوریٰ کے رکن تھے انہیں شوریٰ سے کیوں نکالا گیا۔ جس جگہ بستی نظام الدین میں موجود اب مرکز ہے وہ جگہ کس کی تھی؟ بنگلے والی مسجد کس وجہ سے شہر دہلی سے الگ بنائی گئی جاسوسِ وقت اور ننگ ملت مرزا الٰہی بخش جسکو حضرت شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ نے انگریز کا ایجنٹ وجاسوس شمار کیا ہے اور بعض آراء کے مطابق وہ پچیس ہزار مسلمانوں کے قتل میں شریک ایجنٹ تھا اسکا مزید تذکرہ کہیں مل سکتا ہے؟ نیز نمبردار محراب خان، پٹواری نصر اللہ، منشی عیسیٰ، حاجی نماز خان، کون لوگ تھے اور تبلیغی جماعت کے کیسے رکن رکین بنے؟ وہ وقت کہ ایک طرف شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور انکے شاگرد مولانا حسین احمد مدنیؒ دیگر ساتھیوں کے ہمراہ انگریز کی بغاوت میں مالٹا کی جیل کاٹ رہے تھے اور انتہائی صعوبتوں کا شکار تھے تو دوسری طرف تبلیغی جماعت جو کہ حضرت شیخ الہندؒ کے ہی ایک شاگرد نے بنائی اور خالصتاً مذہبی تحریک تھی اسکو کیوں انگریز نے اجازت دی؟

سائل نے یہ بھی پوچھا کہ اس وقت تک مغربی ائرپورٹوں، امریکہ، اور دیگر حربی ممالک

جنہوں نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف محاذ بنا رکھا ہے وہ انکو کیوں بڑی آسانی سے ویزا دے دیتے ہیں؟ اس طرح کے سوالات انہوں نے مجھ سے کیئے تقریباً سارے ہی سولات پر گہری سوچیں سوچتا رہا لیکن چونکہ طبعی طور پر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کو مخلص اور جماعت کے بنانے میں نیک سمجھتا ہوں اور میرا ان کے ساتھ حسنِ ظن ہے اسلئے میں انکے بارے کم از کم اسقدر تک سوئے ظن تک بلا دلیل نہیں پہنچنا چاہتا اس لئے میں نے انکو مشورہ دیا اسکا صحیح حل یہ ہے کہ آپ مزید تفصیلات واستفسارات بجائے مجھ سے پوچھنے کے کہ (حالانکہ آپ کی نسبت مجھے اسقدر بھی معلومات نہ تھیں) کسی مستند حوالوں سے معتمد مؤرخین سے یہ معلومات حاصل کرلیں اسکے بعد کوئی رائے قائم کریں مجھے معذور سمجھیں میں تو صرف موجودہ تبلیغی جماعت کے اکابرین سے ہونے والی بے اعتدالیاں اور جماعت کی نت نئی تشریحات دین سے غیر مطمئن ہوں اور اس پر لکھ رہا ہوں اور دیگر علماء بھی لکھ رہے ہیں۔

تبلیغی جماعت کے بارے دیگر کتب وتحریرات

۱۔ شاہراہ تبلیغ مولانا قاضی عبدالسلام نوشہری رحمہ اللہ م ف ۱۹۷۴

۲۔ معارف الحدیث مولانا منظور احمد نعمانی جلد ۴ صفحہ ۱۷۷

۳۔ روزنامہ اسلام ایڈیٹر کا مضمون ۹ دسمبر ۲۰۰۳

۴۔ ہفت روزہ ضرب مومن (کالم از مولانا مسعود اظہر)

۵۔ تقریر ترمذی تقی عثمانی جلد ۲ صفحہ ۲۱۰ تا ۲۱۶

۶۔ حق چار یار مجلہ قاضی مظہر حسین چکوال فروری ۲۰۰۳

۷۔ مولانا عبید اللہ سندھی کے علوم وافکار صفحہ ۱۹۹ تا ۲۰۲
شیخ الحدیث مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مہتمم نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۸۔ مولانا طارق جمیل کا خط بنام مولانا ضیاء الرحمان فاروقی

ماہنامہ خلافت راشدہ جنوری فروری ۱۹۹۷

۹۔ مسلح جہاد کے بغیر تبلیغ ممکن نہیں مفتی اعظم پاکستان مفتی رشید احمد لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

۱۰۔ آزادی مکمل یا ادھوری؟ مولانا مسعود اظہر ص ۱ے تا ۷ے

۱۱۔ دعوت وتبلیغ کی شرعی حیثیت مولانا عبد الشکور ترمذیؒ

۱۲۔ بندگی کی صراط مستقیم از مولانا احتشام الحسن کاندھلوی ماھنامہ میثاق اپریل ۱۹۹۰

۱۳۔ تبلیغی جماعت کے ذمہ دار حضرات سے گذارش۔۔۔ مولفہ تنظیم حسین یکم محرم الحرام ۱۴۰۹

۱۴۔ دعوت وتبلیغ کی شرعی حیثیت ابو الحسن علی ندوی علامہ

۱۵۔ کلمۃ الہادی الی سواء السبیل حضرت مفتی عیسی گورمانی مفتی نصرت العلوم گوجرانوالہ

۱۶۔ احقاق الحق البلیغ...... مولانا محمد امان اللہ صاحب (جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ)

۱۷۔ انکشاف حقیقت مؤلفہ مولانا مفتی عبد الرحمن صاحب کراچوی

۱۸۔ اصلاح خلق کا الٰہی نظام مفتی محمد اسماعیل بہاول پوری

۱۹۔ کشف الغطاء مولانا مفتی عبد الرحمن کراچوی

۲۰۔ امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر کا خط بنام مولوی طارق جمیل واکابر جماعت (تحریر انتہائی اہم ہے جس میں حضرت نے لکھا کہ تبلیغی جماعت کے ہاں دو خداؤں کا تصور)

۲۱۔ علماء کراچی ومفتی تقی عثمانی کا خط بنام اکابر جماعتِ تبلیغ اپنے لیٹر پیڈ پر

۲۲۔ انسٹھ کھمبے کے الہامی نبی سے گمتھلہ کے جزوی نبوی تک مفتی عبد المتین قدوائی

۲۳۔ قرآن اور تبلیغی جماعت مولانا قاری فتح محمد سرگودھوی

۲۴۔ دعوت حق، مولانا عبد الغفار غور غشتوی

۲۵۔ مولانا سلیم اللہ خان کا خطاب جزیرہ فجی آئرلینڈ میں تبلیغی جماعت کے نام

(حوالہ ماہنامہ صدائے وفاق المدارس)

۲۶۔ انچاس کروڑ کا ثواب (موضوع حدیث) مفتی رشید احمد لدھیانویؒ

۲۷۔ رین جی ویسمیں بھگو (بزبان سندھی) یعنی بھیڑ کی شکل میں بھیڑیا از محمد صالح عاجز سندھ

۲۸۔ تبلیغی جماعت اور علماء دیوبند مولانا قاری فتح محمد سرگودھوی

۲۹۔ کیا تبلیغی جماعت نہج نبوت پر کام کر رہی ہے؟ مولانا قاری فتح محمد سرگودھوی

(ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ پر مفتی ابوالفضل عبدالرحمٰن کراچوی کا تبصرہ)

۳۰۔ مدنی دعوت کا نقشہ مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب

۳۱۔ تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی

۳۲۔ عورتوں کی تبلیغی جماعت ناجائز ہے اور یہ کام امر محدث ہے۔ فتویٰ دار العلوم دیوبند بحوالہ
اصلاحِ خلق کا الٰہی نظام

۳۳۔ سیف المجاہدین: مؤلفہ مولانا سیف اللہ صاحب زید مجدہٗ جامعہ کریمیہ کھڈ کوچہ مستونگ
کوئٹہ۔ 03063815978

۳۴۔ موجودہ تبلیغی جماعت حق صریح سے انحراف کے راہوں پر مؤلفہ شیخ الحدیث والقرآن
حضرت مولانا الطاف الرحمن صاحب بنوی جامع مسجد عمر فاروق دانش آباد یونیورسٹی
روڈ پشاور

۳۵۔ تسلسل ایمان فروشاں قاری فتح محمد 03016547439 امیر تحریک تحفظ عقائد
اہل سنت والجماعت وخدمات علماء دیوبند)

۳۶۔ تبلیغی جماعت کے راہنماؤں کی بے اعتدالیاں مؤلفہ ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہٗ
العالی (ماخوذ از حق چار یار قسط وار لاہور و چکوال)

۳۷۔ کشف الغطاء عن تبلیغ النساء مفتی سیف اللہ حقانی دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

۳۸۔ تبلیغی جماعت اکابر علماء دیوبند کی نظر میں مولانا سخی داد خوستی مدظلہ العالی

۳۹۔ سوال رحمن سے جواب قرآن سے مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

مزید معلومات کے لئے

www.facebook.com/226234877571972

قاری فتح محمد 03016547439 امیر تحریک تحفظ عقائد اہل سنت والجماعت وخدمات علماء دیوبند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ جن دنوں اس کتاب کی طباعت رابع آخری مراحل میں تھی نہیں دنوں میں سالانہ تبلیغی اجتماع سنہ ۲۰۱۴ء کا دوسرا دن تھا ہمارے تک ان کی جو "کارروائیاں" پہنچیں اور نوٹ کی گئیں وہ یہ تھیں کہ اس میں انتہائی خلط مبحث کے ساتھ واقعات وحقائق کو توڑ مروڑ کر جہاد اور مجاہدین کی مخالفت کی گئی انہیں تو کیا بدری صحابہ کرام ؓ تک کو بھی نہیں معاف کیا گیا (العیاذ باللہ) لٹیرا اور تجارتی قافلے لوٹنے والا کہا گیا۔ انہیں ارواح مقدسہ ؓ کو یہ لقب دیا گیا۔

کہ "بدر میں "وہ ڈر گئے تھے"۔ وہ لڑائی بھڑائی کرنے والے نہ تھے "احد" میں

بھاگ گئے تھے۔ اور مورجودہ دور میں جتنے مجاہدین ہیں اتنے پہلے نہ تھے اور جتنی مار اور ذلت اب اٹھانی پڑ رہی ہے پہلے کبھی نہ تھی''

جہاد ہو اور ذلت ہو یہ کیا جہاد؟'' (احمد بہاولپوری)

''اللہ تعالیٰ خود جہاد کرتا ہے۔'' طارق جمیل نے حضرت محمد بن مسلمہ؄ کو تلوار نبوی جہادی توڑنے والا ابتلادیا اور رویا (حالاں کہ وہ تو مسلمانوں کی باہمی اجتہادی لڑائیوں اور فتن در مسلمین کے بارے میں پیشن گوئیوں کا معاملہ تھا) اس کو مجاہدین اسلام بمقابلہ کفار پر فٹ کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ حضرات علی ※ معاویہ و عائشہ طاہرہ مطہرہ رضوان اللہ علیہم اجمین اور طلحہ؄ وزبیر؄ کا کیا کریں گے۔؟

جنہوں نے وہ جنگیں لڑیں اور کیا محمد بن مسلمہ؄ اور دیگر صحابہ کی ان فتن کے ادوار کے بعد نہ چلیں۔ ''میٹھے بول'' کو اسلام کی چوٹی قرار دیا یہ درحقیقت موجودہ دور کے جہاد سے بچنے کے لیے تھا۔ اور ''ذروۃ سنامہ الجہاد فی سبیل اللہ'' کے حکم سے بچنے کے لیے مقابلہ کرا دیا۔ طارق جمیل ہمیں بتائیں کہ کون مسلمانوں کے باہمی لڑائیوں پر راضی ہے۔ اور میٹھے بول مسلمانوں کے مسلمانوں کے لیے کا کون منکر ہے۔ رحماء بینہم۔ احمد بہاولپوری بتائے کہ وہ صحابہ کرام؄ کہ جنہوں نے معرکہ بدر سے پہلے مشورہ رسول میں عرض کیا تھا۔ اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں سمندر میں چھلانگ لگانے فرمائیں ہمیں سر تسلیم خم ہے ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں جو اپنے نبی سے یہ کہیں کہ اے موسیٰ آپ اور آپ کا رب جاؤ قتال کرو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں (یاد رہے یہ ہے وہ بنی اسرائیل جن کے بارے میں طارق جمیل مشورے دیتا رہتا ہے کہ ہماری راہ نجات بنی اسرائیل کے دور میں ہے۔ بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے اس فیصلے سے خوش ہوئے اور بدر میں جان کی بازیاں لگادیں۔ ابوجہل سمیت ان کے ستر سرداروں کو'' واصل جہنم'' کیا یہ بھی یاد رہے کہ کافر کو'' واصل جہنم'' کرنا بھی نبی کا مشن ہوتا ہے۔ اس ضابطہ سے تبلیغیوں کے ضرب کاری لگتی ہے کہ'' کافر جب مرتا ہے تو جہنم میں جاتا ہے اور نبی تو امتیوں کو جنت میں لے جانے کے لیے آتا ہے۔ اور تم جہادی تو ان کو مار مار کر بغیر کلمے کے جہنم میں ڈال رہے ہو'' اس طرح جہاد

کا حکم hide کرتے ہیں اور مغالطہ دیتے ہیں طارق جمیل ''مہذب اخلاق میٹھے بول'' کے ذریعے یہی ضابطہ عام کر رہا ہے۔ لیکن **الرسول المقاتل والنبی الملاحم** کے بہترین القابات تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے تھے ان کی قسمت میں ''غازی یا شہید'' ہونا کہاں......؟

رہا احمد بہاولپوری کا صحابہ کرام کو بھاگ کھڑے ہوئے کا لقب دینا (العیاذ باللہ)

تو خود نبی ﷺ اور ان کے رب العزت نے صحابہ کرام کو عارضی پسپائی کی وجہ سے پیچھے ہٹنے پر وعدہ مغفرت کیا اور نبی ﷺ نے صحابہ کو فرمایا۔ **بل انتم الکرارون وانا منکم**۔ بلکہ تم تو ڈٹ کر لڑنے والے ہوں اور میں تم سے ہوں۔ لیکن احمد بہاولپوری کو مجاہدین پر بغیر الزامات لگائے کہاں چین آتا ہے۔؟ اور وہ بھی صحابہ کرام پر۔۔۔ رہا اللہ تعالی کا خود جہاد کرنا تو اس بارے احمد بہاولپوری کو واضح ہو کہ نصرت باری سبحانہ وتعالی کا کون منکر ہے؟ لیکن کیا اس سے فریضہ جہاد ساقط علی المسلم ہو جائے گا۔؟ **قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویشف صدور قوم مؤمنین ویذھب غیظ قلوبھم** '' کا کیا جواب دو گے؟ لیکن تمہارا کیا جاتا ہے۔؟ تم نے تو عثمان جیسے باحیا جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں ان کو بدعتی عجب وریا کار اور نمود و نمائش کرنے والا بتایا (بیانات احمد بہاولپوری مطبوعہ: **در بحث اعجاب فی الدین احداث فی الدین**)

مولوی طارق جمیل کے 2014 بیان پنڈال رائے ونڈ میں توبہ کا ذکر و فضائلف ہیں اس میں شک نہیں کہ گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے لیکن کس کو اس بات میں بھی شک نہیں کہ قرآن وسنت میں حقوق اللہ کا معاملہ اور ہے اور حقوق العباد کا اور۔ اموال مشترکہ میں خرد برد کا معاملہ چوری، کرپشن اور حرام طریقوں سے کمایا ہوا مال جب تک اس کے موارد اور اشخاص کو واپس نہ کیا جائے تو اس کی بخشش واستغفار کا کیا معنی؟ مولانا طارق جمیل اس کو کیوں نہیں بیان کرتے؟ اسماء اللہ تعالی کا ورد کریں نماز میں تہجدات واوابین تک کو نہ چھوڑے لیکن سود و بینکاری میں جوڑا رہے معاملات میں محرمات کا ارتکاب کریں یہ کہاں کا انصاف اور کہاں کا دین ہے؟ کبھی اس پر بھی تو

نکیر کریں۔ پھر اس بیان میں اور دیگر بیانوں یہی دہراتے رہنے کا میرے نبی نے امت میں اختلاف نہ ہونے کی دعا کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں کی تھی اختلاف تو ہوگا۔ عقائد، مسائل، ہر چیز میں ہوگا۔ ہر ایک کو سینے سے لگانا سیکھو۔ اور عملی طور پر ہر سال گلگت امام بارگاہوں و دیگر علاقوں میں بنفس نفیس اس کا ثبوت دینا اور وہاں یہ کہنا کہ دینی مدارس تعلیم تو دیتے ہیں مگر اخلاقیات تو ان میں نہیں ہوتیں یہ کہاں کا انصاف ہے؟ بیان میں تلوار کی فضیلت بیان کی غزاوات کا ذکر کر کے مجاہدین صحابہ وتابعین شاہسواروں کے نام لے لے کر کہ ان سے بخشش ہوتو سکتی ہے مگر ابودجانہ کا یہ قول ذکر کرنا کہ میری بخشش کا ذریعہ تو یہ ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہیں دی۔ خدا کے بندے! جن احوال میں ذکر کر رہے ہو اور جن کا ذکر کر رہے ہو وہ تو کفار کا معاملہ ہے مسلمانوں کے آپس کے معاملات تو رحماء بینھم اور ان المؤمنون اخوۃ کے تحت چلتے ہیں۔ ورنہ خلط مبحث سے واغلظ علیھم۔۔۔ ولیجدوا فیکم غلظۃ۔۔۔ کلھم فی النار۔۔۔ الا ما انا علیہ واصحابی۔۔ جیسی نصوص صریحہ کا محمل کیا ہوگا۔؟ کچھ تو امت پر رحم کرو۔ جہاں تک منبر کے بیان سے توڑ کا سوال ہے تو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان ؓ کو منبر پر بٹھا کر کفار کے خلاف بیان اشعار کیوں کرواتے تھے۔ اور ترمذی باب الاداب میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر ؓ کو اس وقت منع کیا جب حضرت ابن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ اشعار چلتے ہوئے پڑھ رہے۔ **خلوا ابنی الکفار عن سبیله۔ الیوم نضربکم علی تنزیله۔۔ و نذهل الخلیل عن خلیله**۔۔ حضرت عمر ؓ نے ابن رواحہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ رسول اللہ کے سامنے حرم اللہ میں اس طرح کے اشعار؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر! چھوڑو ابن رواحہ کو پڑھنے دو۔ یہ کفار پر نبل تیروں سے بھی زیادہ چھلنی کرنے والے ہیں۔

نیز حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کا شکوہ جس کا آپ نے بیان میں تذکرہ کیا وہ منبر ہی سے تو بیان ہوا تھا۔ جس میں بقول تمہارے ''ایک آگ لگادی''۔ تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے ان بولوں سے کیا غلط فہمیاں اور نظریات لے کر اس جماعت تبلیغ میں چل رہے ہیں۔؟ اس لیے تو ختم نبوت کا کام، دفاع صحابہ کا کام، فرقہ باطلہ پر رد کا کام، جہادی کام تمہارے کام کے برعکس سب دینی

کام ''زہر قاتل'' بنتے جا رہے ہیں۔ یہ آپ کے ''میٹھے بولوں'' عقائد باطلہ کا زہر پھیلا دیا جس کا خمیازہ امت دنیا و آخرت میں بھگتے گی۔ نبی علیہ السلام کا حجۃ الوداع میں اس زمانے کے لحاظ سے بڑا مجمع تھا اس میں آپ نے جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا وہ یہی تھا کہ کتاب اللہ اور میری سنتوں سے دور نہ ہونا۔ کتاب اللہ کو پڑھئے، سمجھئے، اور سنتوں سے اس کی وہ تشریح کیجئے جو صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام نے ہم تک پہنچائیں۔ اللہ تعالی ہم سب کو ہدایت دے اور باطل عقائد سے بچائے۔...... ''زبان کو پکڑے رکھیں'' ....

..........غلط نظریات و عقائد مت پھیلائیں۔

اللہم اہدنا الصراط المستقیم۔ (اسد اللہ حمزہ)

ایک مختصر مگر پر مغز تحریر''

اسلام کا نظام عادلانہ اور اس کا طریقہ مسلح جد و جہد سے ہی ممکن:

تبلیغی جماعت والوں کے ہاں ''دلوں پر محنت کرنے'' سے ہی نظام الہی کی اصلاح ہو جاتی ہے اور یہی کلیہ اگر ان موجودہ صوفیاء کرام پر لگایا جائے۔ جو طاقت برائے اعلاء کلمۃ اللہ کے قائل نہیں تو اس کلیہ میں اسی معاشرے میں رنگے ہوئے مجھ جیسے روایتی اور اپنے آپ کو عالم یا دیندار کہلانے اور سمجھنے والے علمائے کرام پر بھی رد ہوتی ہے جو صرف یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ چونکہ اذکار، اصلاح قلب، اعمال صالحہ ہی مطلوب ہیں اور یہی دین

ہے تو اس مذکورہ نظریے کے روشنی میں بہت سارے دین اصلی کا حلیہ ہی بگڑ جاتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام وسلف صالحین کے زمانے میں جو دین تھا اور جس دین نے ساری دنیا کے ادیان پر غلبہ حاصل کرنا تھا اور پھر اسی زمانے میں غلبہ ہوا بھی، اب اس کی مکمل تشریح میں قطر بیونت کر کے ایک الگ تشریحات والا نظریہ سامنے آجاتا ہے جس میں دین پر چلنے والا ہمارے اس آخری زمانے کی ان نبوی ﷺ پیشن گوئیوں کا مصداق ہی نہیں بنتا اور نہ رہتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے میں دین پر چلنے والے کے بارے میں فرمائیں آپ نے فرمایا کہ اس زمانہ آخیرہ میں دین پر چلنے والا ''**کالقابض علی الجمر**'' دین پر چلنے والا گویا اپنے ہاتھ میں آگ کے انگارے دابے ہوگا' اور ''**بدء الاسلام غریبا... فطوبی للغرباء** کا مصداق کون بنے گا۔؟ کیا برطانیہ اور اس کی کالونیوں میں اصلاح قلب ذکر اذکار مسنونہ واعمال مسنونہ کے دوام پر پابندی ہے؟ کیا امریکہ میں اور اس کی کالونیوں میں ان اعمال پر پابندی ہے؟ نہ نماز پر پابندی، نہ اذکار پر پابندی نہ ایسی محفلوں پر پابندی تو پھر پابندی کس چیز پر ہے؟ اس کا جواب ہی اصلی اور مکمل دین کی تشریح ہے، چنانچہ اس کی تشریح سے آپ کے موجودہ جمہوری نظام میں چلنے والوں ''اسلامی انقلاب کے دعوے داروں'' پر مکمل چوٹ لگتی ہے جو کرپٹ معاشرے اور طاغوتی نظام میں پلنے والے معاشرے سے ''اکثریت'' لے کر ایوان اقتدار میں ''غیر مسلح'' طریقوں سے شریعت ودین کا ''بول بالا'' کرنے کا دعوی وعزم کرتے ہیں، جس طرح تبلیغی محنت کا تسلسل اسی طرح رہے گا۔ اسی طرح ان ''انقلابیوں'' کی غیر مسلح جدو جہد بھی اسی تسلسل جیسا ہوگا۔ ظاہر ہے ان دونوں نظریوں میں جو تلبیس ہے اور نامکمل دین کی غیر مکمل تشریح اور اسی پر ہی وقت ضائع کرتے رہنا اور اس کے ساتھ ساتھ امت پر آئے ہوئے مصائب پر توجہ نہ دینا ہے خلافت کے احیاء کی بالفعل کوشش نہ کرنا، حالانکہ کہ ''**المؤمنون کجسد واحد**'' مسلمان سب کے سب ایک جسم کی مانند ہے۔ پھر تبلیغی جماعت ''انقلابی اسلامی جمہوری قوتیں ہمیشہ اپنی ناکامی کا سبب معاشرے کے افراد کی بدعملی اور غیر غالب دین سے دوری اور اسلامی جمہوریوں کو ووٹ نہ دینا گردانتے ہیں، اور اس نظام کو بدلنا ضروری نہیں قرار دیتے اور نہ ہی دین غالب کی سعی بطور طاقت کرنا، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہمارے عام علمائے دیوبند اور ''صاحب بصیرت'' قرار دیتے ہیں، ان کا اکی نظریہ بنا ہوا ہے کہ جس کا مظاہرہ میں نے اس وقت دیکھا جب ایک جید استاد الحدیث نے ہماری تحریریں مطالعہ فرمائی تو انہوں نے دوروس قرآن میں اور انفرادی طور پر اپنے معتقدین سے فرمایا ''کیا جہاد ہر وقت ہی ہوتا رہتا ہے؟'' اور میرے بارے بتلایا کہ ان جیسے کے نظریے کو اگر قبول کیا جائے تو

لوگ موجودہ نظام میں چوبیس گھنٹے کی زندگی کیسے گزارے گیں؟ یہ ہیں وہ خطرناک سوچیں اور بیمار نظریات کہ جس نے ایک اسلامی سیرت اور مغازی کو پڑھے ہوئے شخص کو اتنا متاثر کیا کہ باوجود عالم دیوبند ہونے بلکہ ایک سیاسی مذہبی جماعت کے سیاسی سرپرست ہونے کے ایسے نظریات بنالیے، چنانچہ تبلیغی جماعت کہتی ہے ''اگر ہم جہادی مہدی'' کا ذکر کریں اور خلافت مسیح کا ذکر کریں (یعنی جنہوں نے یہود ونصاری سے جنگ کرنی ہے صلیب کو توڑنا ہے خنزیر کو قتل کرنا ہے) تو بیرون ملک تبلیغ دین بند ہوجائے گی اسی طرح ان عالم صاحب کا بھی کہنا تھا کہ پھر بیرون ملک روزگار کے لیے گئے ہوئے مسلمانوں کا کیا ہوگا۔؟ کیا ان عالم صاحب کو دارالحرب و دارالاسلام، یا دار المسلمین کی حیثیات اور احکامات معلوم نہیں ہون گے؟ کہنے کو تو آسان ہے کہ احیائے خلافت ،دفاعی واقدامی جہاد کے ذریعے سے اعلاءکلمۃ اللہ کا سمجھنا ''تکفیری نظریات'' کا باعث بنتا ہے۔ لیکن ان کو یہ معلوم نہیں کہ ان کے اس فتوے کی زد میں آکر کون کون سی ''عظیم شخصیات'' دین سے باہر ہوجائیں گی؟ صاحب تحریر نے لکھا ہے کہ میں بس اب اپنی اس تحریر کی تشریح ان نوجوانوں کی ذمے سمجھتا ہوں جو کار خلافت اور اس کے مساعی میں لگے ہیں۔ نیز سورۃ کہف کا التزام کیا جائے۔ اور یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ خلافت اور امارت اسلامیہ ہی اعمال صالحہ کی نگہبان اور قوت احتسابیہ ہوتی ہے۔ انفرادی اعمال بغیر امیر اور امارت کے ایک قسم کا نقص شمار کیا جاتا ہے۔ نیز جمہوریت مروجہ اور اسلامی شورائی نظام کا فرق تمام مسلمین معلوم کریں اور مروجہ سیاست کذابہ کا فرق واضح کرلیں واللہ ولی التوفیق۔